ناولز کلب
راہِ حیات
از قلم لبابہ مناھل
: novelsclubb
:read with laiba
03257121842

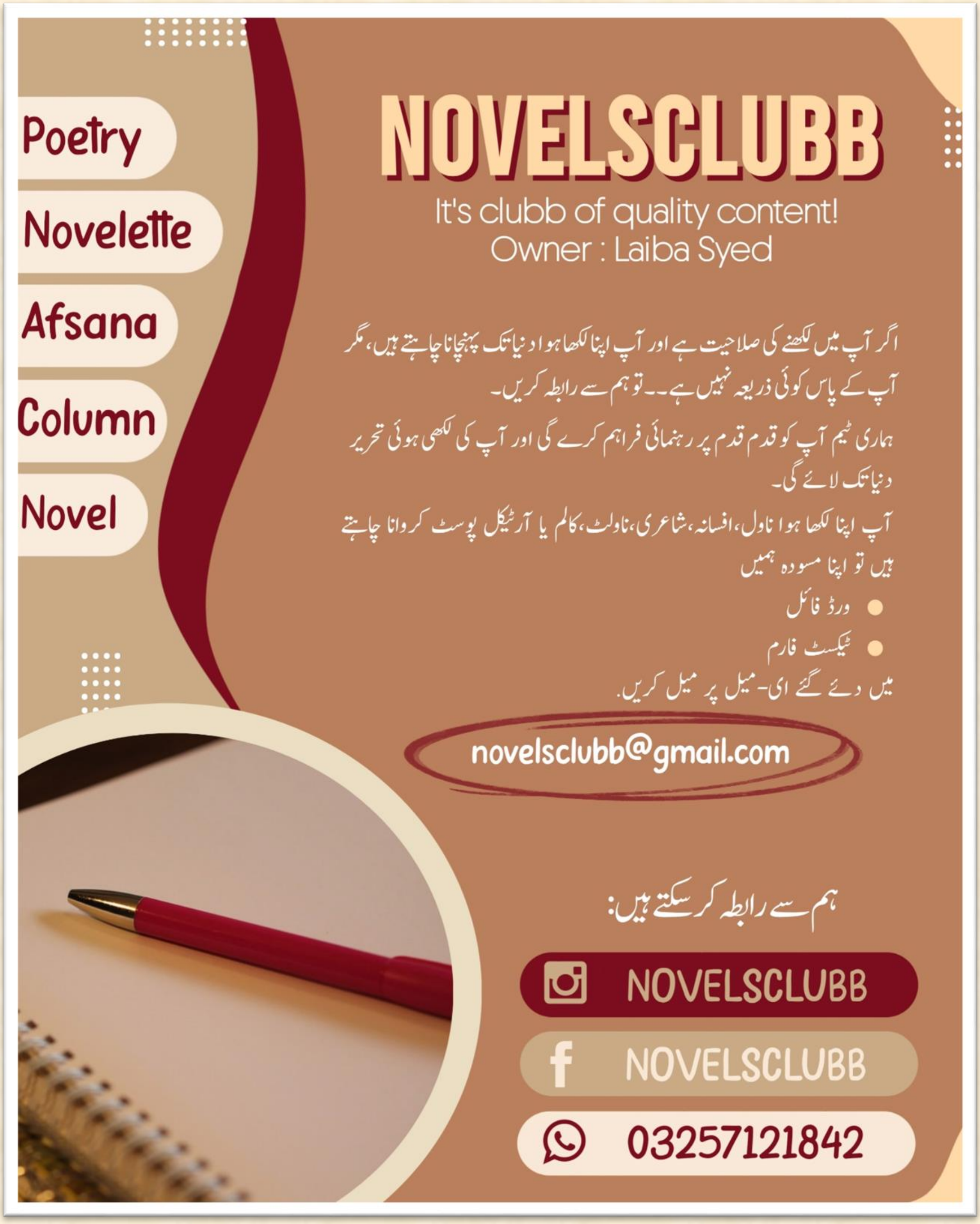
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

راہِ حیات

از قلم

لبابہ مناہل

Clubb of Quality Content!

میرے رب کے نام!

اس کے نام جس نے خواتین کو لڑنا سیکھایا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

باب ششم

میں نے سب کو اپنے سامنے نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔زبیر میرے گلے لگتے ہوئے بول رہا تھا۔

"مجھ سے ایک سال چھوٹے ہو کر تم مجھ سے بڑے بن گئے ہو زوہیب۔"

خالو مجھے ساتھ لگاتے ہوئے مجھ سے اصرار کر رہے تھے کہ میں ملائکہ کو ان کی طرف لاؤں۔

وہ جانتے تھے کہ وہ میری بات مان جائے گی۔

"میری بہن کو اپنا محتاج مت بنانا زوہیب۔"

میں مسکرایا تھا۔میں جانتا تھا کہ مجھے اس کو اپنے بغیر کھڑا ہونا سکھانا تھا۔

سیٹینگ ایریا خالی ہو گیا تھا۔

~•••••••••••••••••

صوفے پر بیٹھتے میں نے بند دروازے کو دیکھا تھا۔کچھ وقت ملائک کو دینا چاہیے تھا۔وہ رو کر کھڑی ہو سکتی ہے،اس کو ہر دفعہ رونے پر سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔یہ یقین دہانی اس کا

Clubb of Quality Content

دماغ اس کو تبھی دے گا جب وہ کھڑی ہو گی۔ دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی۔ جس کے آنے کا انتظار تھا وہ بالآخر آ گیا تھا۔

"عیسی کے بچے"

میں نے کُشن اٹھا کر دروازے کی جانب پھینکا تھا۔ وہ دروازے کی اوٹ میں ہوا تھا۔

"تمھیں کسی نے کمرہ استعمال کرنے کی تمیز سیکھائی ہے یا نہیں؟"

دروازے کی اوٹ سے نکلتے اس نے وہی کُشن اٹھا کر میری طرف پھینکا تھا۔ دوبارہ دروازے کی اوٹ میں ہوتے وہ چیخا تھا۔

"زوہیب، تمھیں کسی نے ذاتیات کا خیال رکھنا سیکھایا ہے یا نہیں؟"

"تم ابھی میرے سامنے آ کر کھڑے ہو، عیسی۔"

عیسی خاموشی سے دروازے کی اوٹ سے نکلا تھا اور پھر وہ چیخا تھا۔ اسی چیخ میں اس نے دوسرا کُشن اٹھا کر مجھے مارا تھا۔

"تم نے میرے کپڑے کیوں پہنے ہوئے ہیں؟ زوہیب ابھی کہ ابھی میرے کپڑے اتارو۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اُس طرف وہ چیخا تھا اور اِس طرف میری چیخ بلند ہوئی تھی۔ وہ میری سفید وول شرٹ کو داغدار کر کے میرے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ تیسرا کُشن صوفے سے میں نے اٹھایا تھا۔

"تم میری الماری سے سفید شرٹ کیسے پہن کر گئے ہو اور تم نے اس پر داغ کیسے لگائے ہیں ؟"

وہ کُشن دو مرتبہ اس کے سر پر لگا تھا۔ یکِ بعد دیگر پھینکے کشنز کی وجہ سے سیٹنگ ایریا تہس نہس ہو چکا تھا۔ شہد رنگ شلوار قمیض میں ملبوس میں صوفے پر چڑھا ہوا تھا، بھورے رنگ کی پتلون اور سفید شرٹ پہنے وہ کشن اٹھا اٹھا کر مجھے مار رہا تھا اور پھر میری نظر دروازے سے نکلتی ملائک پر گئی تھی۔ اس کی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں۔ اس نے پہلے مجھے دیکھا تھا پھر وہ جملہ سنا تھا جو عیسی کہہ رہا تھا۔

"تم میرے کمرے میں کیوں گھسے ہو؟ تم نے میرے کپڑے کیسے پہنے؟ تم نے میرے کمرے میں موجود استری کیسے استعمال کی؟ اتنے جرم کرنے کے بعد تم مجھ سے سفید وول شرٹ پر لگے دو داغوں کے بارے میں پوچھ رہے ہو۔ کیا کرو گے اتنے پیسے کا چوزے جتنا تو دل ہے تمھارا۔"

میں نے اس کو روکنے کی کوشش کی تھی۔

"کیا مسئلہ ہے تم چپ کیوں ہو؟"

اس نے تپش کے عالم میں مجھے دیکھا تھا پھر میرے سرخ ہوتے چہرے کو اور اس نے نظریں گھما کر میرے نظروں کے زاویے پر دیکھا تھا۔ عیسی نے حیرت سے پھیلتی آنکھوں سے مجھے دیکھا تھا۔ آنکھیں میچتے میں صوفے کے کنارے سے نیچے اترا تھا۔ عیسی بھی سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"آنکھیں کھول لے، تیری بیوی ہے تو ہی بچا سکتا ہے۔"

"عیسی میرا پانچ ماہ میں بنایا تاثر تو نے پانی میں پھینک دیا ہے۔"

"چل پھر میں بھی آنکھیں بند کر رہا ہوں۔"

کافی دیر ہم دونوں خاموشی سے کھڑے رہے تھے اور پھر ملائک کے ہنسنے کی آواز آئی تھی ۔میں نے آنکھیں کھولی تھیں۔ وہ سر جھٹکتے کہنے لگی تھی۔

"مجھ سے بڑے ہو کر مجھ سے کیوں ڈر رہے ہیں؟ میں تو شور سن کر آئی تھی۔"

وہ یہ کہتے باورچی خانے کی طرف چلی گئی تھی۔ ہم دونوں اکٹھے صوفے پر گرے تھے۔

"تو بتا نہیں سکتا تھا کہ بھابھی آ گئیں ہیں۔"

"تیرے کمرے کی حالت دیکھنے کے بعد، مجھے صرف یہ یاد تھا کہ میرے گھر کا ایک حصے ایک گندے انسان نے بگاڑ دیا ہے۔"

"تو نے میرے کمرے کو صاف کیا ہے؟"

میں نے سر ہلایا تھا۔

"تم میرے کمرے سے دور کیوں نہیں رہتے، زوہیب؟"

زمین پر پڑا کشن اس نے پھر اٹھا کر مجھے مارا تھا۔ ملائکہ کے ہونے کا اس سے زیادہ لحاظ میں نہیں کر سکتا تھا۔

"عیسی اب یہ کُشن ایک دفعہ اور مجھ پر آیا تو تیری خیر نہیں ہے۔" وہ عیسی ہی کیا جو میری بات سن لیتا۔ کشن ایک دفعہ پھر میرے منہ پر لگا تھا۔

نولز کلب
Clubb of Quality Content!

یہاں سے آغاز ہوا تھا دوسری جنگ عظیم کا۔اس جنگ عظیم میں ہر طریقہ سامنے والے کو زیر کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔بات کشن سے شروع ہوئی تھی اور پھر ایک دوسرے میں گتھم گتھا ہوتے بھی ختم نہیں ہوئی تھی۔

"زوہیب، عیسی بھائی"

ملائکہ کی حیرت میں ڈوبی آواز آئی تھی۔

"عیسی بھائی، آپ اپنے کمرے میں جائیں۔زوہیب آپ اپنے کمرے میں جائیں اور اگلے آدھے گھنٹے میں آپ دونوں ایک دوسرے کو کپڑے بالکل ویسے ہی واپس کریں گے جیسے لیے تھے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

میں نے ملائکہ کی آخری بات کو تنبیہ کے انداز میں دھرایا تھا۔

"بالکل، ویسے ہی واپس کرنے ہیں جیسے لیے تھے۔"

"زوہیب، آپ خاموشی سے اندر جا رہے ہیں۔"

میں نے ایک نظر اس کو دیکھا تھا۔وہ واضح تنبیہ تھی۔

~•••••••••••••••••

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

باب ہفتم

مجھے بیٹھے ہوئے تقریباً بیس سے تیس منٹ ہوئے تھے کہ ایک دم شور سنائی دیا تھا۔ پورا سٹینگ ایریا بکھرا ہوا تھا۔ کشن زمین پر تھے۔ ڈیکوریشن پیس بھی زمین پر تھے۔ زوہیب صوفے کے کنارے پر کھڑا ہوا تھا۔ عیسی بھائی اس کے قدموں کے پاس کھڑے اس کو کشن مارتے ہوئے مسلسل بول رہے تھے۔

"تم میرے کمرے میں کیوں گھسے ہو؟

تم نے میرے کپڑے کیسے پہنے؟

تم نے میرے کمرے میں موجود استری کیسے استعمال کی؟

اتنے جرم کرنے کے بعد تم مجھ سے سفید وول شرٹ پر لگے دو داغوں کے بارے میں پوچھ رہے ہو۔ کیا کرو گے اتنے پیسے کا؟ چوزے جتنا تو دل ہے تمھارا۔"

زوہیب نے مجھے دیکھا تھا اور پھر میں نے اس کے گال، کان، ناک اور پھر گردن کو سرخ ہوتے دیکھا تھا۔ اس نے آنکھیں میچ لی تھیں۔ آنکھیں بند کیے وہ صوفے سے نیچے اترا تھا اور میرے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عیسی بھائی بھی کھڑے ہوئے تھے۔ وہ شرمندہ نہیں تھے۔ وہ پہلے زوہیب کو دیکھتے رہے تھے پھر اس کی تقلید میں آنکھیں بند کر لیں تھیں۔

اٹھائیس انیتس سال کے مرد میرے سامنے کھڑے تھے وہ بھی ایسے۔۔۔

اچھا مزاق تھا۔ ان کو کیری آن کا اشارہ کر کے میں باورچی خانے میں چلی گئی تھی۔ مجھے کھانے کا بھی کچھ انتظام کرنا تھا۔ برتن دیکھتے مجھے یاد آیا تھا کہ آدھے برتن سیٹینگ ایریا میں تھے۔ سیٹینگ ایریا میں جاری جنگ کی نذر تو نہیں ہو گئے تھے۔ سٹینگ ایریا میں داخل ہوتے مجھے اپنا دماغ گھومتا محسوس ہوا تھا۔ وہ دونوں اسی ایک بات پر پھر لڑ رہے تھے۔ یہ دونوں اکٹھے کیسے رہتے تھے؟ مجھے حقیقتاً حیرت ہوئی تھی۔ ان کی آپس میں اتنی ٹاکسک ٹریٹس تھیں۔ عیسی بھائی کے بال پھیلے ہوئے تھے۔ زوہیب کے بال بھی بکھرے ہوئے تھے۔ زوہیب کی آنکھ کے نیچے چھوٹا سا زخم تھا۔ عیسی بھائی کے ماتھے پر نیل کا نشان تھا۔

ایک دوسرے کو چھوڑنے کا ارادہ ترک انھوں نے ابھی بھی نہیں کیا تھا۔مجھے اندازہ نہیں تھا کہ جنگ کو ختم کرنے کے لیے تھرڈ پارٹی لازمی تھی۔

~..................

کچن میں سامان دیکھتے مجھے اندازہ ہوا تھا کہ یہاں کافی بنانے کے علاوہ کوئی سامان موجود نہیں تھا۔کمرے میں داخل ہوتے میں نے زوہیب کو دیکھا تھا جو کپڑوں کو گول کر کے بازو کے نیچے دبائے کھڑا تھا۔

"یہ کیا کر رہے ہو؟"

"ویسے ہی اس کے کپڑے واپس کر رہا ہوں جیسے لیے تھے۔"

وہ اس زوہیب سے بالکل مختلف تھا جو وہ میرے سامنے ہوتا تھا۔

"زوہیب، یہ کپڑے بیڈ پر رکھو اور کچھ منگوا کر دو۔مجھے بھوک لگی ہے۔"

"میں عیسی سے پوچھ کر آتا ہوں کہ اس نے کیا کھانا ہے؟"

میں نے اس کو حیرت سے دیکھا تھا۔

"بے فکر رہو، روز نہیں لڑتے ہم۔"

میں نے سر ہلایا تھا۔دروازہ کھولتے ہی اس نے سامنے والے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔

"یہ پکڑو اپنے کپڑے۔"

دروازہ کھلتے ہی عیسی بھائی نے کپڑے زوہیب کے منہ پر پھینکے تھے۔کپڑے نظرانداز کرتے اس نے عیسی بھائی سے سوال کیا تھا۔

"کچھ کھانا ہے؟"

"میں کھانے کے لیے سامان لایا تھا،دروازے کے پاس رکھا ہوا ہے۔میں کھا آیا ہوں۔"

یہ کہنے کے بعد دروازہ کھٹاک سے بند ہو گیا تھا۔

زوہیب نے کھانے کے پیکٹ اٹھائے تھے۔میں اس کی تقلید میں اس کے ساتھ باورچی خانے تک آئی تھی۔میں خاموشی سے اسے دیکھے گئی تھی۔وہ پلیٹ میں کھانا نکال رہا تھا۔اس نے مجھے آنکھوں سے دیکھے جانے کی وجہ پوچھیں تھی۔

"مجھے تم سے کچھ پوچھنا ہے۔"

زوہیب نے بات جاری رکھنے کا اشارہ کیا تھا۔

"مجھے تمھاری طرف کی کہانی سننی ہے۔"

"پوچھو کیا پوچھنا ہے۔"

"تمھیں اپنے ماں باپ سے کوئی شکوہ ہے؟"

اس نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"کیوں"

اس نے پہلے مجھے حیرت سے دیکھا تھا پھر کندھے اچکاتے ہوئے بولا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"مجھے شکوہ کیوں ہو؟"

"وہ تمھیں پاکستان چھوڑ گئے تھے۔"

"وہ میرے لیے رک بھی جاتے تو مجھے پاکستان ہی رہنا پڑتا۔"

"کیوں"

"کیونکہ اگلے چار سال میں مسلسل دمے کا شکار رہا تھا۔ جسمانی طور پر بیمار قرار دے دیا گیا تھا۔ پرمٹ کے بغیر سفر کر ہی نہیں سکتا تھا۔"

"وہ تمھارے لیے رک سکتے تھے۔"

میں نے شکوے کی وجہ دی تھی۔ وہ مسکرایا تھا۔

"ہاں رک سکتے تھے، اگر ان کا باپ دنیا کا امیر ترین انسان ہوتا مگر افسوس در افسوس ان کو میرے اخراجات کے لیے بھی پیسے چاہیے تھے اور ان کا کام اس وقت صرف کینیڈا کے چھوٹے سے شہر اوٹاوا میں تھا۔"

وہ حقیقت پسند تھا یا تلخ ہو رہا تھا۔ میں اندازہ نہیں کر سکی تھی۔

"تمھیں اس بات نے کبھی تنگ نہیں کیا زوہیب؟"

"بڑے ہو کر نہیں۔"

"کیوں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیونکہ میں ان کی پہلی اولاد تھا۔وہ پہلی دفعہ ماں باپ بنے تھے۔میں پہلی دفعہ اولاد بنا تھا۔ مجھے بچپن سے معاف کرتے آرہے تھے۔میری زندگی کے لیے ہی وہ مجھے ادھر چھوڑ کر گئے تھے۔میں جسمانی طور پر بیمار تھا۔سفر کرتا تو مر جاتا۔اگلے چند سال فلائیٹ کے چند گھنٹے پہلے میں شدید دمے کا شکار ہو جاتا تھا۔وہ چاہتے تھے کہ میں آجاؤں۔مجھے بلانے کے لیے انھوں نے لاکھوں لگائے اور ہر دفعہ لاکھوں پانی کی طرح ضائع ہو جاتے تھے اور بالآخر نو سال کی عمر میں 'تمھاری پیدائش کے بعد میں کینیڈا گیا تھا۔"

اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔وہ ایسے بول رہا تھا جیسے کوئی خبر نامہ تھا جو وہ سنا رہا تھا۔

"آغا جان کی وفات کے بعد کیا ہوا تھا؟"

"اس وقت میں کالج میں تھا۔ایم بی ایس آغا جان کی پسند تھا۔آغا جان کے جانے سے پہلے بھی میں ان کی فیکٹری کو دیکھتا رہا تھا مگر مکمل بوجھ میرے کندھوں پر نہیں آیا تھا۔آغا جان کی وفات کے بعد ایک دم ہی سارا بوجھ مجھ پر آگیا تھا۔ماں چاہتی تھیں میں پڑھوں اور میں چاہتا تھا کہ میں اپنی ماں کو بہتر زندگی دوں۔اس ساری مشکل میں کہیں سے عیسی کے والد امجد انکل آگئے، آدھی فیکٹری کے مالک وہ تھے۔کام وہی دیکھتے تھے۔ایم بی ایس میں نے اور

عیسی نے ساتھ کیا۔ ہم دونوں کا کندھا امجد انکل تھے۔ کینیڈا کی سردیاں ان کی وفات کے بعد سرد ہوئی تھیں مگر اس وقت تک میں چیزوں کو سنبھالنے کے قابل ہو گیا تھا۔"

"اب فیکٹری کون سنبھال رہا ہے؟"

"ہم دونوں"

اس نے کندھے اچکاتے تھے جیسے یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی۔

"ڈاکٹر اور فیکٹری ہونے کے باوجود تم دونوں کپڑوں پر لڑ رہے تھے۔"

اس کے کان گلابی ہوئے تھے۔ آہ، زوہیب شرماتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم اس بات کا ذکر کرنا بند کرو۔"

"زوہیب تمھارے کان سرخ ہو رہے ہیں۔"

یہ کہتے ہی میں نے اس کے گال اور ناک کو بھی سرخ ہوتے دیکھا تھا۔ وہ بہت واضح شرماتا تھا۔

"ملائکہ" تنبیہ کی گئی تھی۔

"اچھا اوکے۔ اسلام آباد کب سے آ رہا ہو؟

"ایم بی بی ایس کے دوران بھی آتا رہا ہوں اور اس کے بعد بھی۔"

"ہمارے گھر کیوں نہیں آتے تھے؟"

"کیونکہ خالہ کی بیٹی مجھ سے جلتی تھی۔"

"زوہیب تم سچ بولو گے۔"

"تم سچ سن سکتی ہو ملائکہ؟"

اس نے سوال کیا تھا۔میں نے خاموشی سے سر ہلایا تھا۔اب تو مجھے ہر حال میں سننا تھا۔

"تمھارے بابا کی وجہ سے۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ وہ مضبوط مرد نہیں تھے۔"

"پھر اب کیوں آتے ہو؟"

"تمھاری وجہ سے۔"

"کیوں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیونکہ مجھے لگتا ہے کہ مرد محبت میں کمزور ہو جاتا ہے۔"

کمرے میں خاموشی چھا گئی تھی۔دروازے پر دستک ہوئی تھی۔اس نے گھڑی پر وقت دیکھا تھا۔

"آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے۔کپڑے مانگنے آیا ہے،کمینہ۔"

"زوہیب"

اس نے آنکھوں سے اپنی غلطی قبول کی تھی۔دروازہ کھولتے شہد رنگ کی شلوار قمیض زوہیب نے عیسی بھائی کے منہ پر پھینک کر دروازہ کھٹاک سے بند کیا تھا۔عیسی کی آواز آئی تھی۔

"زوہیب،مجھے تم سے بات کرنی ہے۔"

"آرہا ہوں۔"

"تم بعد میں اپنا انٹرویو کرنا میں جا رہا ہوں۔"

Clubb of Quality Content!

کمرے سے باہر نکلتے وہ کہہ گیا تھا۔ کینیڈا میں مصروفیات تھیں۔ یہاں تو رہنا ہی جان لیوا تھا۔ شکر ہے کل بابا کی طرف جانا تھا۔

~.................

آج ہم بابا کے پاس جا رہے تھے اور شام کو ہم نے کینیڈا کے لیے روانہ ہو جانا تھا۔ میں بابا سے بات کرنا چاہتی تھی۔ گھر میں داخل ہوتے ہی، میں نے یاسمین آنٹی کو دیکھا تھا۔ بابا کی بیوی۔ میں ان کو پہچان سکتی تھی۔ انھوں نے مسکراتے ہوئے مجھے دیکھا تھا پھر وہیں سے مجھے سلام کیا تھا۔

"السلام علیکم"

"وعلیکم السلام۔ کیسی ہیں آپ؟"

زوہیب میرے ساتھ کھڑا تھا۔ سامنے سے آتے زبیر بھائی کی طرف وہ بڑھ گیا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ تم سناؤ؟"

"الحمدللہ۔ بابا کدھر ہیں؟"

Clubb of Quality Content!

"تم اور زوہیب بیٹھو، میں ان کو بلاتی ہوں۔"

کہیں اندر کچھ برا لگا تھا۔ مجھے مہمانوں کی طرح ٹریٹ کیا جا رہا تھا۔ یہ تکلیف دہ تھا۔ میں نے بابا کو اندر سے نکلتے دیکھا تھا۔ وہ میری طرف آئے تھے اور مجھے گلے لگایا تھا پھر انھوں نے میرا سر چوما تھا۔

"بابا ہم اکیلے میں کچھ بات کر سکتے؟"

ان کے چہرے پر الجھن واضح تھی۔ انھوں نے مجھے دیکھ کر کمرے میں آنے کا کہا تھا۔ کمرے میں جاتے ہوئے میں نے اپنی پشت پر کسی کی کڑی نظریں محسوس کی تھیں۔ میں جانتی تھی وہ کون تھیں۔ نظر انداز کیا جا سکتا تھا۔

بیڈ کی ایک طرف بابا بیٹھے تھے اور پاؤں کی جانب میں بیٹھی تھی۔

"بابا آپ نے مجھے شروع سے اپنی شادی کے متعلق کچھ کیوں نہیں بتایا؟"

ان کے چہرے پر اداسی کی گہری چھاپ تھی۔

"مجھے لگا کہ تمھیں معلوم ہے۔"

"مجھے معلوم تھا، بابا مگر مجھے آپ سے سننا تھا۔"

انھوں نے گہرا سانس لیا تھا۔

"میں تمھارا خیال رکھنا چاہتا تھا۔"

"بابا آپ مجھے بچا نہیں سکے۔ میں اس سب کی وجہ سے اپنی زندگی کے چار پانچ سال تکلیف میں رہی ہوں۔"

میں نے گہرا سانس لیا تھا۔

"بابا آپ ہفتے کے چار دن ادھر گزارتے تھے، ہمارے پاس۔ تین دن ادھر گزارتے تھے، یاسمین آنٹی کے پاس۔ ہمیں بیٹھ کر سمجھاتے تو، ہمیں بتاتے تو۔"

"تم لوگ مجھ سے محبت کرنا چھوڑ دیتے۔"

"بابا، میں آپ سے محبت کرنا نہیں چھوڑ سکتی۔ ناممکنات میں سے ہے۔"

انھوں نے مجھے حیرت سے دیکھا تھا۔

"آپ نے شادی کیوں کی تھی؟"

"تمھاری ماں عیسائی تھی۔"

وہ اپنی بات جاری رکھتے کہ میں نے ان کو بیچ میں ٹوکا تھا۔

"میری ماں مسلمان تھیں۔"

"تمھاری ماں نو مسلم تھیں۔ جب تک تمھاری دادی زندہ تھیں، وہ مریم کو بچاتی رہیں تھیں۔ ان کی وفات کے بعد حالات بگڑ گئے تھے۔ سب نے اعتراضات اٹھائے۔ تمھاری ماں کے مسلمان ہونے پر سوال کیے اور پھر اسی دوران ماہم کی پیدائش ہو گئی۔ گفتگو کا وہ سلسلہ جو پچھلے چار سال سے چل رہا تھا مزید بڑھ گیا۔ مریم پوسٹ پارٹم ڈپریشن کا شکار ہو گئیں۔ میں ایک منہ چپ کرواتا تھا، دوسرا چیخنے لگتا تھا اور پھر میں نے مریم کو اپنی سانسوں کے لیے لڑتے دیکھا۔ وہ سانس لینے میں تکلیف کا شکار ہو گئیں تھیں۔ میں انہیں ڈاکٹر کے پاس لے کر گیا تو ڈاکٹر نے پہلی تاکید کی کہ ان کو ذہنی دباؤ سے دور رکھا جائے۔ میں چاہتا تھا کہ ہم کینیڈا چلے جائیں، وہ جانا نہیں چاہتیں تھیں۔ انھوں نے کسی سے سنا کہ مجھے دوسری شادی کر لینی چاہیے اور پھر مریم نے مجھے کہا کہ میں شادی کر لوں گھنٹوں بیٹھ کر روتی رہتیں تھیں کہ لوگ انہیں باتیں سنا رہے ہیں اور میں ان کی بات نہیں مان رہا پھر مجھے سننے میں آیا کہ خاندان میں

کسی خاتون کا شوہر مر گیا ہے اور ان کے دو بچے ہیں اور وہ خاتون یاسمین تھی۔میں نے یاسمین سے نکاح کر لیا۔گفتگو اور کردار کشی کا وہ سلسلہ تھم گیا۔مریم پر بات کرنا سب نے چھوڑ دی ۔مریم کا ڈپریشن آہستہ آہستہ ختم ہونے لگ گیا۔اس سب میں اگر کسی نے مسلسل ان کا ساتھ دیا تھا تو وہ مریم کی اولاد تھی، زوہیب کا بیمار وجود تھا۔وہ ساری رات روتی تھیں مگر ماہم کے اٹھنے پر وہ سب بھول جاتی تھیں۔زوہیب اور زبیر کے اسکول سے آنے پر وہ ان کو کلِ کائنات بنا لیتی تھیں۔"

بابا کی آنکھوں میں آنسو تھے مگر وہ مسکرا رہے تھے۔وہ ماں کا احترام کرتے تھے۔

"ملائکہ، مریم اپنے ڈپریشن سے لڑتی رہیں تھیں۔وہ نہیں چاہتیں تھیں کہ ان کی اولاد کو کوئی بھی کمی محسوس ہو۔انہوں نے شادی کا تذکرہ بھی اسی لیے کیا تھا کہ ان کی کردار کشی کی زد میں ان کے بچے نہ آئیں۔وہ مضبوط تھیں۔میں مضبوط نہیں تھا۔وہ نیک خاتون تھیں۔ایک بہترین مسلمان تھیں۔لاکھوں سے بہتر مگر کسی نے ان کے حق میں جنگ نہیں لڑی۔میں مجاہد نہیں بن سکا۔میں بھی ہار گیا۔میں انہیں پوری رات روتے دیکھتا تھا۔میں ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کو تسلیاں دیتا تھا مگر وہ اس پوسٹ پارٹم ڈپریشن سے نہیں نکل سک رہیں تھیں۔

تکلیف دہ بات یہ تھی کہ وہ آٹھ نو مہینے سوئی نہیں تھیں۔ان کو نیند کی گولیاں لینے کے باوجود نیند نہیں آتی تھی۔"

وہ رونے لگے تھے۔کسی بچے کی طرح پھوٹ پھوٹ کر روئے تھے۔

"مریم کے کردار پر بات کی گئی تھی ملائکہ۔وہ اپنے کردار پر بات نہیں برداشت کر سکی تھیں۔ان کے دین پر بات کی گئی تھی،وہ اس موضوع پر حساس تھیں۔وہ عیسائی تھیں مگر وہ بے حیا نہیں تھیں۔"

ان کی آواز میں تکلیف تھی۔زمانے کی تکلیف ایسے لگتا تھا کہ وہ پہلی دفعہ اپنا دل ہلکا کر رہے تھے۔

"میں اس بوجھ کو اندر رکھ کر تھک گیا ہوں۔میں اس بوجھ سے تھک گیا ہوں کہ میں نے ان کا خیال نہیں رکھا۔ملائکہ،میں اس احساس سے مر جاؤں گا کہ میں ان کے لیے وہ کر نہیں سکا جو مجھے کرنا چاہیے تھا۔"

اور اس سارے عرصے میں مجھے اندازہ ہوا تھا کہ ہر شخص اپنے اندر زخم لیے ہوئے ہے۔کسی کے زخم سالوں کے ہیں اور کسی کے زخم نئے ہیں۔

Clubb of Quality Content!

"مریم اتنی خوبصورت انسان تھیں ملائکہ۔ان جیسا کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔وہ انصاف کے تقاضوں پر چلتی تھیں۔یاسمین سے نکاح کے بعد انہوں نے خود فیصلہ کیا تھا کہ اب مجھے آدھے دن اُدھر گزارنے چاہیے اور آدھے اِدھر۔اگر میں ہفتے کے چار دن اِدھر گزار لیتا تو اگلے ہفتے وہ مجھے خود کہہ دیتیں تھیں کہ اب چار دن اُدھر گزارنا۔انہوں نے زبیر اور ماہم کو خود وجوہات سمجھائیں مگر وہ تمھیں نہیں بتا سکتی تھیں کہ وہ کبھی پوسٹ پارٹم ڈپریشن کا شکار رہی تھی۔وہ تمھاری حساس طبیعت کا خیال رکھتی تھیں۔"

میں نے اپنی آنکھوں سے آنسو بہتے دیکھے تھے۔

"ملائکہ،اپنے باپ کو معاف کر دینا۔باپ سمجھ کر معاف کر دینا۔"

وہ پھر رونے لگے تھے۔

"مجھ سے بہت گناہ ہو گئے ملائکہ۔"

وہ یہی ایک جملہ بار بار دہرا رہے تھے۔

میں اٹھ کر ان کے سامنے پنجوں کے بل بیٹھی تھی۔باباکے ہاتھ میں نے اپنے ہاتھ میں لیے تھے۔

Clubs of Quality Content

"بابا"

میں نے نرمی سے ان کو پکارا تھا۔انھوں نے نم آنکھوں سے مجھے دیکھا تھا۔

"بابا، آپ پہلی دفعہ شوہر بنے تھے۔ماں پہلے دفعہ بیوی بنی تھیں۔پہلی دفعہ تو غلطیاں ہو جاتی ہیں۔"

وہ مجھے نم آنکھوں سے دیکھتے رہے تھے۔

"بابا، آپ سے غلطیاں ہوئیں مگر امو کو آپ سے شکوہ نہیں تھا۔"

وہ مجھے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

"آپ کے آنے پر امو بچوں کی طرح خوش ہوتی تھیں۔وہ نہ آپ کی دوسری شادی پر پشیمان تھیں، نہ آپ کے چند دن نہ آنے پر تکلیف میں تھیں۔"

انھوں نے مجھے نا سمجھی سے دیکھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بابا، میں ماما کے ہر رویے سے واقف تھی۔خاموش رہتی تھی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ دیکھتی نہیں تھی۔وہ خوش تھیں۔وہ آپ کے ساتھ تھیں اور وہ اسی بات پر خوش تھیں۔ "

وہ مجھے نم آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔وہ رونا چاہتے تھے۔

"رولیں بابا۔رونا برا نہیں ہوتا۔کھوکھلاپن برا ہوتا ہے۔"

میں نے اپنے باپ کو روتے دیکھا تھا۔میں خاموشی سے ان کے ساتھ آکر بیٹھی تھی۔ان کا سر میں نے اپنے کندھے پر رکھا تھا اور وہ میرے کندھے سے لگ کر روئے تھے اور بہت روئے تھے۔مجھے اپنا چہرہ نم ہوتا محسوس ہوا تھا۔میں اپنے باپ کو روتا دیکھنا برداشت نہیں کر سک رہی تھی۔مجھے نہیں پتہ کیوں مگر مجھے زوہیب کے ہونے پر فخر ہوا تھا۔اس نے مجھے مسائل کا تذکرہ کرنا سیکھایا تھا۔اس نے مجھے سننا سیکھایا تھا۔

"ملائکہ، مجھے تمھاری ماں سے محبت تھی۔مجھے تمھاری ماں سے بہت محبت تھی ملائکہ۔"

وہ بہت مدھم آواز میں یہی جملہ دھرا رہے تھے۔

"ماں کو بھی آپ سے محبت تھی بابا۔"

ان کے رونے کے انداز سے ایسے لگتا تھا جیسے ماں آج مری ہوں۔

"تمھاری ماں کی وفات پر نہیں رویا تھا۔"

وہ پھر رونے لگے تھے۔

"مجھے لگتا ہے کہ وہ آج مجھ سے بچھڑی ہیں۔ مجھے آج ان کے نہ ہونے کی تکلیف شدید لگ رہی ہے۔ ان جیسا کوئی نہیں تھا، ملائکہ۔ وہ بہتا سمندر تھیں۔ مجھے بغیر کہے سمجھ جاتی تھیں۔ میرا دل تکلیف میں ہے۔"

"بابا آپ جب تک چاہیں رو سکتے ہیں، مگر جب آپ یہاں سے اٹھیں گے تو آپ کو پھر روتا نہیں دیکھنا چاہتی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ روتے روتے تھک گئے تھے۔

"شکریہ ملائکہ۔"

میں نے نرمی سے ان کو دیکھا تھا اور پھر میں نے ان کی آنکھوں سے آنسو چنے تھے۔

"میرے والد ہیں روتے اچھے نہیں لگتے۔"

وہ مسکراتے ہوئے مجھے دیکھتے رہے تھے۔

"میری سمجھدار بیٹی ہو تم۔"

"میں اس کو تعریف سمجھتی ہوں۔"

وہ مسکرا دیے تھے۔

"تمھیں مجھ سے کوئی شکوہ؟"

"آپ کو مجھے سب پہلے بتا دینا چاہیے تھا مگر زوہیب کہتا ہے کہ ہر چیز کا وقت ہوتا ہے۔ وہ اپنے وقت پر کھلتی ہے۔ دوسرا آپ کو میری شادی نہیں کرنی چاہیے تھی۔ مجھے زوہیب سے مسئلہ نہیں ہے۔ وہ اتنا مکمل انسان ہے کہ مجھے اپنا آپ ناقص لگنے لگ جاتا ہے۔"

وہ مسکرائے تھے۔

"بابا میں ماں کے جانے کے بعد ڈپریس ہو گئی تھی۔ بابا، آپ نے میری شادی کر دی۔ مجھ میں شادی کے تقاضے مکمل کرنے کی طاقت نہیں ہے۔"

انھوں نے سر ہلایا تھا۔

"تم اپنی ماں کی طرح ہو گئی تھی۔ میں بوکھلا گیا تھا۔ مجھے سمجھ ہی نہیں آیا کہ میں کیا کروں، میں تمھیں کیسے بچاؤں اور اس سب میں میں نے غلطی کر دی۔ میں تمھیں نہیں سمجھ سکا۔"

وہ رکے تھے پھر افسردہ مسکراہٹ لیے بولے تھے۔

"واللہ، میں نے جب بھی اپنے خاندان کے کسی فرد سے مشورہ مانگا ہے، اس نے مجھے دنیا کا سب سے بکواس مشورہ دیا جو مجھے احساس شرمندگی دیتا ہے۔"

"بابا، شرمندہ مت ہوں۔ میرا حال نہیں بدل سکتا۔ میں نے بچپن سے اب تک بہت غلطیاں کی ہیں اور ہر غلطی پچھلی غلطی سے بڑی کی ہے۔ میں اس کو Human error سمجھ کر معاف کرتی ہوں کیونکہ آپ سب مجھے ہیل کرنے میں مدد نہیں کر سکتے تھے۔"

"زوہیب کیسا انسان ہے ملائکہ؟"

"بابا، وہ زندگی کی طرف راستہ دیکھانے والا انسان ہے۔ راہِ حیات فراہم کرنے والا مرد ہے۔ بابا وہ بہت عجیب ہے۔ پتہ ہے وہ فراز کی شاعری میں کہے گئے جملے جیسا ہے

Clubb of Quality Content

وہ سردیوں کی دھوپ تھی

وہ گرمیوں کی چھاؤں تھی"

بابا مسکرائے تھے۔

"میری بیٹی کو زوہیب نے شاعرہ بنا دیا ہے۔"

میں ہنسی تھی۔ بابا کا چہرہ میں نے اپنے دوپٹے سے صاف کیا تھا۔

"واش روم سے منہ دھو آئیں۔ میں یاسمین آنٹی کے پاس جا رہی۔"

کمرے سے نکلتے میں نے یاسمین آنٹی کو مدد کی پیش کش کی تھی اور پھر میں نے نرمی سے ان کو گلے لگا لیا تھا۔

"مجھے معاف کر دیجیے گا۔"

وہ خاموشی سے مجھے دیکھتی رہیں تھیں، حیرت سے اور پھر میرا منہ چومتے انھوں نے سر ہلایا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں ان کو ماما، ماں، ممی، اموا ور مام نہیں کہہ سکتی تھی۔ماں سے محبت میں ان کو بے شمار نام دیے تھے۔ان سے محبت نہیں ہوئی تھی، احترام تھا۔

~.................

ڈرائنگ روم میں آکر میں کھڑی ہوئی تھی۔میں نے ایک لڑکی اور لڑکے کو دیکھا تھا۔ان دونوں کی نظریں مجھ پر تھیں۔دونوں نے میری طرف مسکراہٹ اچھال کر سلام کیا تھا۔ میں نے ان کے سلام کا جواب دیا تھا۔وہ دونوں مجھ سے بڑے تھے۔لڑکی مجھ سے ایک دو سال بڑی لگتی تھی۔اس کے بال سیاہ رنگ کے تھے۔اس کی آنکھیں وہ بھوری تھیں۔لڑکے کے بال گنگریالے تھے۔بھورے اور سیاہ کا ملاپ تھے۔اس کے چہرے پر داڑھی تھی۔وہ دونوں مجھے دیکھ رہے تھے اور میں ان کو دیکھے گئی تھی۔تکلیف ہوئی تھی۔اس گھر میں اب ہماری جگہ مزید لوگ اسی رشتے سے آ گئے تھے۔

زبیر بھائی مجھ سے مخاطب ہوئے تھے۔

"یہ حریم ہے، تم سے دو سال بڑی ہے۔"

میں نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔اب زبیر بھائی نے لڑکے کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"یہ عمران ہے، ماہم سے ایک سال بڑا ہے۔"

مجھے سمجھ ہی نہیں آئی کہ میں کیا کہوں۔ میں نے کمرے میں خالی جگہ تلاش کی تھی مگر مجھے خالی جگہ نہیں ملی تھی۔ مجھے جگہ کی تلاش میں دیکھنے پر عمران اور حریم دونوں اکٹھے اٹھے تھے ۔مجھے پسند نہیں آیا تھا کہ میں ان کو اٹھاؤں۔

"عمران، آپ بیٹھ جائیں میں نویرا بھابھی اور حریم کے ساتھ بیٹھ جاتی ہوں۔"

نویرا بھابھی مجھ سے میرا حال پوچھ رہیں تھیں۔اس کے بعد نویرا بھابھی نے حریم کو بھی گفتگو میں شامل کیا تھا۔ بابا، زبیر بھائی، عمران اور زوہیب اٹھ کر باہر چلے گئے تھے۔ آنٹی کچن میں جارہی تھیں۔

Clubb of Quality Content!

"ملائکہ ، تمھارا اور زوہیب کا سامان اوپر ہے۔"

"بھابھی، میں سامان تو بالکل ہی بھول گئی تھی۔"

حریم خاموشی سے بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ پر سکون نہیں تھی۔

"مجھے یاد آیا اس دن تو تمھارے پاس کپڑے نہیں تھے پھر کیا کیا؟"

"میرا سوٹ کیس گاڑی میں تھا اور مجھے بتایا ہی نہیں کسی نے۔"

بھابھی نے پہلے مجھے حیرت سے دیکھا تھا پھر جیسے ان کو یاد آیا تھا۔

"ماہم نے مجھے کہا تھا کہ میں تمھیں بتا دوں۔"

"خیر ہے مل گیا تھا بہت تھا۔ حریم آپ سناؤ، آپ کیا کر رہی؟"

وہ مسکرائی تھی۔

"میں بی ایس سی کر رہی ہوں۔"

اس کی آواز بہت خوبصورت تھی۔اس کی آواز میں انتہائی نرمی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اوو گریٹ۔ کہاں سے کر رہی؟"

"نسٹ"

"ماشاءاللہ! یہاں پر کب آئی ہو؟"

"پرسوں آپ کے ریسپشن سے واپسی پر۔"

میرے چہرے پر حیرت تھی۔میں نے بھابھی کو دیکھا تھا۔

"آپ لوگ شادی پر آئے تھے؟"

"ہم صرف آپ کے ریسپشن پر آئے تھے۔سب سے ملے تھے۔آپ کے پاس نہیں آئے تھے۔بابا نے کہا تھا کہ ابھی انھوں نے آپ سے بات نہیں کی،تو آپ پریشان نہ ہو جائیں۔"

میں نے کچھ دیر اسے دیکھا تھا۔وہ بہت معصوم تھی۔اس کی آواز میں بھی معصومیت جھلکتی تھی۔نویرا بھابھی نے میرے دھواں دھواں ہوتے چہرے کو دیکھا تھا۔

"ملائکہ،چیزوں کو اتنا مت سوچو۔"

میں نے سر ہلایا تھا۔

"ملائکہ،میں نے آپ کے لیے تحفہ لیا تھا۔آپ کو دے دوں۔شادی پر مل نہیں سکی تھی۔"

وہ اٹھ کر باہر کی جانب گئی تھی،اس کی قدموں کی چاپ سے مجھے اندازہ ہو گیا تھا وہ جس کمرے میں جا رہی تھی وہ زبیر بھائی کا کمرہ تھا۔

"بھابھی،یہ زبیر بھائی کا کمرہ تھا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"زبیر نے خود دیا ہے۔وہ کہتے ہیں وہ ویسے بھی شفٹ ہو گئے ہیں ورنہ انکل تو نئے کمرے بنوا رہے تھے۔"

"چیزیں قبول کرنا مشکل ہوتا ہے۔"

بھابھی نے میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تھا۔

وہ ڈرائنگ روم میں واپس آئی تھی۔اس کے ہاتھ میں سلور پیکنگ میں قید تحفہ تھا۔

"کیا آپ اس کو ابھی کھولیں گی؟"

اس کے چہرے پر بچوں کی سی خوشی تھی۔وہ مجھ سے کافی چھوٹی معلوم ہوتی تھی۔میں نے سر ہلا کر تحفہ کھولا تھا۔

اس میں پینٹنگ کا بہت سا سامان تھا۔چھوٹے بڑے برشز۔اکلیرک پینٹس۔کینوس۔اس میں خطاطی کا قلم بھی تھا۔وہ مہنگے رنگ تھے۔میں رنگوں سے اتنا کھیل چکی تھی کہ ان کی قیمت کا اندازہ لگا سکتی تھی۔

وہ مجھے بہت امید سے دیکھ رہی تھی۔

Clubb of Quality Content

"بہت شکریہ حریم۔"

میں نے اس کو گلے لگا لیا تھا۔وہ معصوم تھی، کسی کی معصومیت تو برقرار رہنی چاہیے تھی۔

"اللہ تمھارے لیے ہر دور میں آسانیوں کو چنیں۔"

وہ مسکرائی تھی۔اس کی مسکراہٹ میں گرمائش تھی۔

"بھابھی، حریم میں اوپر سامان سمیٹنے جارہی ہوں۔"

ڈائنگ روم میں یاسمین آنٹی داخل ہو رہیں تھیں۔

"حریم، نویرا تم دونوں ملائکہ کی سامان سمیٹنے میں مدد کرواؤ۔"

سیڑھیوں سے اوپر چڑھتے میں نے پیچھے سے آواز سنی تھی۔

~•••••••••••••••••

سوٹ کیس کے اندر سامان رکھتے مجھے یاد آیا تھا کہ میں پہلی دفعہ جارہی تھی تو میرے سامان میں گرم کپڑے تھے ہی نہیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"حریم آخری دفعہ میرے سامان میں ماہم نے لان کے سوٹ رکھ دیے تھے سارے اور کینیڈا میں اتنی ٹھنڈ ہوتی ہے۔"

بھابھی اور حریم اکٹھے ہنسی تھیں۔

سامان ڈالتے ہوئے میں نے بستر کا کنارہ دیکھا تھا۔اس کنارے پر بیٹھے ہوئے میری ماں نے مجھے کتنی نصیحتیں کی تھیں۔اس کمرے میں مجھے اور ماہم کو بے انتہا ڈانٹ بھی پڑی تھی۔اسی کمرے میں 'میں اور ماہم بہت ہنسے تھے۔سردیاں مجھے اور ماہم کو بہت پسند تھیں۔اس کمرے میں ہیٹر لگا کر ہم نے کتنی فضول گوئی کی تھی۔اسی کمرے میں بھائی کے داخل ہوتے ہی ہم دونوں چیختے تھے کیونکہ وہ ہر دفعہ ہمیں تنگ کرنے ہی آتے تھے۔میں ہنسی تھی۔

"بھابھی، زبیر بھائی بہت بدتمیز تھے۔وہ ہمارے کمرے میں آتے تھے تو ہم چیخنے لگ جاتے تھے کیونکہ وہ یا تو میرے بال کھینچ جاتے تھے یا ماہم کو تنگ کر جاتے تھے۔اس کمرے میں بہت سی یادیں ہیں۔"

سامان کے اوپر میں نے سائیڈ ٹیبل پر رکھی ڈائری رکھی تھی۔وہ ڈائری ابھی تک میں نے نہیں پڑھی تھی۔زوہیب کا سامان زوہیب نے خود ہی سمیٹ لیا تھا۔میں نے اپنے کمرے پر

آخری نگاہ ڈالی تھی۔ مجھے نہیں پتہ تھا اب میں اس گھر میں کب آؤں گی اور واپس آنے پر یہ جگہ ویسی رہے گی یا نہیں۔ میں نے گہری سانس خارج کی تھی۔ کمرہ بند کیے بغیر اس کی چابی میں نے حریم کو دے دی تھی۔ اس نے ناسمجھی سے مجھے دیکھا تھا۔

"عمران کو اگر یہ کمرہ لینا ہوا تو وہ لے سکتا ہے۔ میں تو کینیڈا میں ہوتی، ماہم بھی کم ہی آئے گی ۔بند کمرے اداس ہو جاتے ہیں۔"

اس نے چابی لی تھی۔

"ملائکہ، آپ کے کمرے کی صفائی میں خود کیا کروں گی۔ یہ کمرہ خالی اور اداس کبھی نہیں ہوگا ۔"

اس نے مسکراتے ہوئے مجھے کہا تھا۔

"تم بہت معصوم ہو۔"

میں نے نرمی سے اس کا گال تھپکا تھا۔ اس نے پہلے حیرت سے مجھے دیکھا تھا اور پھر وہ شرمائی تھی۔

Clubb of Quality Content!

میرے پاس سے زوہیب نیچے جارہا تھا۔

"زوہیب، یہ بیگ بھی لے جانا۔"

"جو حکم۔"

مسکراہٹ اچھالتے اس نے دوسرے ہاتھ میں میرا سوٹ کیس پکڑا تھا۔

"آپ دونوں جائیں۔ میں آرہی ہوں۔"

نویرا بھابھی اور حریم چلے گئے تھے۔

میں بے جان کمرے سے مخاطب ہوئی تھی۔

"جب تمھارے اندر سے جارہی تھی تو ذہنی دباؤ کا شکار تھی۔ جب واپس آئی تھی تب بھی شدید ڈپریشن کا شکار تھی۔ میں کہتی تھی کہ کینیڈا میرا گواہ ہے۔ تم بھی میرے گواہ ہو۔ میرے بدترین دن تم نے دیکھے ہیں۔ میں تمھارے اندر ہفتوں روئی ہوں۔ میں رات کے اندھیروں میں روئی ہوں۔ تم نے مجھے ہر اس رات میں دیکھا ہے، جس رات میں آنسوؤں کے ساتھ سوئی ہوں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میری آنکھ سے ایک آنسو نکلا تھا۔

"گواہ رہنا میری عمر کے ہر حصے پر۔ گواہ رہنا میری بڑھتی عمر پر، گواہ رہنا میری بہتر ہوتی ذہنی حالت پر۔"

میری آنکھ سے ایک اور آنسو ٹوٹا تھا۔

"الوداع میرے گواہ۔ میں تمھیں نہیں بھولوں گی۔ تم مجھے مت بھولنا۔"

میں کمرے پر آخری نظر ڈال کر شیشے کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ یہ وہی شیشہ تھا جس میں میں نے خود کو پاگل دیکھا تھا اور اسی شیشے میں خود کو پھر دیکھ رہی تھی۔ ہلکے نیلے رنگ کے لباس پر میں نے سفید کوٹ پہن رکھا تھا، ہلکے نیلے رنگ کا اسکارف میرے سر کو ڈھانپے ہوئے تھا۔ میں مسکرائی تھی۔ میری شہد رنگ آنکھیں بھی مسکرائی تھیں اندر داخل ہوتے زوہیب کی سیاہی مائل آنکھوں سے میری آنکھیں ٹکرائی تھیں۔ وہ مسکرایا تھا۔ منظر مکمل ہو گیا تھا۔

"چلیں؟"

میں نے سر ہلایا تھا۔

میں نے سر گوشی کی تھی۔زوہیب کے پیچھے چلتے ہوئے۔

"تم اس بات کے بھی گواہ رہنا کہ مجھے محبت ہو گئی ہے۔"

مجھے لگا تھا کہ میرا کمرہ مسکرایا ہو۔

"تم نے مجھ سے کچھ کہا؟"

اس نے پیچھے مڑ کر مجھ سے پوچھا تھا۔میں نے نفی میں سر ہلایا تھا۔میں نے تو اپنے کمرے سے خطاب کیا تھا۔

"زوہیب، ہم جانے سے پہلے ایک دفعہ صحن دیکھ کر جائیں گے۔"

وہ مسکرایا تھا۔وہ پس منظر جانتا تھا۔

~.................

باب ہشتم

جب بھی ہم اسلام آباد آتے تھے تو ایک دن ہماری ایسی لڑائی لازمی ہوتی تھی۔ وہ میرے کپڑے پہن جاتا تھا، میں اس کے کمرے میں گھس جاتا تھا۔ نہ وہ عادت بدلتا تھا، نہ میں اس کے کمرے کی صفائی کرنا چھوڑتا تھا۔ کمرے میں آنے کے بعد پہلے میں نے کپڑے بدلے تھے۔ اس کا بھورے رنگ کا کرتا میں نے استری کیا تھا، ابھی میں کچھ کرتا کہ ملائکہ اندر آئی تھی۔ وہ میرے بارے میں جاننا چاہتی تھی۔ بات جتنی آسان انداز میں بتائی جا سکتی تھی میں نے بتا دی تھی۔ بھلا ہو عیسیٰ کا۔

کمرے سے باہر نکلنے پر وہ مجھے کہہ رہا تھا کہ اس کو کچھ پوچھنا تھا۔

"پہلے آکر سیٹنگ ایریا صاف کرو پھر پوچھ لینا۔"

عیسی مجھے بے بسی سے دیکھتا رہا تھا۔

"یار زوہیب۔"

"عیسی تم آرہے ہو یا ایک گھونسہ کھانا ہے؟"

"تم حضرت موسیٰ جیسے نہیں ہو کہ مجھے ایک گھونسہ مارو گے اور میں ڈھیر ہو جاؤں گا۔"

میں نے مڑ کر اس کو دیکھا تھا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"تم جانتے ہو نا، میں نے ڈیوڈ کے ساتھ کیا کیا تھا؟"

عیسی ایک دم جوش سے میرے سامنے آیا تھا۔

"تو نے بھابھی کو اپنی دلیری بتائی ہے؟"

اف، عیسی آج ملائکہ کے سامنے میرے سارے پول کھول کر رہے گا۔

"بھائی چپ کر کے کام کر۔ سامان سمیٹ تیرے کمرے میں جا کر بات کرتے ہیں اس پر۔"

میں نے ایک دفعہ جھانک کر بند دروازے کی طرف دیکھا تھا۔

سیٹینگ ایریا چند منٹ بعد پہلے جیسا ہو گیا تھا۔ سارے برتن کچن میں پہنچ گئے تھے۔ عیسی برتن دھو رہا تھا اور میں کافی بنا رہا تھا۔

"زوہیب، میں آئندہ برتن نہیں دھوں گا۔"

اس نے ناک منہ چڑھاتے ہوئے کہا تھا۔ اس کو یہ کام بالکل نہیں پسند تھا۔ اس کی ساری شرٹ گھیلی ہو چکی تھی۔ شرٹ کے بازو سے پانی ٹپک رہا تھا۔ اس کے باوجود وہ مجھے کوستے ہوئے برتن دھو رہا تھا۔ میں نے دو کافی کے کپ اس کو پکڑائے تھے کہ وہ کمرے میں لے کر جائے۔ صرف برتن دھونے پر اس نے کچن میں اتنا پانی پھیلا دیا تھا۔ میں نے ایک نظر پوچے کو دیکھا اور پھر خود کو دیکھا تھا۔ میں یہ کام کیسے کر سکتا تھا۔ خاموشی سے میں نے وہ کام بھی کیا تھا، جس کو دوبارہ کبھی نہ کرنے کا ارادہ میں نے پورے دل سے کیا تھا۔

عیسی کے کمرے کا دروازہ کھولتے میں نے بکھرے ہوئے کمرے کو دیکھا تھا۔

"میری جگہ بنا۔ میں ہاتھ دھو کر آ رہا ہوں۔"

اس نے چیزیں سمیٹی تھی۔

"تو نے بھابھی کو نہیں بتایا؟"

میں نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"کیوں؟"

کافی کی چسکیاں بھرتے اس نے وجہ دریافت کی تھی۔

"پوچھے گی تو بتادوں گا۔"

اس نے سر ہلایا تھا۔

"ویسے تو بتائے گا تو ہیرو بن جائے گا۔"

اس نے جیسے مجھے بتانے پر مجبور کیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دہشت گرد بنتے ہیں ایسی حرکتوں کے بعد۔"

عیسی مکمل بات سے آگاہ نہیں تھا۔اس کو صرف اتنا علم تھا کہ ڈیوڈ نے ملائکہ کو تنگ کیا تھا۔وہ تنگ کرنا کس نوعیت کا تھا، وہ اس سے آگاہ نہیں تھا۔نہ میں چاہتا تھا کہ وہ جانے۔

"تم نے کیا پوچھنا تھا؟"

اس نے مجھے دیکھا تھا پھر معصومیت سے آنکھیں بند کر کے کھولیں تھیں۔

"سیٹینگ ایریا صاف کرنا تھا۔"

میں اس کو حیرت سے دیکھتا رہا تھا اور پھر ایک گھونسہ اس کے بازو پر مارا تھا۔

"تشدد پسند انسان۔"

میں نے اس کو مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔

"یہ لڑائی کے آخر میں تم نے مجھے ایک گھونسہ زیادہ مارا تھا۔"

عیسٰی نے نظر انداز کر دیا تھا۔اس کی آنکھ کے نیچے چھوٹا سا نیل تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"عیسی، چہرے پر کچھ لگالو۔"

اس نے ایک نظر مجھے دیکھا تھا پھر دراز سے دائرے کی شکل کا سنیپلاسٹ مجھے دیا تھا۔

"جاؤ، برف لا کر دو مجھے۔"

میں نے اس کو برف لا کر دی تھی۔

وہ میرے منہ پر لگے سنی پلاسٹ کو دیکھ رہا تھا اور میں اس کے چہرے پر رکھی برف کو اور پھر

ہم دونوں ہنسنے لگے تھے۔

~.................

عیسی رات کی فلائیٹ سے کینیڈا چلا گیا۔ ہم آج شام کی فلائیٹ سے کینیڈا جا رہے تھے۔ عیسی کی الماری کھولنے پر مجھے آسمانی رنگ کا شلوار قمیض نظر آیا تھا۔ وہ جب بھی پاکستان آتا تھا کرتے لیتا رہتا تھا۔ خریدتا وہ تھا اور پہنتا میں تھا۔ اس کی بری عادت یہ تھی کہ وہ ان میں سے آدھے کپڑے یہیں چھوڑ جاتا تھا۔ اگلی دفعہ آنے پر چند سوٹ مزید لیتا تھا اور پچھلے سوٹ لے جاتا تھا۔ اس شلوار قمیض پر اس کا ٹیگ بھی لگا ہوا تھا۔ سونے پر سہاگا یہ کپڑے استری بھی تھے۔ آج اس کا واش روم اور کمرہ دونوں صاف تھے۔ الماری سیٹ تھی۔ استری اس کی جگہ پر تھی۔ کپڑے تبدیل کرنے کے بعد میں نے اس کے کمرے کو تالہ لگایا تھا۔ اپنے کمرے میں آکر اپنا سوٹ کیس تیار کیا تھا اور اس کے بعد میں کمرے سے نکل رہا تھا کہ ملائک نے مجھے مخاطب کیا تھا۔ وہ نہا کر نکلی تھی۔ اس کے بھورے بال اس کے کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے۔

"میرے برائیڈل کپڑوں کا کیا کرنا ہے؟"

"کینیڈا لے کر جانا چاہتی ہو؟"

اس نے شانے اچکائے تھے۔

"دیکھ لو، اگر کینیڈا لے کر جانا ہے تو الگ سوٹ کیس میں رکھ لیں گے۔ اگر ادھر ہی رکھنا ہے تو گاڑی میں رکھ لیتے۔ ادھر خراب نہ ہو جائیں۔"

"ابھی لے کر کیسے جائیں گے۔ پہلے بھی بہت سامان ہے۔ میرے شادی کے کپڑے بھی ہیں۔ کچھ تحفے بھی ہیں۔"

"میں گاڑی میں رکھ دیتا ہوں۔"

"زوہیب گاڑی کس کی ہے؟"

"کرائے پر لی ہے۔"

اس نے حیرت سے مجھے دیکھا تھا۔

"عیسی اور مجھے چاہیے ہوتی ہے تو ہم دونوں میں سے جو پہلے آتا ہے وہ کرائے پر گاڑی لے لیتا ہے۔ اس دفعہ گاڑی کرائے پر میں نے لینی تھی مگر خیر میں مصروف تھا تو مجھے سو باتیں سنا کر وہ خود لے آیا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ مجھے دیکھتی رہی تھی۔

"تم اور عیسی بھائی بہت الگ ہو جاتے ہو اکٹھے۔"

میں ہنس دیا تھا۔

"ہمیں کافی عرصہ ہو گیا ہے نا ساتھ، اسی لیے۔"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا تھا۔

"زوہیب اگر سامان زیادہ ہو گیا؟"

"تو دیکھا جائے گا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میں نے شانے اچکائے تھے۔

~.................

خالو کے گھر پہنچتے ہی ماحول میں عجیب سا تناؤ میں نے محسوس کیا تھا۔ مجھے کرائے کی گاڑی واپس کرنے جانا تھا۔ میں، زبیر اور عمران گاڑی واپس کرنے گئے تھے۔ زبیر اور عمران دوسری گاڑی پر آ رہے تھے جبکہ میں کرائے کی گاڑی چلا رہا تھا۔

واپسی پر میرا عمران سے تعارف ہوا تھا۔ عمران اور میں ہم عمر تھے۔ کچھ ہی دیر میں سرد دیوار گر گئی تھی۔ وہ خوش مزاج تھا۔ اس کا انداز عیسی جیسا تھا۔ اس کی آنکھوں میں عیسی جیسی شرارت تھی۔ وہ گھلنے ملنے والا انسان تھا۔ انسانوں کی نفسیات مجھے سمجھ بھی کیسے نہ آتی، میرا تو کام ہی یہ تھا۔

~.................

آخری سوٹ کیس بند کرتے میں نے اس کمرے کو دیکھا تھا جس میں میں ٹھہرا تھا۔ میں آج سے چند سال پہلے بھی اسی کمرے میں ٹھہرا تھا۔ میں خالہ جان کا مقروض تھا۔ انھوں نے مجھے اپنا بہترین حصہ، مشکل ترین وقت میں دیا تھا۔ مدہم مسکراہٹ کے ساتھ کمرے کو دیکھتے میں نے سوٹ کیس اٹھایا تھا۔

ملائکہ اور اپنا سوٹ کیس رکھنے کے بعد میں اس کو بلانے آیا تھا۔ شیشے میں اپنے عکس کو دیکھتے میرے لب غیر محسوس انداز میں مسکرائے تھے۔ ہم اکثر ہم رنگ کپڑوں میں نظر آتے تھے۔

وہ جانے سے پہلے صحن کا نظارہ کرنا چاہتی تھی۔ آہ۔

دوپہر کا کھانا خوشگوار ماحول میں کھایا گیا تھا۔ماہم اور مزمل بھی آ گئے تھے۔ملائکہ کی دوست بھی آ گئی تھی۔تصویر مکمل لگتی تھی۔خاندان مکمل لگتا تھا مگر ہر خاندان نامکمل ہوتا ہے۔

کھانا کھا لیا گیا تھا۔سب آہستہ آہستہ ہاتھ دھونے کے لیے اٹھ رہے تھے۔میں نے ہوائی سفر کے مطابق لباس پہن لیا تھا۔

"زوہیب، میری بات سن لینا۔"

ملائکہ، میرے پاس سے گزرتے مجھے کہہ کر گئی تھی۔اس کو صحن کا آخری نظارہ کرنا تھا۔ میں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آیا تھا۔وہ میرا ہی انتظار کر رہی تھی۔

"مجھے صحن تمھارے ساتھ دیکھنا تھا اور گھر میں اتنے لوگ ہیں کہ کچھ سمجھ ہی نہیں آتی۔"

اس کی آواز میں جھنجھلاہٹ تھی۔

وہ کپڑے بدل چکی تھی۔وہ اس وقت سرمائی رنگ کے کپڑوں میں تھی۔گھٹنوں تک آتی قمیض اور نیچے کھلا پاجامہ۔اس نے اس پر کالے رنگ کا ڈوپٹہ لے رکھا تھا۔وہ صحن میں سیدھا چلتے ہوئے مڑی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمھیں یاد ہے یہاں پر کیا ہوا تھا؟"

مجھے ہنسی آئی تھی۔ میں وہ رات کیسے بھول سکتا تھا۔

"تمھاری بدولت وہ رات کافی خوفناک تھی۔"

اس نے مجھے دیکھا تھا پھر وہ ہنسی تھی۔

"تم نے مجھ سے زبردستی شادی کی تھی؟"

"مجھ پر کوئی زبردستی مسلط کر سکتا تھا؟"

وہ مجھے دیکھتی رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم نے ارادتاً مجھ سے شادی کی تھی؟"

اس کو جیسے حیرت ہوئی تھی۔

"ملائک، میں پاکستان آیا ہی منگنی کے لیے تھے۔"

وہ مجھے دیکھتی رہی تھی۔ حیرت سے۔

"تم مجھے پسند کرتے تھے؟"

"ہاں۔"

اس کے گال سرخ ہوئے تھے۔

"تم نے مجھے کب دیکھا تھا؟"

"جب تم امتحانات دے رہی تھی تب میں پاکستان آیا ہوا تھا۔مجھے تم اچھی لگی،میں نے خالہ کو بتایااور پھر میں کینیڈا چلا گیا۔"

وہ مجھے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

"جون میں خالہ نے مجھ سے تذکرہ کیا تو میں نے انکار نہیں کیا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نیچے سے ملائکہ کو بلایا گیا تھا۔ہم دونوں مڑے تھے۔

سیڑھیاں اترتے ہوئے اس نے مجھ سے سوال کیا تھا۔

"اگر تمھیں میرے علاوہ کوئی اور پسند ہوتی تو تم انکار کر دیتے؟"

میں نے اس کو دیکھا تھا۔

"لوگ پسند آجاتے ہیں۔ہر پسند رومانوی نہیں ہوتی۔تم مجھے مل گئی،میں نے تمھیں نعمت سمجھ کر قبول کرلیا۔تم مجھے نہ ملتی تب بھی میں اپنی زندگی میں آنے والی خاتون کو زحمت بالکل نہیں سمجھتا لیکن میں تب تک شادی نہ کرتا جب تک میرے دل سے وہ عورت نکل نہ جاتی۔

"

وہ مجھ سے آگے چل رہی تھی اور پھر وہ رکی تھی۔اس نے چہرہ موڑ کر مجھے دیکھا تھا۔اس نے انگلی اٹھائی تھی۔چبا چبا کر جملہ ادا ہوا تھا۔

"پہلی بات میں تمھاری بیوی ہوں اور میرے علاوہ تم کسی کو پسند نہیں کر سکتے۔"

"دوسری بات،تم اپنی بیوی کا خاتون کہنا بند کرو ورنہ میں یہیں سے نیچے دھکا دے دوں گی

۔"

میں نے سیڑھیوں کو دیکھا تھا۔بمشکل چھ سیڑھیاں باقی تھیں۔یہ کہہ کر اس نے چہرہ موڑا تھا

۔

میری بیوی میرے لیے حساس ہو رہی تھی۔متاثر کن۔

~.................

آج ملائکہ خوش تھی۔سب کے گلے لگتے وہ مسکرا رہی تھی۔اس نے نم آنکھوں سے سب کو الوداع کیا تھا۔مجھے دیکھتے وہ بولی تھی۔

"ابھی مجھے تمھارے حصے کی کہانی سننی ہے۔سچی کہانی۔"

اس نے زور دیتے ہوئے کہا تھا۔

میں جانتا تھا کہ وہ آگاہ ہے میں اس کو مکمل بات نہیں بتا رہا۔آہ زوہیب۔

~•••••••••••••••••

وہ مجھے بورڈنگ کے دوران بھی گھورتی رہی تھی۔ہوائی جہاز پر سوار ہونے تک میں مسلسل اس کی نظروں کے حصار میں رہا تھا۔

"زوہیب"

میں نے گردن موڑ کر اسے دیکھا تھا۔

"بیٹھ جاؤ تم۔"

کرسی پر اس کے برابر میں بیٹھتے، میں نے اس کے چہرے کو دیکھا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمھیں یاد ہے میں آخری دفعہ کیسے گئی تھی جہاز پر؟"

میں بھول سکتا تھا کہ وہ کس طرح روتی رہی تھی۔

"تم نے مجھے کپ کیک بھی نہیں دیے تھے۔"اس کی آواز میں خفگی کی آمیزش تھی۔میں نے حیرت سے اس کو دیکھا تھااور پھر مجھے یاد آیا تھا کہ اس نے جاتے ہوئے کپ کیکس سے خود انکار کیا تھا۔

"تم نے انکار کر دیا تھا، ملائک۔"

میں نے جیسے خود کا دفاع کیا تھا۔

"تم نے اصرار نہیں کیا تھا۔"

میں اس کو دیکھتا رہا تھا، وہ سنجیدہ تھی۔

"مگر پھر بھی میں نے تمھیں معاف کر دیا تھا۔"

میرے چہرے پر مزید حیرانگی آئی تھی۔میں اس کی عادتیں حقیقتاً بگاڑ چکا تھا۔وہ یہ کہنے کے بعد ٹیک لگا کر بیٹھ گئی تھی۔ملائک بہتر ہو رہی تھی، یہ خوش آئندہ بات تھی مگر وہ ٹھیک ہو کر

مجھے کتنا تنگ کرنے والی تھی۔اس کا فیصلہ ناممکن تھا۔میں نے ایک نظر اس کو دیکھ کر ٹیک لگائی تھی۔اگلے تیرہ سے چودہ گھنٹے پی آئی اے کے جہاز میں گزارنے تھے۔

~................

ہم اوٹاوا آچکے تھے۔ملائکہ حیرت سے برف میں ڈھکے گھر کو دیکھ رہی تھی۔

"زوہیب۔"

عیسی کو کبھی کوئی کام دیا ہو اور اس کو وہ وقت پر کر لے یہ کیسے ممکن تھا۔

عیسی کا نمبر آف تھا۔میں نے ارحم کو کال کی تھی۔صبح کے بارہ بجے میں اپنے ہی گھر کو تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ارحم،عیسی کدھر ہے؟"

ارحم خاموش رہا تھا۔

"عیسی کدھر ہے؟"

میری آواز میں سختی آئی تھی۔

Clubb of Quality Content

"سو رہا ہے۔"

ارحم بہت مدھم آواز میں بولا تھا۔

"تم اور عیسی اگلے پانچ منٹ میں میرے گھر کے باہر ہونے چاہیے ہو۔"

ارحم نے فوراً رابطہ منقطع کر دیا تھا۔

"زوہیب"

میں اس کی جانب مڑا تھا۔اس نے گھر کے صحن میں تازی برف کو دیکھا تھا۔

"تمھیں ایک چیز دکھاؤں؟"

میں نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

وہ آگے بڑھی تھی۔اب وہ گھر کے صحن میں برف میں گھری ہوئی تھی۔ برف تازی تھی، جس کی وجہ سے برف کی سل نہیں بنی تھی اور پاؤں رکھنے پر پاؤں اندر دھنس جاتا تھا۔

"اب تم مجھے دیکھنا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے اپنے کپڑوں پر سیاہ کوٹ پہنا ہوا تھا اور کھڑے کھڑے اس نے خود کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔ خود کو ڈھیلا چھوڑنے پر وہ برف کے اندر دھنس گئی تھی۔

اللہ اکبر، میں یہ توقع نہیں کر رہا تھا۔ وہ ہنس رہی تھی، پورے محلے میں ملائک کے بے لگام قہقہے سنائی دے رہے تھے۔ گاڑی کے رکنے کی آواز آئی تھی۔ میں نے مڑ کر ارحم اور عیسی کو دیکھا تھا۔ وہ مجھے حیرت سے دیکھ رہے تھے اور میں ملائک کی حرکت پر حیران تھا۔ آگے بڑھ کر میں نے اس کو ہاتھ دیا تھا۔ میرا ہاتھ پکڑتے وہ اٹھی تھی۔ اس کا چہرہ سردی کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس کے کوٹ سے میں نے برف جھاڑی تھی۔ اس نے ایک نظر خود کو دیکھا تھا اور اس کے بعد اس نے عیسی اور ارحم کو دیکھا تھا۔ پہلے اس کی آنکھیں پھیلی تھیں۔ اس کا چہرہ سردی کی شدت سے پہلے ہی سرخ تھا اب شرمندگی سے ٹماٹر ہو رہا تھا۔ اس نے سرگوشی کے انداز میں مجھ سے پوچھا تھا۔

"زوہیب، یہ کب آئے ہیں اور یہ دونوں بھائی ہیں؟"

"تمھارے گرنے کے بعد۔ ہاں، مجھے تمھیں بتانا یاد نہیں رہا۔"

وہ میری تقلید میں گھر کے سامنے آکر کھڑی ہوئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے تم دونوں کو ایک کام دیا تھا۔"

عیسی میرے موڈ کا شمار کر رہا تھا۔

"یار زوہیب، میں سوچ رہا تھا کہ ملائکہ بھابھی کو ممی کے پاس چھوڑ آؤں۔"

عیسی نے جیسے جان بچانے کی کوشش کی تھی۔

"تم دونوں اس کا حل نکالو، میں اس کو چھوڑ کر آرہا ہوں۔"

عیسی نے چابی میری طرف اچھالی تھی۔

"دو قدم پر تمھارا گھر ہے اور تم یہ گاڑی اٹھا کر لے آئے ہو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس نے مکمل طور پر میری بات کو نظر انداز کیا تھا اور وہ دونوں گھر کے پچھلے حصے کی طرف چلے گئے تھے۔

"آجاؤ تمھیں عیسی کے گھر چھوڑ دیتا ہوں، عیسی کی والدہ گھر پر ہوں گی۔"

مجھے کچھ دیر دیکھتے رہنے کے بعد، وہ میرے ساتھ چلنے لگی تھی۔

"زوہیب تم مجھے پوری بات کیوں نہیں بتاتے؟"

میں نے حیرت سے اس کو دیکھا تھا۔

"تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا کہ ارحم اور عیسی بھائی ہیں۔ یہ مت کہنا کہ میں نے پوچھا ہی نہیں "۔

وہ درست کہہ رہی تھی۔ مجھے اس کو خود بتانا چاہیے تھا۔

"میں اس پر تم سے معافی مانگتا ہوں۔"

اس نے مجھے حیرت سے دیکھا تھا۔ وہ بہت آہستہ آواز میں مجھ سے مخاطب ہوئی تھی۔

"زوہیب، تم سے کسی کی لڑائی کیسے ہو سکتی ہے؟ تم اتنی جلدی غلطی مان لیتے ہو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عیسی سن لیتا تو غش کھا کر گر جاتا۔ میں ہنس دیا تھا۔

"مجھے سردی لگ رہی ہے۔"

میں نے اس کو دیکھا تھا۔

"ملائک، یہ بھی برف کا ڈھیر پڑا ہوا ہے۔ چھلانگ لگانی ہے؟"

میں نے پاس پڑی برف کی طرف اشارہ کیا تھا۔ اس نے مجھے گھورا تھا۔

"ویسے بخدا بہت مزا آیا تھا۔"

میں ہنس دیا تھا۔وہ زندگی کی طرف لوٹ آئی تھی۔بہت تھا۔عیسی کی والدہ سے اس کو ملوا کر میں پلٹا تھا۔

~.................

برف باری کا آغاز ہوتے ہی اس سے بچنے کے لیے احتیاطی تدابیر کی جاتیں تھیں۔ہر روز برف ہٹانا سب سے اہم تھا۔ایسا نہ کرنے پر گھر کے دروازے پر برف کی دیوار بن جاتی تھی۔

عیسی ٹورانٹو سے واپس اوٹاوا آیا تھا اور اس کے بعد وہ پاکستان آیا تھا۔برف ہٹانے کی ذمہ داری عیسی نے خود اپنے سر لی تھی مگر عیسی عیسی کیسے ہو گا اگر وہ الٹے کام نہ کرے۔

"زوہیب تم فکر ہی نہ کرو برف ہٹانے کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔"

میں نے عیسی کے الفاظ دہرائے تھے۔ارحم کے دانت نکلے تھے اور اسی کیفیت میں وہ بولا تھا

۔

"زوہیب بھائی، میں نے تو کہا تھا عیسی بھائی جب بھی کہیں گے کہ تم فکر ہی نہ کرو اس کا مطلب ہے کہ آپ کو لازمی فکر کرنی ہے۔"

وہ دونوں اب ایک دوسرے کو جملے مارنے والے تھے۔

"زوہیب بھائی کے باپ، تو نے توراتوں کو چوکیداری کی تھی اس کے گھر کی۔"

"ہاں میں روز رات کو ناپتا تھا کہ کتنی برف اکٹھی ہو گئی ہے اور ایک دن میں نے آکر صاف بھی کی تھی۔"

اس نا ختم ہونے والی بحث کو نظر انداز کرتے ہوئے میں نے واک وے صاف کرنا شروع کیا تھا۔ سردیوں کے آغاز میں ہی چھوٹے چھوٹے بچے برف اٹھانے والا سانچہ لے کر پہنچ جاتے تھے۔ لوگوں کو اپنی مدد دے کر چند ڈالرز کماتے تھے۔ واک وے صاف کرتے بچپن کا منظر میری نظروں کے سامنے لہرایا تھا۔ آغا جان اور میں برف ہٹاتے تھے اور برف ہٹانے کے بعد ہاٹ چاکلیٹ بطورِ تحفہ ہماری منتظر ہوتی تھی۔ آہ، زندگی کبھی بہت آسان تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد گھر کے سامنے کی برف مکمل طور پر ہٹ چکی تھی۔ گاڑی اگر پورچ کے اندر نہ ہوتی تو ایک اور مشکل میرے سر ہوتی۔

••••••••••••••••••~

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

باب نہم

میں جہاز پر سوار ہوتے ہوئے ماضی کا ہر واقعہ یاد کر رہی تھی۔ چند ماہ پہلے میں جہاز پر روتے ہوئے سوار ہوئی تھی۔ اس وقت میرے دل میں ہر شخص کے لیے شکوہ تھا۔ میرا دل زخمی تھا ۔دل میرا آج بھی زخمی تھا مگر زخم مدہم ہو رہے تھے یا مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ مدہم ہو رہے میں فیصلہ نہیں کر سکی تھی۔ وہ سیٹ کے پاس کھڑا ہوا تھا۔ اس نے وہی سفید شرٹ پہنی ہوئی تھی جس پر وہ عیسی سے لڑا تھا۔ اس شرٹ کے سامنے دو چھوٹے داغ ابھی بھی موجود تھے۔ سفید شرٹ کے نیچے اس نے بلیک ٹروزر کی طرح کی جینز پہنی ہوئی تھی۔ اس کا کوٹ اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس کو دیکھتے مجھے یاد آیا تھا کہ آخری دفعہ میں کپ کیکس کے لیے روئی تھی۔ نہیں، میں اپنے وجود کو نظر انداز کیے جانے پر روئی تھی۔ آہ، زندگی اپنی مشکلات

کے ساتھ خوبصورت تھی۔میں جہاز پر سوار ہوتے ہوئے ماضی کا ہر واقعہ یاد کر رہی تھی۔چند ماہ پہلے میں جہاز پر روتے ہوئے سوار ہوئی تھی۔اس وقت میرے دل میں ہر شخص کے لیے شکوہ تھا۔میرا دل زخمی تھا۔دل میرا آج بھی زخمی تھا مگر زخم مدہم ہو رہے تھے یا مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ مدہم ہو رہے ہیں، میں فیصلہ نہیں کر سکی تھی۔وہ سیٹ کے پاس کھڑا ہوا تھا۔اس نے وہی سفید شرٹ پہنی ہوئی تھی جس پر وہ عیسی سے لڑا تھا۔اس شرٹ کے سامنے دو چھوٹے داغ ابھی بھی موجود تھے۔سفید شرٹ کے نیچے اس نے سیاہ ٹروزر کی طرح کی جینز پہنی ہوئی تھی۔اس کا کوٹ اس کے ہاتھ میں تھا۔اس کو دیکھتے مجھے یاد آیا تھا کہ آخری دفعہ میں کپ کیکس کے لیے روئی تھی۔نہیں، میں اپنے وجود کو نظرانداز کیے جانے پر روئی تھی
۔زندگی اپنی مشکلات کے ساتھ خوبصورت تھی۔

~.................

برف میں گرتے ہی ٹھنڈ سے مجھے جھرجھری آئی تھی۔یہ ایک اچھا فیصلہ نہیں تھا مگر اس میں کافی مزا آیا تھا۔یہ ایک دفعہ پھر کیا جا سکتا تھا۔زوہیب کی مدد سے میں برف سے اٹھی تھی اور سامنے عیسی بھائی اور ڈاکٹر ارحم کھڑے تھے۔شرمندگی بہت چھوٹا لفظ تھا جو اس

وقت میں محسوس کر رہی تھی۔میں عیسی بھائی اور ڈاکٹر ارحم کو دیکھ رہی تھی۔ان کی شکلوں میں مماثلت تھی۔کافی دیر میں صرف یہ موازنہ کرتی رہی تھی کہ یہ دونوں واقعی بھائی ہیں کہ نہیں۔مجھے زوہیب نے یہ نہیں بتایا تھا۔خاموشی سے وہ میرے برابر چل رہا تھا۔شکوہ کرنے پر اس نے فوراً غلطی کا اعتراف کر لیا تھا۔میں حیرت سے اس کو دیکھتی رہی تھی۔مجھے حقیقتاً اندازہ نہیں تھا کہ اللہ نے کیسے اس شخص کو میرے لیے لکھ دیا ہے؟وہ انتہائی تحمل والا انسان تھا۔دوسرے کے نظریے کو سنتا بھی تھا اور درست وقت آنے پر اس نظریے کی توضیح کر دیتا تھا۔وہ سمجھدار اور وہ ذہین بیک وقت تھا،شاید میں اس کے متعلق کوئی اور بھی فیصلہ کرتی مگر عیسی بھائی کا گھر آ گیا تھا۔

عیسی بھائی کی والدہ نے مجھے گلے لگایا تھا۔ان کو زوہیب بے انتہا پسند تھا۔اسی پسند کے مطابق وہ مجھے اہمیت دے رہیں تھیں۔

"زوہیب بتا رہا تھا کہ تم پینٹ بھی کرتی ہو؟"

میرے بارے میں وہ بہت کچھ جانتی تھیں۔

ہر بات کے آغاز میں وہ کہتی تھیں کہ زوہیب بتا رہا کہ

"میں یونیورسٹی آف اوٹاوا میں پڑھتی ہوں۔ کیلیگرافی سیکھ چکی ہوں۔ پاکستان سے واپس آئی ہوں۔ پاکستان میں میرا ریسپشن تھا۔"

مجھے زوہیب جب لینے آیا تو وہ زوہیب سے مخاطب تھیں۔

"تمھاری بیوی بہت کم بولتی ہے اور یہ بہت معصوم بھی ہے۔"

ان کے تبصرے نے مجھے کنفیوز کیا تھا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تھا، زوہیب مسکراتے ہوئے مجھے ہی دیکھ رہا تھا۔

"چند ماہ تک یہ آپ سے ملے گی تو آپ کا تبصرہ بدل جائے گا۔"

Clubb of Quality Content

وہ مسکرائی تھیں اور پھر انھوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"خیال رکھنا میرے بیٹے کا۔"

زوہیب دروازے سے باہر نکل چکا تھا، یہ بات اس نے نہیں سنی تھی مگر میں ادھر ہی ٹھہر گئی تھی۔ وہ فٹ پاتھ پر چلتے چلتے رکا تھا اور اس نے پیچھے مڑ کر مجھے جیسے بلایا تھا۔ آنٹی سے گلے

ملتے میں اس کے پیچھے گئی تھی۔میں نے اپنے برابر سے ڈاکٹر ارحم کو گزرتے دیکھا تھا۔میں ان سکیور ہو رہی تھی۔

~.................

میں نے گھر میں داخل ہوتے گھر کو دیکھا تھا۔گھر میں آنا کتنا پرسکون کرتا ہے اس کا اندازہ مجھے اب ہو رہا تھا۔دروازے کے پاس کھڑے کھڑے میں نے اسکارف کی پین کھینچ کر اتاری تھی۔کوٹ ہینگ کرتے میں نے اسکارف کی پیز۔لکڑی کے بنے جوتوں کے ریک پر رکھیں تھیں۔کوٹ کے اوپر ہی میں نے اسکارف لٹکایا تھا۔بال پونی میں قید تھے اسکارف کے اترتے ہی چھوٹی چھوٹی لٹیں میرے منہ پر آئیں تھیں۔پونی کی وجہ سے میرے سر کا پچھلا حصہ درد کرنے لگا تھا۔کھینچ کر میں نے بینڈ اتارا تھا۔جوتے بدلتے میں نے دروازے کے سامنے اوپر جاتی سڑھیاں دیکھی تھیں۔حیرت کا ایک جھٹکا لگا تھا،میں نے کبھی اوپر جا کر کیوں نہیں دیکھا تھا؟

زوہیب پہلے ہی اندر جا چکا تھا۔تھکان کے باوجود میں نے اوپر جانے کا فیصلہ کیا تھا۔سڑھیاں چڑھتے مجھے اندازہ ہوا تھا کہ جب آپ ڈپریشن کی آخری سیڑھی پر ہوتے ہیں تو آپ ارد گرد

سے بیگانہ ہو جاتے ہیں۔میں نے یہاں چار ماہ گزارے تھے اور مجھے اس جگہ کا نہیں پتہ تھا۔ اوپر تین کمرے تھے۔بتی جلانے پر مجھے اندازہ ہوا تھا کہ یہ جگہ استعمال میں تھی۔پندرہ دن بعد آنے کے باوجود بھی یہاں پر گرد نہیں تھی۔اوپر کے حصے میں تین کمرے تھے اور جیسا سیٹنگ ایریا نیچے تھا ویسا ہی سیٹینگ ایریا اوپر تھا مگر باورچی خانہ اوپر نہیں تھا۔پہلا دروازہ کھولنے پر میری نظر بیڈ کے دونوں اطراف میں رکھے میز کے اوپر موجود فریمز پر پڑی تھی۔ ایک فریم کے اندر عیسی بھائی اور زوہیب کی تصویر تھی۔وہ پرانی تصویر تھی،بہت غور کرنے پر عیسی بھائی کی پہچان ہوتی تھی،زوہیب کو پہچاننا آسان تھا۔دوسری طرف پڑے فریم کے اندر آغا جان،خالہ اور زوہیب کی اکٹھے تصویر تھی۔بیڈ کے ایک کونے پر سٹڈی ٹیبل پڑا تھا۔ اس پر ایم بی بی ایس کی کتابوں کا ڈھیر تھا۔وہ شاید یہ کمرہ استعمال کرتا رہا تھا۔کمرے سے باہر نکلتے میں نے زوہیب کو دیکھا تھا۔وہ سیڑھیوں سے اوپر آرہا تھا۔مجھے دیکھ کر وہ مسکرایا تھا۔

"کیا دیکھ رہی ہو؟"

"یہ کمرے میں نے پہلے نہیں دیکھے زوہیب۔"

زوہیب نے حیران ہو کر مجھے دیکھا تھا۔

"خیر ہے ویسے بھی اگلے دو کمرے بند ہیں۔"

میں نے اس کو حیرت سے دیکھا تھا۔

"وہ بند کیوں ہیں؟"

"اس میں ایسے ہی فالتو سامان ہے۔"

میں نے سر ہلایا تھا۔

"یہ تمھارا کمرہ ہے؟"

"کہہ سکتے ہیں۔پڑھنے کے لیے پہلے اکثر ادھر آجاتا تھا۔"

اس کا انداز ایسے تھا جیسے اس میں کوئی بڑی بات نہیں تھی۔

"آجاؤ، کھانا کھالو۔عیسی لے کر آیا ہے۔"

میں اس کے پیچھے چل دی تھی۔

"زوہیب، کل ڈاکٹر ارحم کے پاس چلیں۔"

"اوکے، یونیورسٹی کے بعد چلیں گے۔"

اف، مجھے ذرا برابر یونیورسٹی نہیں پسند تھی۔اتنی چھٹیوں کے بعد بھی وہ مجھے کیوں رکھنا چاہتے تھے؟

"زوہیب، میں کوئی آرٹ اسکول نہ جوائن کرلوں۔"

سیڑھیاں اترتے ہوئے ہی اس نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"ایجوکیشن ویزے پر ہو۔ویزا کینسل ہو سکتا۔"

ماں کینیڈین تھیں، بابا کے پاس بھی نیشنیلٹی تھی۔

"میرے پاس نیشنیلٹی ہے زوہیب۔زبیر اور ماہم کے پاس بھی ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یونیورسٹی کے ساتھ جوائن کرلو۔"

وہ کھانے کی میز کے سامنے کھڑے ہو کر کہہ رہا تھا۔

"زوہیب، مجھے کچھ نہیں آتا۔"

اس نے مجھے دیکھا تھا۔

"ملائک، ابھی تو تمھارا پہلا سمسٹر ختم ہوا ہے۔"

میرے پاس کوئی ٹھوس دلیل ہونی چاہیے تھی۔

"دیکھو زوہیب"

اس نے کرسی کھینچ کر مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔وہ خود میرے سامنے آکر بیٹھا تھا۔

"مجھے کچھ نہیں آتا ہوگا تو میری ڈگری کا کیا کروں گی میں؟"

وہ مجھے دیکھتا رہا تھا، جیسے وہ دلیل قبول کر رہا تھا۔

"دیکھو ملائک، تمھیں خود مختار ہونا چاہیے۔"

میں اس کو دیکھتی رہی تھی۔ عیسی بھائی صحیح کہتے ہیں چوزے جتنا تو دل ہے اس کا۔

"اچھا، ہم ایک شرط رکھتے ہیں۔"

اس نے کھانا میری پلیٹ میں ڈالتے ہوئے مجھے بات جاری رکھنے کا اشارہ کیا تھا۔

"اگر میں نے اس سمسٹر کے ختم ہونے تک چند ڈالرز کما لیے تو تم مجھے ڈگری چھوڑنے دو گے
۔"

اس نے مجھے دیکھا تھا۔کچھ دیر وہ خاموشی سے مجھے دیکھتا رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نامنظور۔"

یک لفظی جواب دے کر اس نے مجھے کھانے کا اشارہ کیا تھا۔

"زوہیب"

"تم یونیورسٹی چھوڑنے کی ٹھوس دلیل دو۔"

اب میں کیسے کہتی کہ میرا پچھلے سمسٹر کا جی پی اے دیکھنے کے قابل نہیں ہے۔

"سمسٹر فریز کروالوں؟"

"ملائکہ"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے مجھے تنبیہ کی تھی۔اتنا خوفناک انسان ہے، غصہ کرنا ہو تو پورا نام لے لیتا ہے۔میں نے کھانا ہی نہیں کھانا تھا، خود ہی کھائے۔

"میں سونے جا رہی ہوں۔"

برتن اپنے آگے سے سرکاتے میں نے اس کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"میں پھر بھی یونیورسٹی چھوڑنے کی اجازت نہیں دوں گا۔"

"زوہیب۔"

میری آواز میں بیچارگی تھی۔

"وجہ"

اس کا وہی ایک مسئلہ تھا۔

"میرا جی پی اے نہیں ٹھیک۔"

وہ کچھ دیر مجھے دیکھتا رہا تھا۔

"ہار مان رہی ہو؟"

میں نے اس کو دیکھا تھا۔

"تم ہار نہیں سکتی ملائک۔"

میں نے سر ہلایا تھا۔

"میں رنگ ساز ہوں زوہیب۔ میرے ہاتھ صرف رنگ کرنا جانتے ہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم امید کے رنگ بھرو ملائک، تم صرف رنگ ساز نہیں ہو۔ تمھارے اندر بہت سی صلاحیتیں ہیں۔ان بہت سی صلاحیتوں کا استعمال کرو۔"

میں اس کو دیکھتی رہی تھی۔

"زوہیب، میری کلاس بہت آگے ہے۔"

"ان کو آگے جانے دو ملائک۔ تمھارا مقابلہ تمھیں خود سے کرنا ہے۔"

میں اس کو دیکھتی رہی تھی۔

"میں تمھیں ایک بات بتاتا ہوں ملائک۔ ہر کسی کی زندگی کی مشکل مختلف ہے۔ تم ذہنی دباؤ کا شکار رہی ہو، کوئی جسمانی دباؤ کا شکار ہو گا، کوئی معاشی طور پر کمزور ہو گا۔ تم اگر کسی سے مقابلہ کر رہی ہو تو صرف گریڈز کا مقابلہ نہ کرو، ہر چیز کا مقابلہ کرو۔ یہ تو بڑی زیادتی ہے کہ تم کسی کی زندگی کی آسانی کو دیکھو اور مشکل کو نظر انداز کر دو۔"

میں نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔ وہ اچھا بولتا تھا۔

"اب کھانا کھاؤ بیٹھ کر۔"

اس نے مجھے کھانے کی جانب متوجہ کیا تھا۔

~•••••••••••••••••

صبح کے چھ بجے زوہیب کے الارم سے میری آنکھ کھلی تھی۔وہ بیڈ سے اٹھ کر واش روم گیا تھا ۔اس کا کمرہ میرے کمرے کے مقابلے میں بہت صاف تھا۔ہر چیز نفاست سے رکھی گئ تھی ۔اس کمرے میں بھی بستر کے سامنے پڑھائی کے لیے میز تھا۔دروازے کی بائیں جانب کتابوں کا شیلف تھا جو پوری دیوار پر پھیلی ہوئی تھی۔پہلی نظر میں یہ کمرہ لائبریری کا ایک حصہ لگتا تھا۔اس کے کمرے میں کھڑکی بھی تھی۔وہ شیشے سے بنی کھڑکی سلائیڈ کر جاتی تھی ۔اس کھڑکی سے باہر نکلا جا سکتا تھا۔بستر پر لیٹے میں نے کمرے کا جائزہ ایک دفعہ پھر لیا تھا۔ اس کمرے میں واک ان کلازٹ تھا، بالکل ایسا ہی میرے کمرے میں بھی تھا۔یہ کمرہ پاکستان کے فلیٹ سے بہت مشابہت رکھتا تھا۔زوہیب واش روم سے باہر نکلا تھا۔اس کے بازو بتی کی مدہم روشنی میں گیلے نظر آرہے تھے۔تولیے سے وہ اپنے بازو سکھا رہا تھا پھر اس نے جائے نماز بچھائی تھی۔اس کی نماز میں ٹھہراؤ تھا۔اس کی نماز ماں کی نماز جیسی تھی۔ماں کی نماز دیکھتے ہی سکون انسان کے جسم میں سرایت کر جاتا تھا۔وہ اسی تحمل سے نماز پڑھتا رہا تھا۔اس

کے بعد وہ فرض پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا تھا۔کچھ دیر بعد کمرے میں قرآن کی مدہم سی آواز گونج رہی تھی۔وہ محتاط تھا کہ کہیں میری نیند متاثر نہ ہو جائے۔اس کے فون پر سات بجے پھر الارم بجا تھا۔اس نے قرآن بک شیلف میں رکھا تھا اور وہ کلازٹ کی طرف بڑھ گیا تھا۔پندرہ منٹ بعد وہ تیار ہو کر باہر آیا تھا۔گھڑی اس کے ہاتھ میں تھی۔سفید کھلی پتلون پر اس نے آسمانی رنگ کی وول شرٹ پہن رکھی تھی۔اس کا سفید لانگ کوٹ اس کے ہاتھ میں تھا۔

"ملائک، میرا جائزہ مکمل ہو گیا ہو تو تیار ہو جاؤ۔"

میں نے بیڈ سے نکلتے ہوئے اس کو دیکھا تھا۔

ساڑھے سات بجے پھر اس کا الارم بجا تھا۔الارم بند کرتے وہ کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

وہ گھڑی کے مطابق چلنے والا انسان تھا۔اسی وقت میں نے فیصلہ کیا تھا کہ آج میں اپنے لیے گھڑی لینے جاؤں گی۔مجھے چند ماہ پہلے ہی زوہیب نے اے ٹی ایم کارڈ دیا تھا، جس کا استعمال میں نے ابھی تک شروع نہیں کیا تھا۔

کمرے سے نکلتے میں نے اس کو باورچی خانے میں کام کرتے دیکھا تھا۔ سیکھنے والے کاموں میں ناشتہ بنانا بھی شامل ہو گیا تھا۔ پاکستان جاتے ہوئے میں نے ایک لسٹ بنائی تھی، جس میں وہ کام درج تھے جو مجھے سیکھنے تھے۔ میں نے موبائل پر لسٹ کھولی تھی۔

جذباتی طور پر مضبوط ہونا

کھانا بنانا

بال بنانا سیکھنا

صفائی کرنا

کپڑے دھونے

ذمہ دار ہونا

خود مختار ہونا

ناشتہ بنانا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

لسٹ کے آخر میں ناشتہ بنانا شامل کر کے میں کپڑے تبدیل کرنے گئی تھی۔اگر زوہیب اسی رفتار سے سب کام کرتا رہا تو میں کچھ نہیں سیکھ سکوں گی۔خیال آکر گزر گیا تھا۔

~.................

کلاسز ختم ہو گئیں تھیں۔بیگ بند کرتے میں نے لونا کو اپنی طرف آتے دیکھا تھا۔

Ahh not again

وہ میرے سامنے کھڑی ہوئی تھی پھر اس نے اپنے ہاتھ باندھے تھے۔اس کی آنکھیں اداس تھیں،وہ اداس ہی رہتی تھیں۔اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم نے ڈیوڈ کو پٹوایا ہے؟"

مجھے دیکھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔مجھے اس کے جملے پر حیرت ہوئی تھی۔میں کسی کو کیسے پٹوا سکتی تھی؟

"میرے پاس اتنا فالتو وقت نہیں ہے کہ میں فضول لوگوں پر ضائع کروں۔"

"اگر ملائکہ تم اس میں شامل ہوئی تو تمھاری خیر نہیں ہو گی۔"

کسی انسان کا لحاظ کرنا جرم کے زمرے میں آنا چاہیے۔

"لونا، میں تمھیں ایک بات بتاتی ہوں۔ایک چیز ہوتی ہے جس کو دماغ کہتے ہیں۔ یہ ہوتی تو ہر انسان کے پاس ہے مگر اس کو استعمال میں کم لوگ لاتے ہیں۔ نہایت افسوس کے ساتھ تم ان 'قلیل 'لوگوں میں شامل نہیں ہوتی۔"

میں نے گہری سانس خارج کی تھی۔

"لونا میرے الفاظ لکھ کر رکھ لو، جس دن میں اپنے قدموں پر کھڑی ہوں گی، اس دن میں تم سے تمھاری غلطی کا بدلہ لوں گی۔ میں معافی پر نہیں بدلے پر یقین رکھتی ہوں۔ میں اس بدلے کی آگ میں جل رہی ہوں اور اس آگ کی لپیٹ میں تم آؤ گی۔ میرا تعلق تم سے تھا۔ دھوکا تم نے مجھے دیا ہے۔ میں بدلہ لوں گی تو ڈنکے کی چوٹ پر لوں گی۔ پیچھے سے وار کرنا میں نہ پسند کرتی ہوں، نہ میں یہ کرنے والی ہوں۔"

میں نے اس کے دھواں دھواں ہوتے چہرے کو دیکھا تھا۔اس کی بہت مدہم آواز آئی تھی۔

"کیا تم مجھے معاف کر دو گی؟"

یہی لڑکی مجھ سے ابھی بحث کر رہی تھی اور اب یہ معافی مانگ رہی تھی۔

"نہیں"

میں اس کے پاس سے گزرتے ہوئے باہر نکل گئی تھی۔دنیا کے اندر آپ کو بدترین لوگ بہت فخر سے چلتے نظر آتے ہیں۔ہر انسان گناہ گار ہوتا ہے، گناہ کے بعد کا عمل اس کی معافی پر یا تو حرف ہوتا ہے یا اس کی معافی کی دلیل ہوتا ہے۔ماں کا جملہ میرے کان میں گونجا تھا۔

ملائک، لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔

ماں غلط کہتی ہیں۔ہر انسان کو معاف نہیں کرنا ہوتا۔کچھ لوگ معافی کے حقدار نہیں ہوتے۔ وہ قصاص کے حقدار ہوتے ہیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

~...............

میں اس سفید کمرے میں موجود تھی۔ڈاکٹر ارحم مجھ سے سوال کر رہے تھے۔زوہیب مجھے چھوڑ کر اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔

"کیا کوئی بہتری آپ کو محسوس ہوئی؟"

میں نے سر ہلایا تھا۔

"کیا تبدیلی آئی ہے؟"

"ہر بات پر ماں یاد نہیں آتیں۔ پہلے ہر چیز پر ان کی یاد حاوی تھی لیکن میرے اندر ایک حصہ بکھرا بکھرا لگتا ہے۔"

اس نے خاموشی سے مجھے دیکھا تھا۔

"ملائکہ، آپ کا یہ حصہ مکمل طور پر کبھی پہلی جیسی حالت پر نہیں آئے گا۔ آپ کو اس غم کے ساتھ رہنا سیکھانا ہے۔ آپ اس کے ساتھ زندگی کی خوبصورتی کو محسوس کریں۔ یہ آپ کا ہدف ہونا چاہیے۔"

میں نے اس کو دیکھا تھا، میں اس سارے عرصے میں ماں کو بھولنے کی غلطی کر رہی تھی۔

"مجھے لگتا ہے میں زوہیب کو بیساکھی بنا رہی ہوں، جس کے بغیر میں چل نہیں سکتی۔ میں اس کو بیساکھی سے ساتھی کیسے بناؤں؟"

"آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے؟"

"آپ مریضہ کی بات کا باہر تذکرہ نہیں کریں گے۔ میرے شوہر کا مزاق بھی نہیں اڑائیں گے۔"

اس نے مجھے دیکھا تھا۔

"ملائکہ میں نے کل بھی محسوس کیا تھا۔ آپ خوفزدہ تھیں۔ میں خود کو ماہر نفسیات کہتا ہوں۔ میں کبھی یہاں بیٹھے مریض کی بات باہر نہیں کرتا۔ اگر کبھی میں نے یہ کیا تو میں اپنی نوکری سے دستبردار ہو جاؤں گا۔ ہم یہاں پر طبیب اور مریض ہیں۔ اس کمرے سے باہر آپ میری بھابھی ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

میں نے سر ہلایا تھا۔

"اب آپ وجہ بتائیں۔"

"وہ میرا ہر کام کرتا ہے۔ میرے لیے کھانا بناتا ہے۔ مجھے یونیورسٹی چھوڑ کر آتا ہے۔ مجھے پیسے دیتا ہے بلکہ وہ میرے لیے کپڑے بھی خود لے آتا ہے۔ وہ اتنا احساس کرنے والا، خیال رکھنے والا ہے کہ اس پر ہر شخص انحصار کر سکتا ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ میں کسی پر بوجھ بنو۔"

"آپ کچھ کام اپنی مرضی سے خود کرنا شروع کر دیں۔"

"مجھے کچھ آتا ہی نہیں ہے۔"

"ملائکہ، آپ چھوٹے کاموں سے آغاز کریں۔ الماری کو ترتیب دے دیں۔ استری کر کے کپڑے لٹکا دیں۔ برتن دھو لیں۔ چھوٹے کاموں سے آغاز کریں۔"

ڈاکٹر ارحم کی بات سنتے مجھے اندازہ ہوا تھا کہ کبھی کبھی آپ کو صرف نظریہ بدلنا ہوتا ہے۔ دیکھنے کا زاویہ بدل جائے تو حل خود نظر آنے لگتے ہیں۔

"مجھے آوازیں سنائی دیتیں ہیں اور مجھے ماں بھی کبھی کبھی نظر آتی ہیں۔"

یہ سب سے تکلیف دہ بات تھی۔ وہ آواز سننا جو کوئی نہ سن سکے۔ وہ چہرہ دیکھنا جو کوئی نہ دیکھ سکے۔

"آوازیں کیسی ہوتی ہیں؟"

"ماں کی آواز ہوتی ہے۔ وہ مجھے بلاتی ہیں۔"

"ملائکہ"

(Hallucinations)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہم ہونا، بیماری نہیں علامت ہے۔ آپ کے شدید ذہنی دباؤ کی علامت ہے۔"

میں نے سمجھ کے سر ہلایا تھا۔

"آپ نے اس کے لیے ایک کام کرنا ہے۔ روز رات کو آپ نے اپنے پورے دن کی ایک مثبت بات ایک جار میں ڈالنی ہے۔ یہ کام آپ نے خود کرنا ہے۔ کسی کے بھی کہنے سے پہلے۔
"

میں نے سر ہلایا تھا۔

"مجھے لگتا ہے، مجھ سے اللہ ناراض ہیں۔"

ڈاکٹر ارحم نے مجھے نرمی سے دیکھا تھا۔

"آپ کو یہ کیوں لگتا ہے؟"

"مجھے اللہ سے شکوے ہیں۔ شکوہ شاید چھوٹا لفظ ہے، مجھے ان سے شکایات ہیں۔"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا تھا۔

"آپ کو شکوے کس قسم کے ہیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ مجھے کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟ وہ مجھے اتنی تکالیف کیوں پہنچاتے رہے ہیں؟ مجھے کیوں نہیں بچایا؟ میری ماں کو خاندان کی باتوں سے کیوں نہیں بچایا؟ میری ماں کو کیوں مار دیا؟ مجھے لونا کے دھوکے میں کیوں آنے دیا؟ وہ مجھے بچا سکتے تھے اور انھوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ مجھے مرنے کے لیے چھوڑ دیا۔"

ڈاکٹر ارحم اپنی کرسی پر آگے ہو کر بیٹھے تھے۔

"آپ یہ گلاس دیکھ رہی ہیں، ملائکہ؟"

میں نے سر ہلایا تھا۔

"یہ آدھا خالی ہے یا آدھا بھرا ہوا ہے؟"

"آدھا خالی ہے۔"

وہ مسکرایا تھا۔

"یہی مسئلہ ہے۔ آپ اس کے مثبت رخ کو نہیں دیکھ رہیں۔"

وہ کچھ دیر رکا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اپنی کہانی کا مثبت رخ آپ مجھے اگلے سیشن میں بتائیں گی۔"

مجھے سمجھ آگیا تھا، وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے۔ کاغذ پر قلم گھسیٹنے کے بعد اس نے نسخہ میری طرف بڑھاتے مسکرا کر مجھے دیکھا تھا۔ یہ الوادعی مسکان تھی۔

~.................

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مرمت

باب اول

وہ اوپر کے حصے کے کمروں کا جائزہ لے رہی تھی۔ یہ کمرے اس کو نہیں دیکھنے چاہیے تھے۔ اس میں بہت کچھ ایسا تھا جس کے بارے میں مجھے وضاحت دینی پڑے گی۔ بھلا ہو عیسی کا کہ وہ کھانا دے گیا تھا۔ یونیورسٹی سے آرٹ اسکول کی طرف جانے کا خیال برا نہیں تھا۔ اس پر سوچا جا سکتا تھا مگر اس کے پیچھے کی وجہ اس کا فیصلہ کر سکتی تھی اور جو وجہ وہ دے رہی تھی، وہ خوف تھا۔ خوف سے بھاگنا حل نہیں تھا۔ خوف کا سامنا کرنا اس خوف سے نکلنے کی وجہ بنتا ہے اور مجھے اس خوف سے نکلنے کا حل سامنا کرنا لگا تھا۔

Clubb of Quality Content

~.................

ارحم سے سیشن لینے کے بعد وہ میرے کمرے میں آکر بیٹھی تھی۔ وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کو بہت اشتیاق سے دیکھ رہی تھی۔ پیپر ہولڈر پر اس کی نظریں جمی ہوئی تھیں پھر اس نے میرے نام کی پلیٹ کو دیکھا تھا۔ کمرے میں پڑے ٹیشو کے باکس کو اس نے چھیڑا تھا۔ ہر چیز کا جائزہ لینے کے بعد اس نے گھر جانے کے متعلق سوال کیا تھا۔

"زوہیب، تم گھر کب جاؤ گے؟"

"آپ کمرے سے نکلیں گی تو میرے مریض آئیں گے نا۔"

اس نے خفگی سے مجھے دیکھا تھا۔

"تم مجھے کمرے سے نکال رہے ہو؟"

"نہیں، میں خوبصورت لڑکیوں کو کمرے سے باہر نہیں نکالتا۔"

اس نے مجھے گھورا تھا۔

"تمھیں صرف اپنی بیوی کو نہیں نکالنا چاہیے۔"

اس کی آنکھوں میں تنبیہ تھی۔

"ٹھیک ہے، ملکہ عالیہ!"

میں نے ہاتھ کھڑے کر لیے تھے۔بیوی سے بحث کرنا بیوقوفی تھی۔

"میں ٹیکسی کروا کر چلی جاؤ؟"

دوسرا حل دیا گیا تھا۔وہ دیکھنے میں بھی تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔

"عیسی میرے خیال سے گھر جا رہا ہوگا۔اس کے ساتھ چلی جاو۔"

اس نے مجھے دیکھا تھا۔وہ اس کے ساتھ جانے میں پرسکون نہیں تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"میں باہر انتظار کر لوں گی۔"

میں نے اصرار نہیں کیا تھا۔وہ اس سب سے آگے بڑھنے میں وقت لے گی اور اس کو وقت دینا اہم تھا۔

~................

واپس جاتے ہوئے اس نے مجھ سے سوال کیا تھا۔

"زوہیب، تم مجھ سے تنگ نہیں ہوتے؟"

یہ اچانک کیا گیا سوال تھا۔ میں نے حیرت سے اس کو دیکھا تھا۔

"میں تنگ کیسے ہو سکتا ہوں؟"

وہ جیسے جھجکی تھی۔

"میں پچھلے چار ماہ ڈپریس رہی ہوں۔ فضول باتوں پر روتی رہی ہوں۔"

"ملائک، میرا پیشہ کیا ہے؟"

اس نے مجھے دیکھا تھا۔

"ملائک، میں پیشے سے ہی ماہر نفسیات ہوں۔ میں تمھیں نہیں سمجھوں گا تو کون سمجھے گا؟"

اس نے نم آنکھوں سے مجھے دیکھا تھا۔

"زوہیب، میں بہت روتی ہوں۔"

"تمھارے ذہن میں یہ بات کیوں آتی ہے کہ رونا برائی ہے؟ جذبات کا اظہار برا نہیں ہے۔

اندر ہی اندر کڑھنے سے بہتر نہیں ہے کہ تم یہ سب باہر نکال دو؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"زوہیب، ہر کسی کی زندگی میں غم ہوتے ہیں۔ وہ ایسے تو نہیں ہوتے، جیسے میں ہو گئی ہوں
۔"

"ملائک، غم مختلف مراحل سے گزرتا ہے۔ تمھارا غم ہو گیا کیونکہ وہ مکمل طور پر ان مراحل سے نہیں گزر سکا۔ تم اس غم سے آزاد نہیں ہوئی کیونکہ اچانک تم اس تکلیف سے گزری ہو۔"""ملائک، غم مختلف مراحل سے گزرتا ہے۔ تمھارا غم طویل ہو گیا کیونکہ وہ مکمل طور پر ان مراحل سے نہیں گزر سکا۔ تم اس غم سے آزاد نہیں ہوئی کیونکہ اچانک تم اس تکلیف سے گزری ہو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لوگ اچانک مر جاتے ہیں زوہیب۔"

"بالکل۔"

وہ مجھے دیکھتی رہی تھی۔

"زوہیب، تم نے تین قریبی رشتوں کو مرتے دیکھا۔ تم کیسے مسکراتے ہو؟"

میں نے نہیں سوچا تھا کہ سوال مجھ پر آجائے گا۔

"چار لوگوں کو مرتے دیکھا ہے۔"

"تمھیں تکلیف نہیں ہوئی؟"

"بہت تکلیف ہوئی تھی۔"

"پھر تم ٹھیک کیسے ہوئے؟"

"میں نے ان زخموں کو اپنا ساتھی بنالیا۔"

اس کی خاموش نظریں میں محسوس کر سکتا تھا۔

"کیسے؟"

"ان کو سمجھ کر۔"

"سمجھنا کیا ہوتا ہے؟"

"غم کو قبول کیا جائے۔ غم کو سمجھا جائے۔ غم سے بھاگا نہ جائے۔ غم کو بھلانے کی کوشش نہ کی جائے۔ غم کو خود سے مت چھپایا جائے۔اس غم کو ہرایا جائے۔ خود کو یہ یقین دلایا جائے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

کہ غم تاعمر نہیں رہتا۔ایک وقت پر آکر وہ مندمل ہو جاتا ہے۔ہر موت ایک حصہ مار دیتی ہے ۔اس مردہ حصے کے ساتھ جینا سیکھنا ہدف ہوتا ہے۔"

"کیا ڈپریشن ہیل ہو جاتا ہے؟"

"حقیقت پسندی سے جواب دوں؟"

اس نے سر ہلایا تھا۔

"نہیں،ڈپریشن مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہوتا مگر یہ ہو جاتا ہے کہ ویسی اداسی نہیں رہتی۔ ادویات گر کر ایک ہو جاتی ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اگر میں کبھی ٹھیک نہ ہوئی تو تم کیا کرو گے؟"

وہ جاننا چاہتی تھی کہ میں کب تک وفا کروں گا۔

"کوشش"

"کس چیز کی کوشش؟"

"تم پر کام کرنے کی کوشش۔"

"ٹرامہ ہیل نہیں ہوتا نا؟"

"محبت ہر زخم پر مرہم رکھ دیتی ہے، ملائک"

وہ مجھے حیرت سے دیکھتی رہی۔ میں نے گاڑی گیراج میں پارک کی تھی۔

"تمھیں مجھ سے محبت ہے؟"

سوال اچانک آیا تھا۔

"ہاں۔"

اس کے گال سرخ ہوئے تھے اور پھر وہ گاڑی سے فوراً نکلی تھی۔ وہ گھر کے دروازے کا لاک کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کے ہاتھ سے چابی زمین پر گر گئی تھی۔ دروازہ بالآخر کھل گیا تھا۔ اسی رفتار سے وہ اندر گئی تھی۔ میرے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔ سر جھٹکتے میں اندر کی جانب بڑھا تھا۔

~•••••••••••••••••

باب دوم

"محبت ہر زخم پر مرہم رکھ دیتی ہے، ملائک"

"تمھیں مجھ سے محبت ہے؟"

"ہاں۔"

وہی چند جملے کسی ساز کی طرح میرے کان میں گونج رہے تھے۔ کتنا پرسکون احساس ہوتا ہے جب آپ کو علم ہو جائے کہ سامنے والا آپ کو اہم سمجھتا ہے۔ سوٹ کیس سے میں نے ماں کی ڈائری نکالی تھی۔ وہ سیاہ رنگ کی ڈائری تھی۔ ڈائری کو کھولتے ہی سامنے لکھا ہوا تھا۔

میری ملائک کے نام!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نیچے دائیں جانب چھوٹے حروف میں درج تھا کہ یہ ڈائری ملائک کی امانت ہے۔بے اختیار ہی میرے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔ماں کو معلوم تھا کہ ان کے بچے امانت کا خیال رکھتے ہیں

۔

"ملائک، میں کینسر کی مریض ہوں۔مجھے نہیں معلوم کہ کب میرا آخری وقت آجائے،اسی خیال کو ذہن کے پردے پر رکھ کر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اپنے دل کے قریب ہر شخص کے لیے الفاظ لکھوں۔"

میری آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔ماں کے الفاظ آبِ حیات ہوتے ہیں۔

"تم میری زندگی کا وہ تحفہ ہو جس نے مجھے انتہا کے غم سے آزاد کیا تھا۔مجھے آج بھی اپنی کیفیت نہیں بھولتی جب تم میری گود میں آئی تھی۔ تمھارے ننھے سے وجود میں بہت خوبصورتی ہے ملائک۔زبیر، تم اور ماہم مجھے زندگی کی طرف لانے کی وجہ بنی تھی۔"

میں نے یہ جملہ کئی دفعہ دھرایا تھا۔بار بار پڑھا تھا۔میں ماں کے لیے جینے کی وجہ بنی تھی۔میں ان کی زندگی کی وجہ تھی۔

"ملائک، میں نو مسلم تھی۔ مجھے نہیں علم کہ یہ ڈائری پڑھتے ہوئے تم دنیا کے کس حصے میں ہو گی مگر میں چاہتی ہوں کہ جب تم یہ ڈائری پڑھو تو تم کینیڈا میں ہو۔ میرے مسلمان ہونے پر بے انتہا سوال اٹھائے گئے۔ مجھے کہا گیا کہ میں نے مفاد کی خاطر دین بدلہ۔ میں بدکار کہلائی گئی کیونکہ میں کینیڈین تھی۔ ہر برائی میرے اندر تھی کیونکہ میں بیرون ملک سے آئی تھی۔ ملائک، تم مجھے میرا عکس لگتی ہو، اسی احساس کے تحت میں تمھیں اپنے حصے کی داستان سناؤں گی۔"

وہ ڈائری ماں نے کتاب کے طرز پر لکھی تھی۔ ماں کی انگریزی کی لکھائی انتہائی خوبصورت تھی۔ میں نے ڈائری کو دیکھا تھا۔ یہ انتساب کے جیسا تھا اگلے صفحے کی پہلی سطر پر درج تھا۔

Clubb of Quality Content

The path towards life

راہِ حیات

میں نے گہری سانس لی تھی۔ دروازے پر ہوتی دستک نے مجھے متوجہ کیا تھا۔ کھانے کا وقت ہو چکا تھا۔ میں نے ڈائری زوہیب اور اپنے مشترکہ کمرے میں لے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔

~................

کھانے کے دوران صرف چمچ کے چلنے کی آواز آرہی تھی۔

"زوہیب؟"

وہ کھانا کھاتے ہوئے بات نہیں کرتا تھا۔اس نے ہنکارا بھرتے ہوئے آخری لقمہ لیا تھا۔

"مجھے تمھاری طرف کی کہانی سنی ہے۔"

اس نے مجھے دیکھ تھا۔

"تم یہ نہیں کہو گے کہ جو پوچھنا ہے پوچھ لو۔"

"سن کر کیا کرو گی ملائک؟"

میں اس کو دیکھتی رہی تھی اور پھر غصہ مجھ پر حاوی ہونے لگا تھا۔

"زوہیب بن احمد، میں تمھارے حصے کی کہانی سننا چاہتی ہوں کیونکہ میں تمھاری بیوی ہوں ۔ہمارے تعلق میں ایک دوسرے کو سمجھنا سب سے پہلی چیز ہونی چاہیے۔تم مجھے سمجھتے ہو، میں تمھیں نہیں سمجھتی کیونکہ مجھے کچھ پتہ ہی نہیں ہے۔"

نولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے بہت تحمل سے میری بات سنی تھی۔ بات کے دوران ہی ماں کی مدہم سی آواز میرے کان میں گونجی تھی۔

"ملائک، کبھی کسی کو ماضی بولنے پر مجبور مت کرنا۔"

ماں کے سبق ماں خود ہی بھولنے نہیں دیتی تھیں۔ آج کے بعد میں کبھی اس سے کچھ نہیں پوچھوں گی۔

"ملائک، بیٹھ جاؤ۔"

"میں کمرے میں جا رہی ہوں زوہیب۔"

"ملائکہ"

اس آواز میں تنبیہ تھی۔

"زوہیب، میں تمھیں زبردستی نہیں بلوانا چاہتی۔ میں غلط کر رہی تھی، مجھے تمھیں مجبور نہیں کرنا چاہیے تھا۔ میں تم سے معافی چاہتی ہوں۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر میرے برابر میں آ کر کھڑا ہوا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"ملائک، تم اٹھائیس سالہ مرد کو بولنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔"

وہ مجھ سے نو سال بڑا تھا۔

"میں عمر کہ اس حصے سے نکل آیا ہوں، جہاں ہر بات تیر کی طرح لگتی ہے۔"

میں اس کو دیکھتی رہی تھی۔

"تم بیٹھ جاؤ، مجھے بتانے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

"میں تمھیں مجبور نہیں کر رہی نا۔"

مجھے اس کی طرف سے تصدیق درکار تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی بالکل۔ آپ مجھے مجبور نہیں کر رہیں۔"

•••••••••••••••

باب سوم

وہ میرے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔ میرے بولنے کی منتظر۔

"میں کینیڈا میں پیدا ہوا۔ میری پیدائش کے وقت میری والدہ عیسائی تھیں۔ آغا جان نے سب کے خلاف جا کر ماں جی سے شادی کی تھی۔ اس مخالفت کا نتیجہ خاندان سے دستبردار ہونے سے نکلا تھا۔ آغا جان کے طویل خاندان نے ان سے منہ موڑ لیا۔ وہ ان کا خاندانی بزنس تھا جس کے وہ اہم رکن تھے۔ اس بزنس سے بھی عاق کر دیے گئے۔ ماں اور آغا جان نے شادی کر لی۔ شروعات میں ماں کے ہنر نے آغا جان کی مدد کی۔ اس گنتی کے چند ڈالرز کی مدد سے آغا جان اور عیسی کے والد نے مل کر چھوٹی سی دکان کا آغاز کیا۔ اس سب کے دوران میری پیدائش ہو گئی۔ میری پیدائش کے چند ماہ بعد ماں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ماں اسلام

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سے متاثر تھیں، خالہ جان کے اسلام قبول کرنے نے ماں کے لیے راستہ آسان کر دیا۔ وہ اسلام لانے سے پہلے کیسی تھیں، میں حقیقتاً نہیں جانتا مگر وہ اسلام لانے کے بعد نیکی کی تلاش میں رہتی تھیں۔"

میری آنکھوں کے سامنے منظر لہرایا تھا۔ چودہ سالہ زوہیب اسی جگہ پر بیٹھا تھا جدھر آج بھی میں بیٹھا ہوا تھا۔ ماں کے ہونٹ ہل رہے تھے۔

"میں اوٹاوا کے ہر کلب میں گئی ہوں زوہیب۔ میں شرمندہ ہوں اس پر۔ میں نے ہر شراب پی ہے۔ تمھاری خالہ مسلمان ہو گئیں تھیں۔ پاکستان چلی گئیں میں تنہا رہ گئی۔ اس تنہائی نے مجھے مار دیا تھا۔ میں نے ہر کوشش کی تھی کہ میں زندہ ہو جاؤں۔"

میری یاد کے پردے پر ماں کا روتا چہرہ لہرایا تھا۔ کینیڈین بچے وقت سے پہلے بہت سی باتوں کو جان جاتے ہیں۔ میں ماں کی باتیں سمجھ سکتا تھا۔ مجھے علم تھا کہ یہاں کی زندگی کیسی ہے۔

"میں اپنے ہاتھوں کی آگ میں اس قدر جھلس گئی تھی کہ میرا اندر خالی ہو گیا تھا۔ میں صحرا میں کھڑی تھی میرے بچے۔ اس صحرا میں آبِ حیات مجھے آسمان سے اترے کلام نے دیا تھا۔ زوہیب، میں نہیں چاہتی کہ تم میرے چشمے سے قرآن پڑھو۔ تم اپنا چشمہ پہنو۔ تم مجھ سے

مدد مانگو مگر تم خود سے دین کی پہچان لو۔ میرا ماضی تمھارے لیے یاد دہانی ہونا چاہیے کہ میں پیدائشی مسلمان ہوں کیونکہ تمھاری والدہ نے کوئلے پر جھلستے وجود کی حقیقت جانی ہے۔"

یاد کا پردہ خالی ہو گیا تھا۔

"میں چار برس کا ہوا تو ماں نے پاکستان جانے کا فیصلہ کیا۔ تم جانتی ہی ہو کہ مجھے پاکستان میں چار سال رکنا پڑا تھا۔"

میری نظروں کے سامنے پاکستان میں گزارے دن لہرائے تھے۔ ہر دن پچھلے دن سے بد تر تھا۔ ہر رات طویل۔ ہر دن نئی امید اور پھر گھنٹوں بے ہوشی کے۔ میں دمے کا مریض تھا۔ کینیڈا میں گزارے پانچ سالوں میں صرف پیدائش کے چند ماہ بعد میں اس دورے سے گزرا تھا اور پھر پاکستان آنے پر مسلسل چار سال اوپر نیچے میں نے کتنے دمے کے دورے گزارے تھے، مجھے گنتی یاد بھی نہیں تھی۔ آغا جان کے کینیڈا جانے کے ایک ماہ بعد میں آکسیجن بیڈ سے وارڈ میں منتقل ہوا تھا۔ میں خالہ کے گھر آ گیا تھا۔ میری فلائیٹ بک تھی۔ یہاں سے میں نے پرواز بھرنی تھی اور ابو ظہبی آغا جان میرے منتظر تھے۔ فلائیٹ سے چند گھنٹے پہلے مجھے دمے کا اس قدر شدید دورہ آیا تھا کہ میں پھر آکسیجن بیڈ پر تھا۔ یہ سلسلہ اگلے چند ماہ اسی رفتار

سے چلتا رہا۔ایک سال میں چھ فلائیٹس بک کروائی گئیں۔ان چھ فلائیٹس کی خوشی ہر بار مختلف ہوتی تھی اور ہر بار کا دورہ مختلف انداز سے دل توڑ دیتا تھا۔اگلے سال تین ماہ کے وقفے سے میری فلائیٹ بک کی گئیں تھیں۔چار بار کی فلائیٹ اسی دمے کے اٹیک کی نذر ہوئی تھی۔ان دو سالوں میں ماں بارہا مجھے لینے آئیں تھیں مگر وہ ہر بار مجھے لیے بغیر گئی تھیں۔خالہ جان کے پاس نہیں رہ سکتی تھیں۔مجھے ساتھ لے جانے کی بھی اجازت نہیں تھی۔تیسرے سال فلائیٹس چار ماہ کے وقفے سے کی گئیں تھیں اور وہ تین فلائٹس بھی ہر سال کی طرح میں جسمانی طور پر بیمار ہونے کی وجہ سے چھوڑ چکا تھا اور آخرکار چوتھے سال کے دسمبر میں مجھے ہیلتھ پرمٹ مل گیا۔اگلے سال کی پہلی فلائیٹ نے مجھے کینیڈا کی زمین تک پہنچایا تھا۔اگر ان چار سالوں نے میرے ساتھ کچھ کیا تھا تو وہ امید کا چھن جانا تھا۔ہر سال ماں باپ سے ملنے کی امید اور ہر سال اس امید کے ٹوٹنے نے مجھے توڑ دیا تھا۔میں نے ان چار سالوں میں محسوس کیا تھا کہ میرے والدین مجھ چھوڑ گئے ہیں۔ہر سال فلائیٹس کی گھٹتی تعداد نے مجھے متاثر کیا تھا۔ان کے پاکستان نہ آنے نے مجھے توڑ دیا تھا۔میں اللہ سے ناراض ہو گیا تھا۔ملائک کو بتاتے ہوئے میں بہت سی باتیں پردے میں رکھ رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کینیڈا آنے کے بعد میں کافی عرصہ اس بات سے ریکور نہیں کر سکا کہ مجھے پاکستان چھوڑ دیا گیا تھا۔ میری پڑھائی متاثر ہو گئی۔ پاکستان میں پڑھائی کا میعار مختلف تھا۔ اردو کچھ آغا جان نے سیکھائی تھی اور باقی پاکستان کے اسکولز نے سیکھائی تھی۔

کینیڈا میں ذہنی دباؤ کی وجہ سے میں پڑھ نہیں سکتا تھا۔ ماں، باپ سے میں نے بات چھوڑ دی تھی۔ میں خاموش بیٹھا رہتا تھا۔ گھنٹوں میں کسی سے بات نہیں کرتا تھا، اگر اس وقت میں کسی سے راضی تھا تو وہ خالہ جان تھیں۔"

میں نے گہرا سانس لیا تھا۔ ملائک میری بات سنتے ہوئے میز کو کھرچ رہی تھی۔

"خیر پھر میں دس سال کی عمر میں ماہر نفسیات کے پاس گیا تھا۔"

دل کے کسی کونے میں تکلیف ہوئی تھی۔ میز کو کھرچتا ہاتھ ساکن ہوا تھا۔ اس نے چہرہ اٹھا کر مجھے حیرت سے دیکھا تھا۔

"پہلے چند ماہ میں نے ڈاکٹر سے بات نہیں کی پھر آہستہ آہستہ میری ان سے دوستی ہو گئی۔"

میں مسکرایا تھا۔ یاد کے پردے پر وہ لمحات لہرائے تھے۔ ڈاکٹر ڈین امجد انکل کے دوست تھے۔ میرے سامنے بولتا ہوا ان کا چہرہ نظر آیا تھا۔

"زوہیب، ابھی ہم ایک ایکٹیویٹی کریں گے۔"

وہ ہر کام سے پہلے یہ کہتے تھے۔

"ہم پانچ منٹ گہرے سانس لیں گے۔"

"ہم پانچ منٹ مسلسل بات کریں گے۔"

"ہم اب بابا کو ایک خط لکھیں گے۔"

"ہم آج ماما کو شکریہ کہیں گے۔"

ہم آج گاڈ کو شکریہ کا خط لکھیں گے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"آج ہم بابا کو بتائیں گے کہ ان کی کس بات نے آپ کو تکلیف دی۔"

اور ایسے بہت سے ٹاسک تھے جو ڈاکٹر نے میرے ساتھ کیے تھے۔

"دو سال مسلسل سیشنز نے مجھے ریکور کر دیا۔ میں عام بچوں جیسا تو خیر نہیں ہو سکا کیونکہ مجھے حالات نے بڑا تو کر دیا تھا مگر میں لوگوں سے باتیں کرنا سیکھ گیا تھا۔ مجھے کسی سے مسئلہ ہو تو میں بلا جھجک اس کو بتا دیتا ہوں۔

اس کے بعد اٹھارہ سال کی عمر میں آغا جان کی وفات ہو گئی۔ آغا جان کی وفات نے پھر مجھے توڑ دیا۔ میں نے ہار قبول کر لی۔ اسی جگہ پر بیٹھ کر امجد انکل نے مجھے صرف ایک جملہ کہا تھا

تمھاری ہار تمھاری ماں کی زندگی کے معیار کو گرا دے گی۔

میں نے ایم بی بی ایس کا امتحان آغا جان کے لیے دیا۔ مجھے ڈاکٹر ڈین کی طرح بننا تھا۔ مجھے مرہم رکھنے کا شوق تھا۔ جس کی وجہ سے آغا جان چاہتے تھے کہ میں ماہرِ نفسیات بنوں۔ بزنس میں نے ماں کے لیے دیکھا کیونکہ مجھے ماں کو ویسے ہی طرز کی زندگی دینی تھی جو آغا جان نے دی تھی۔"

میں نے گہرا سانس خارج کی تھا۔ وہ ابھی بھی مجھے سن رہی تھی مگر اب وہ میز نہیں کھرچ رہی تھی۔

"پھر بائیس سال کی عمر میں عیسی کے والد کا انتقال ہو گیا۔ یہ وہ فوتگی تھی، جس میں میں نے خود کو بالکل تنہا پایا تھا۔ بزنس میں دیکھتا تھا مگر اس کا سارا بوجھ امجد انکل اٹھاتے تھے۔ اس لمحے میں پھر ٹوٹا تھا مگر اس ٹوٹنے کی تکلیف عیسی کی تکلیف سے کم تھی۔ میں نے عیسی کو وہی جملہ کہا تھا جو عیسی کے والد نے مجھے کہا تھا مگر وہ جملہ میں نے تب کہا تھا جب عیسی سب چھوڑ

دینا چاہتا تھا۔ وہ ذہین تھا۔ اس کو پڑھنے پر مجبور میں نے کیا تھا۔ میری ہاؤس جاب کے آغاز میں ماں کا انتقال ہو گیا۔"

میری نظروں کے سامنے ماں کا وجود لہرایا تھا۔ ان کی وفات کے بعد میں کتنی راتیں نہیں سویا تھا۔ آہ، یہ تکلیف دہ تھا۔ ماؤں کے جانے کی تکلیف الگ ہوتی ہے۔

"گھر سنسان ہو گیا۔ ماں گھر پر نہ ہوں تو گھر 'گھر' کہاں رہتا ہے۔ میں نے زندگی میں تیسری دفعہ پھر ہار مان لی اور مجھے یقین تھا کہ اب میں کھڑا نہیں ہو سکوں گا۔ اس لمحے میں نے اللہ کے ہر فیصلے پر سوال کیا۔

میرے پاکستان رہ جانے پر سوال کیا۔

میرے آغا جان کے مرنے پر سوال کیا۔

عیسی کے والد کے مرنے پر سوال کیا۔

ماں کے مرنے پر سوال کیا۔

میں بڑا تھا مگر میں اتنا بڑا نہیں تھا کہ ہر فوتگی زوہیب ہی دیکھے۔ میں ایک بار پھر ڈپریشن کے ایسے دور میں داخل ہوا کہ عیسی کو میرا خیال رکھنے کے لیے ادھر آنا پڑا۔ وہ گھنٹوں میرے ساتھ بیٹھا رہتا تھا۔ میں اس دور میں ہی رہتا کہ مجھے خالہ نے پاکستان بلا لیا۔ میں شاید کبھی نہ جاتا مگر وہ خالہ جان تھیں، ان کو انکار کیسے کرتا۔"

اس ساری گفتگو میں اب مجھے شدید تکلیف ہوئی تھی۔

"میں اور عیسی پاکستان چلے گئے۔ عیسی نے میرے لیے فلیٹ لیا۔ میں پاکستان تقریباً چار ماہ رہا۔ ان چار ماہ میں خالہ میرے لیے بہت سی کتابیں لائیں۔ مجھے بہت سی کتابیں زبردستی پڑھائیں۔ وہ صبح آتی تھیں، اسی فلیٹ میں کھانا بناتی تھیں اور پھر وہ دو بجے کے قریب گھر چلی جاتی تھیں۔ ان چار ماہ میں یہ ہوا کہ کتابیں، خالہ اور عیسی میرے بہترین ساتھی بن گئے۔"

میں نے گہرا سانس خارج کیا تھا۔ تکالیف کا تذکرہ ایسے کیا جائے تو لگتا ہے کہ سارے کوئلے ہمارے ہی حصے میں آئے ہیں۔

"چار ماہ پاکستان رہ کر میں واپس کینیڈا چلا گیا۔ کینیڈا میں ہاؤس جاب مکمل کی اور پھر سپشلائزیشن کی اور اب میں بطور ڈاکٹر سروس فراہم کر رہا ہوں۔ اس کے بعد میں پاکستان آیا

تو مجھ سے خالہ جان نے پوچھا کہ مجھے کوئی پسند ہے۔ میں نے بتایا کہ نہیں تو انھوں نے مجھے تمھاری تصویر دکھائی۔ میں نے غلط کہا تھا کہ میں نے تمھیں امتحان کے باہر دیکھا تھا۔ تم بہت چھوٹی تھی، مجھے پسند تھی مگر میں نہیں چاہتا تھا کہ تم اتنے بڑے شخص سے شادی کرو۔ خالہ نے کہا کہ وہ تم سے بات کریں گی مگر اس کے بعد خالہ جان کا انتقال ہو گیا۔ تمھیں ڈپریشن میں جاتے دیکھ، خالو بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئے۔ تم خالہ کی طرح ڈپریس ہو رہی تھی۔ ایک مشکل کا حل نکالتے، نکالتے انھوں نے تمھیں دوسری مشکل میں پھنسا دیا۔ خیر کیا کر سکتے۔ اس کے بعد میری تم سے شادی ہو گئی۔ مجھے اس دفعہ ہار ماننے کا موقع نہیں ملا کیونکہ ہار تم نے مان لی تھی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میں نے شانے اچکائے تھے۔ ملائک نے چہرہ اٹھایا تھا۔

"تم نے ماں کا غم پروسیس کیا تھا؟"

"ہاں، کینیڈا آکر کیا تھا۔"

وہ مجھے دیکھتی رہی تھی۔

"یاد ہے مجھے تم روئے تھے۔"

"رونا برا نہیں ہوتا۔"

اس نے سر ہلایا تھا۔

"زوہیب، آغا جان کو آغا جان کیوں کہتے ہیں سب؟ ان کا نام احمد نہیں ہے؟"

اس سوال پر مجھے اپنا چہرہ سرخ ہوتا محسوس ہوا تھا۔ ماں آغا جان کو آغا جان کہتی تھیں۔ میں نے ان سے یہ سیکھا تھا اور اس کے بعد مجھ سے یہ لفظ زبیر اور ماہم نے سیکھا تھا۔ ان کا نام آغا احمد تھا۔ کینیڈین بے دھڑک اظہارِ محبت کرتے ہیں مگر وجہ بتانا شرمندہ کرنے جیسا لگ رہا تھا۔

"نہیں، ان کا نام آغا احمد تھا۔"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا تھا اور پھر اس کو میرے آغا جان کے نام لینے پر اعتراض ہوا تھا۔

"ماں، آغا جان کو آغا جان کہتی تھیں تو میں نے ان کو دیکھ کر سیکھا تھا بعد میں آغا جان نے کہا کہ بابا ہر کوئی کہتا ہے آغا جان اچھا ہے۔"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا تھا مگر اس کو اس بات کی سمجھ نہیں آئی تھی۔

Clubb of Quality Content

"زوہیب، زندگی مشکل ہے نا؟"

"ہاں۔"

"مشکل میں امید کہاں سے نظر آتی؟"

"چیزوں سے۔"

اس نے مجھے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

"بڑے ہوتے درخت امید ہیں۔ کھلتے ہوئے پھول امید ہیں۔ سوکھے ہوئے پھولوں کی خوشبو امید ہے۔ عینک تبدیل کرو تو امید خود بخود نظر آجاتی ہے۔"

"زوہیب، شکریہ مجھے زندگی کی جانب لوٹانے کے لیے۔"

"ملائک، تمھارا شکریہ کہ تم نے مجھ پر یقین کیا۔"

وہ مسکرائی تھی۔ اس کی آنکھوں میں مسکراہٹ کی باریک سے لکیر بہت خوبصورت لگتی تھی

۔

~................

Clubb of Quality Content!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

باب چہارم

میں کافی دیر اس کو دیکھتی رہی تھی۔ ہر تکلیف کے ساتھ اس کے چہرے کے زاویے مختلف ہوتے تھے۔ وہ بہت عام انداز میں ذکر کر رہا تھا۔ میں اگلے دس سال بھی سوچتی تو زوہیب وہ آخری شخص ہوتا جس کے بارے میں میں یہ فیصلہ کرتی کہ یہ ڈپریشن جیسی چیز سے گزرا تھا۔ وہ خود سے محبت کرنے کی ہر بار مختلف وجہ دیتا تھا۔ اس کے لیے کسی کا خیال رکھنا عام تھا مگر وہ سامنے والے کو بہت بڑی چیز لگتی تھی۔ کھانا کھاتے ہوئے پلیٹ میں کھانا وہ خود ڈال دیتا تھا۔ کھانے کی پلیٹس وہ اٹھا دیتا تھا۔ رات کو پانی کے جگ وہ خود رکھتا تھا۔ وہ یہ کام غیر محسوس طریقے سے کرنے کا عادی تھا۔ میں کافی دیر اس کو دیکھتی رہی تھی۔ وہ پلیٹس لے کر جا رہا

تھا۔ پلیٹس واشر میں ڈال کر اس نے ہاتھ دھوئے تھے اور وہ کچن سے نکل کر کمرے میں چلا گیا تھا۔

میں اس کے پیچھے گئی تھی۔ وہ بستر پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں اس کے سامنے جاکر بیٹھی تھی۔

"زوہیب۔"

وہ پہلے سے ہی میرے بولنے کا منتظر تھا۔

"اصحاب الیمین کون لوگ ہوتے ہیں؟"

اس نے مجھے دیکھا تھا پھر وہ بہت مدھم سا مسکرایا تھا۔

"دائیں ہاتھ والے۔"

میں نے اس کو گھورا تھا۔

"مطلب نہیں پوچھا، تفصیل پوچھیں ہے۔"

وہ مسکرایا تھا۔

"کل صبح میں تمھیں سورہ الواقعہ سناؤں گا۔"

Clubb of Quality Content

اب مجھے بے صبری سے کل کا انتظار تھا۔

~.................

میں نے گھنٹہ آرٹ کی تاریخ پڑھتے گزارہ تھا۔ مجھے تاریخ سے کیا کرنا تھا۔ میرا تعلق تو کینوس سے تھا۔ میں اس بات پر چند منٹ اور سوچتی کہ استاد کی آواز گونجی تھی

تمھیں تاریخ اس لیے بتا رہا ہوں تاکہ تمھیں اس کی اہمیت کا اندازہ ہو۔

جہاں ماں نہیں ہوتی تھیں، وہاں استاد آجاتے اور جہاں استاد نہیں ہوتے تھے وہاں زوہیب آجاتا تھا۔ بیٹھے بیٹھے مجھے ماں کی ڈائری کا خیال آیا اور اس خیال کو پائے تکمیل تک پہچانے کے لیے میں کمرے میں سائیڈ ٹیبل پر پڑی ڈائری لے کر بیٹھ گئی تھی۔

Path towards life

"میرا بچپن کینیڈا کی سڑکوں پر گزرا ہے ملائک۔ میں نے کینیڈا کی ہر گلی میں کھانے کی تلاش کی ہے۔ میں نے کینیڈا کی سردیوں میں برف اٹھائی ہے۔ لوگوں کو سردیاں ظالم لگتی تھی میرے لیے گرمیاں ظالم ثابت ہوتی تھیں، برف ہوتی نہیں تھی اور وہ چند ڈالرز کا روزگار ختم ہو جاتا تھا۔"

مجھے اپنا چہرہ بھیگتا محسوس ہوا تھا۔

"میرا باپ کینیڈا کی سردیوں میں دمے سے مرا تھا۔ باپ مر گیا، کینیڈا جیسے ممالک میں بچوں کو چھوڑ دینا بہت آسان ہوتا ہے۔ میری ماں مجھے اور تمھاری خالہ کو ان سردیوں میں تنہا چھوڑ گئیں۔"

ڈائری کا صفحہ اس جگہ پر ابھرا ہوا تھا۔ ماں نے روتے ہوئے ڈائری لکھی تھی۔

"سردیوں کی سختی سے مجھے خوف آتا تھا اور گرمی کی بے روزگاری سے مجھے گھٹن محسوس ہوتی تھی۔ کسی موسم نے مجھے تسکین نہیں دی۔ سردیوں میں جس گھر میں ہم رہتے تھے وہ اندھیرے میں گھرا ہوتا تھا۔ نہ وہ گھر سردی سے بچاتا تھا، نہ گرمی میں تسکین دیتا تھا۔ گرمیوں میں وہ ہر قدم کے ساتھ چرچراتا تھا۔ میں پندرہ سال کی تھی۔ ان سختیوں نے مجھے پندرہ سال کا رہنے نہیں دیا۔ میں نے لوگوں کے سامنے کھانا رکھنے کا کام کیا، مجھے ڈانٹا گیا، مجھے بے عزت کیا گیا حتیٰ کہ مجھ پر کھانا بھی پھینکا گیا۔ میں نے کیشیر کا کام کیا، میں نے کلبز میں کام کیا، میں نے شراب بیچی، اس جگہ پر مجھے ہراساں بھی کیا گیا۔ ان کلبز میں لڑکیاں شراب کی طرح بکتی ہیں۔ میں وہاں بکنے نہیں جاتی تھی مگر مجھے بکنے کا سامان ضرور سمجھا جاتا تھا۔"

ماں ہراساں کی گئیں تھیں۔میں بھی ہراساں کی گئی تھی۔تکلیف سمجھ سکتی تھی۔

"ملائک، باپ کو نہیں مرنا چاہیے۔ماؤں کو اپنے بچے نہیں چھوڑنے چاہیے۔"

میری آنکھوں سے قطرے گر کر ڈائری کو بھگو رہے تھے۔میں نے ڈائری بند کر دی تھی ۔میں ماں سے اختلاف کرتی تھی۔

"ماں کو نہیں مرنا چاہیے، باپ کو اپنے بچوں کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔بابا کو مجھے نہیں چھوڑنا چاہیے تھا۔"

مجھے اپنا دل پھٹتا محسوس ہوا تھا۔ماں کی تکلیف سننا بڑی مشکل تھی۔باپ کو روتے دیکھنا بھی ایک تکلیف دہ امر تھا۔بیڈ کے ساتھ سر ٹکاتے میں نے آنکھیں بند کی تھیں۔بچپن کے واقعات نظروں کے سامنے گھومنے لگے تھے۔

کھانے کی میز پر ہم سب اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔زبیر بھائی مجھے تنگ کر رہے تھے۔بابا میرا دفاع کر رہے تھے۔ماں اور ماہم ہنستے چلے جا رہے تھے۔ہم گھومنے گئے ہوئے تھے۔میں، ماہم اور زبیر بھائی کشتی والے جھولے پر بیٹھے ہوئے تھے۔بابا اور ماں ہمیں چیختا دیکھتے ہنس رہے تھے۔ہم مکمل تھے پھر ہم سب ادھورے ہو گئے۔میں نے گہری سانس خارج کی تھی

۔مجھے زوہیب بلا رہا تھا،اس وقت میں ویسے بھی فرار چاہتی تھی۔کمرے سے باہر نکلتے ہوئے میں نے سوچا تھا۔

وہ مجھ سے ریڈیول کینال جانے کے متعلق پوچھ رہا تھا۔میں اداس تھی گھر رہتی تو یہ اداسی مزید بڑھ جاتی،اسکارف کو درست کرتے میں اپنی سوچوں میں گم تھی۔

~.................

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

باب پنجم

ہم ریڈیول کینال جارہے تھے۔وہ جگہ اسکیٹنگ کے لیے کھل چکی تھی۔گاڑی سے اترتے ہوئے میں نے اس ہجوم کو دیکھا تھا جو اس وقت وہاں موجود تھا۔ملائکہ ہر کونے کو بہت اشتیاق سے دیکھ رہی تھی۔اس کے لیے یہ الگ دنیا تھی۔وہ پُرجوش تھی۔کرائے کے جوتے پہننے کے بعد اس نے مجھے دیکھا تھا۔

"اگر میں گرگئی تو میرے دانت ٹوٹ جائیں گے ؟"

وہ پہلے ہی خود کو تیار کررہی تھی۔

میں نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ میرے ہوتے ہوئے تم نہیں گر سکتی۔"

میں اس کو دیکھتا رہا تھا۔بیوی رکھنا مشکل تھا مگر بیوی کو راضی رکھنا ناممکن تھا۔

"اوکے، تم کھڑی ہو جاؤ۔اکٹھے گریں گے۔"

اس دفعہ اس نے گھورنے پر اکتفا کیا تھا۔

"ملائک، میری بات اور پاؤں دونوں دھیان سے دیکھنا۔"

میری بات پر اس نے سر ہلایا تھا۔

"تم اسکیٹ کرتے ہوئے پاؤں کو نہیں دیکھو گی۔"

ناول کلب
Clubb of Quality Content

اس نے حیرت سے مجھے دیکھا تھا۔

"تم چاہتے ہو کہ میں گر جاؤں۔"

"تم سامنے دیکھو گی۔پہلے دائیں طرف دباؤ ڈالو گی اور پھر بائیں جانب۔"

وہ مجھے دیکھتی رہی تھی۔

"تم ذرا مجھے چل کر دکھانا، زوہیب۔"

~•••••••••••••••••••

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

باب ششم

"تم ذرا مجھے چل کر دیکھانا، زوہیب۔"

جو بات وہ مجھے سمجھا رہا تھا، وہ میری سمجھ دانی سے باہر کی تھی۔

میں نے زوہیب کو دیکھا تھا۔اس نے اسکیٹنگ شروع کی تھی۔وہ تھوڑا سا آگے کو جھکا ہوا تھا
۔وہ نیچے نہیں دیکھ رہا تھا اور پھر وہ ایک پاؤں پر گھوما تھا۔میں بہت مدہم سا بڑبڑائی تھی۔

"اتنی ساری خوبیوں کے بعد بندے کو اس سے محبت نہ ہو، کمینہ۔"

زوہیب آ کر میرے سامنے کھڑا ہوا تھا۔اس نے ہتھیلی پھیلائی تھی۔

"اکٹھے گریں گے؟"

اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

میں نے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

ہم باقیوں کے مقابلہ میں بہت آہستہ اسکیٹ کر رہے تھے اور میں جانتی تھی کہ میری وجہ سے اس نے رفتار آہستہ کر رکھی ہے۔ میں تو اسکیٹ کر بھی نہیں رہی تھی۔ یہ بالکل ایسے تھا جیسے کوئی سائیکل کو پیچھے سے دھکا دے رہا ہو تا کہ سوار گرے بغیر چل سکے۔

"زوہیب یہ ہر سال کھلتی ہے؟"

"کہہ سکتے ہیں۔ یہ اسکیٹنگ کے لیے مخصوص درجہ حرارت پر پہنچنے کے بعد کھلتی ہے، کچھ سال بیچ میں ایسے گزرے ہیں۔ جس میں مخصوص درجہ حرارت تک سردی نہیں پڑی تو یہ نہیں کھلی اور چند سال ایسے بھی تھے، جن میں دس دن سے زیادہ یہ اسکیٹ وے نہیں کھلا۔"

ہک ہاہ، یہ تو قابل قبول نہیں تھا۔

"ہم پھر روز آجایا کریں؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

اسکیٹنگ کے لیے ہر عمر کا فرد یہاں پر موجود تھا۔ اکثریت جوڑوں کی تھی۔ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے وہ اکٹھے قدم اٹھاتے تھے۔ وہ جوڑے چلتے چلتے خود ہی اکٹھے گھوم جاتے تھے۔

"زوہیب، میرا ہاتھ چھوڑو۔"

اس نے مجھے دیکھا تھا اور نرمی سے میرا ہاتھ آزاد کر دیا تھا۔

"تم نے رولر اسکیٹنگ کی ہے؟"

اس نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"مجھے ماں نے سکھائی تھی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

فضا میں زوہیب کے قہقہے کی آواز گونجی تھی۔

~•••••••••••••••••

باب ہفتم

تم نے رولر اسکیٹنگ کی ہے؟"

میں نے سر نفی میں ہلا یا تھا۔

"مجھے ماں نے سیکھائی تھی۔"

میرا فلک شگاف قہقہ گونجا تھا۔اس نے میرے قہقہے کو نظر انداز کیا تھا۔

"تمھیں تو اسکیٹنگ سیکھانا بھی نہیں آتی۔"

مجھے دیکھتے ہوئے وہ آگے بڑھی تھی اور پھر وہ ویسے ہی گھومی تھی جیسے شروع میں میں گھوما تھا

۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمھیں کہنا چاہیے تھا کہ مجھے اپنا زور اپنے پنجوں پر ڈالنا ہے۔ خود کا توازن برقرار رکھنے کے لیے مجھے تھوڑا سا آگے جھکنا ہے۔ توازن برقرار رکھنے کے لیے مجھے اپنے ہاتھ فضا میں پھیلا لینے چاہیں۔"

اس کو سیکھانے والیں خالہ جان تھیں۔ وہ کیسے ماہر نہ ہوتی۔

"رولر اسکیٹنگ اور ایس اسکیٹنگ میں فرق ہے مگر ماں نے ہم تینوں کو دونوں سیکھائی تھیں۔"

وہ اب آکر میرے برابر میں کھڑی ہوئی تھی۔

"ماں کو سب آتا تھا۔ وہ ہمیں سب سیکھانا چاہتی تھیں۔"

اس نے گہری سانس خارج کی تھی۔

"زوہیب، مقابلہ کرو گے؟"

وہ پُر اعتماد تھی۔ وہ پرُاعتماد اچھی لگتی تھی۔

Clubb of Quality Content

مجھ سے سوال کرتے ہی وہ تیزی سے آگے بڑھ گئی تھی۔میں کچھ دیر اس کو ہواؤں سے باتیں کرتا ہوا دیکھتا رہا تھا اور پھر میں نے اپنی رفتار بڑھائی تھی۔

اس کے بہت مدھم سے قہقہے جلترنگ بن کر فضا میں بلند ہو رہے تھے اور پھر وہ رک گئی تھی

۔

"میں جیت گئی۔"

"جی بالکل ملکہ عالیہ۔"

وہ پھر ہنسی تھی۔

"تمھیں پتہ ہے حضرت عائشہ بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جیت گئی تھیں۔"

وہ رکی تھی۔

"اور دوسری دفعہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ سے جیت گئے تھے اور انھوں نے فرمایا تھا کہ یہ جیت کا بدلہ ہے۔"

اس نے معصومیت سے مجھے دیکھا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم مجھ سے بدلہ لو گے؟"

"کیا نہیں لینا چاہیے؟"

اس نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا تھا۔

"بیوی راضی رہنی چاہیے۔"

وہ خوش تھی اور اس خوشی کا اظہار وہ ہر تھوڑی دیر بعد قہقہ لگا کر کرتی تھی۔ گول گھومتے ہوئے اس نے قہقہ لگایا تھا۔

~.................

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

باب ہشتم

ہر صبح زوہیب کا الارم بجتا تھا۔وہ گھڑی کی سوئی کے مطابق چلتا تھا۔ساڑھے سات بجے وہ تیار ہوتا تھا۔پہلے وہ کلاسز لیتا تھا،اس کے بعد وہ فیکڑی کے کام دیکھنے جاتا تھااور پھر اس کے سیشنز ہوتے تھے۔وہ پورا دن بھاگنے والا انسان تھا۔اس بھاگم بھاگ میں بھی اس کے چہرے پر سکون تھا۔مجھے نہیں پتہ کہ وہ اتنا پر سکون کیسے رہتا تھا۔وہ تیار ہو کر باہر آتا تو مجھے کہتا تھا کہ

"ملائک،میرا جائزہ ہو گیا ہے تو تیار ہو جاؤ۔"

میں بھی انتظار کرتی تھی کہ وہ یہ جملہ کہے تو میں اٹھوں اور تیار ہوں مگر آج میں اس کے ساتھ اٹھی تھی۔وہ وضو کر کے نکلا تھا پھر میں نے وضو کیا تھا۔اس نے دو جائے نماز بچھائی تھیں۔

ایک جائے نماز تھوڑی آگے تھی، جس پر وہ کھڑا تھا۔وہ جماعت کروانے کا ارادہ رکھتا تھا اور پھر میرے آتے ہی اس نے تکبیر کہی تھی۔کمرے کی خاموشی میں اس آواز گونج رہی تھی۔ مجھے شاید کبھی معلوم نہ ہوتا کہ وہ کون سی سورت پڑھ رہا ہے اگر وہ مجھے کل بتاتا نا۔

اس کی آواز خوبصورت تھی۔اس نے آدھی سورہ پہلی رکعت میں پڑھی تھی اور آدھی سورہ دوسری رکعت میں پڑھی تھی۔سلام پھیرتے ہوئے وہ خاموشی سے بیٹھ گیا تھا۔وہ اذکار پڑھ رہا تھا۔

میں اس کو دیکھے گئی تھی۔ڈاکٹر ارحم نے مجھے کہانی کا مثبت رخ دیکھنے کو کہا تھا اور میری کہانی کا مثبت رخ میرے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔

Clubb of Quality Content

وہ اٹھا تھا۔بک شیلف سے وہ اپنے قرآن لے کر آیا تھا اور پھر وہ میرے سامنے بیٹھا تھا۔اس کے قرآن پر بہت سے رنگ برنگے بک مارکس لگے ہوئے تھے۔اس نے ایک بک مارک سے سورہ الواقعہ کھولی تھی۔

فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ

تو دائیں طرف والے، کیا ہی کہنا دائیں طرف والوں کا!

اس نے انگلی سے آیت کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"اس سورہ میں دائیں ہاتھ والوں کا بدلہ بتایا ہوا ہے۔"

وہ رکا تھا پھر اس نے مصحف کا ایک اور حصہ کھولا تھا۔

وہ سورہ البلد تھی۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝

فَكُّ رَقَبَةٍ ۝

أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ۝

يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝

أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۝

اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ دشوار گزار گھاٹی کیا ہے؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

(وہ یہ ہے:) کسی گردن کو آزاد کرانا،

یا بھوک کے دن کھانا کھلانا،

کسی قریبی رشتہ دار یتیم کو،

یا کسی خاک نشین مسکین کو،

پھر وہ ان لوگوں میں سے ہو جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو صبر کی اور ایک دوسرے کو رحم کی نصیحت کرتے رہے،

یہی لوگ دائیں طرف والے ہیں،"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے مسکراتے ہوئے ترجمہ پڑھا تھا۔میں اس کو دیکھتی رہی تھی۔اس کو کیسے پتہ تھا کہ اس حصے کی وضاحت اس سورہ میں ہے۔اس نے چہرہ اٹھا کر مجھے دیکھا تھا۔وہ اس سورہ پر کیا بولا تھا میں نہیں سن سکتی تھی مگر وہ آخر میں کہہ رہا تھا۔

"ہمارے ایمان کی بنیاد ناقص ہے اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ اللہ کون ہیں تو ہمارے اعمال خود بدل جائیں۔"

اس کے فون پر الارم بجا تھا اور وہ نرمی سے قرآن کو اپنے ساتھ لگاتے اٹھ کر تیار ہونے چلا گیا تھا۔ میرا دل اللہ کے رعب سے بھر گیا تھا۔ اسی کیفیت میں میں سجدہ میں گر گئی تھی۔ میں پہلی دفعہ سجدے میں گرتے محسوس کر رہی تھی کہ میں جس کے سامنے جھکی ہوں وہ بلند تر ہے۔

شیطان کی آوازیں بند ہو گئی تھیں۔

میں ضرور ان کے لیے تیرے سیدھے راستے پر بیٹھوں گا، پھر میں ان کے آگے سے، پیچھے سے، دائیں سے اور بائیں سے ان پر حملہ آور ہوں گا، اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

Clubb of Quality Content!

سجدے میں گرے میرے کانوں میں مدہم سی آواز گونجی تھی۔

شیطان میرے اوپر اور نیچے سے حملہ نہیں کر سکا تھا۔ وہ حملہ کر ہی نہیں سکتا تھا۔ نازل کردہ کلام اوپر سے آیا تھا۔ نیچے سجدہ تھا۔ ان دو چیزوں پر کوئی حملہ نہیں کر سکتا تھا۔

عبداللہ نے اللہ کو تلاش کرنا شروع کر دیا تھا۔

~.................

ناشتے کے دوران میں نے زوہیب کو مخاطب کیا تھا اور ہمیشہ کی طرح اس نے مجھے آنکھوں سے بولنے کا اشارہ کیا تھا۔

"کپڑے کون دھوتا ہے؟"

اس نے مجھے پہلے حیرت سے دیکھا تھا اور پھر اس کا کھانا اس کے گلے میں اٹکا تھا۔ پورے گھر میں زوہیب کی کھانسی کی آواز گونج رہی تھی۔ پانی پیتے ہوئے، اس کی آنکھوں سے پانی نکل رہا تھا۔ مجھے فکر مندی نے گھیرا تھا۔

"زوہیب، تم ٹھیک ہو؟"

اس نے میرے سوال کا جواب سر کے اشارے سے دیا تھا۔ پلیٹ سرکاتے اس نے پچھلے سوال کا جواب دیا تھا۔

"ڈرائے کلین ہو کر آتے ہیں۔"

مجھے حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔ ان پانچ ماہ میں 'میں کدھر سو رہی تھی کہ مجھے کچھ پتہ ہی نہیں تھا۔

"کیوں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیونکہ مجھے کپڑے دھونا نہیں پسند۔"

کپڑے دھونا نہیں پسند جیسے شہزادہ اکبر تو یہی ہے۔

"میں کپڑے دھولیا کروں؟"

اجازت طلب کی گئی تھی۔

"نہیں"

اس نے فوراً نفی کی تھی۔

"میں کھانا بنالیا کروں پھر؟"

"نہیں"

واپس ویسے ہی انکار کیا گیا تھا۔

"پھر میں برتن دھودیا کروں؟"

"ڈش واشر ہے۔"

"میں کپڑے استری کرلیا کروں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ملائکہ"

اس کی آواز میں تنبیہ تھی۔یہ تنبیہ بے عزتی سے پہلے کی تنبیہ تھی۔

"بیوی ہو،نوکر نہیں ہو۔"

میں نے اس کو دیکھا تھا۔

"یہ کام بیویاں ہی کرتی ہیں۔"

میں نے میز کو کھرچتے کہا تھا۔

"تمھاری عمر کیا ہے؟"

"انیس،بیس کی ہو جاؤں گی۔"

"شاباش،اب تم میری بات سنو۔"

میں نے اس کو حیرت سے دیکھا تھا۔وہ اب مجھے کہے گا کہ میری عمر اٹھائیس سال ہے۔

وہ تھوڑا آگے کو جھکا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ملائک، تمھاری شادی جلدی ہو گئی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم اب گھر بھی سنبھالو گی، پڑھائی بھی کرو گی اور اپنی ذہنی صحت پر بھی کام کرو گی۔ تمھارا کام پڑھائی کرنا ہے ۔ تمھاری توجہ کا مرکز پڑھائی ہونی چاہیے۔"

"زوہیب، میں تمھاری مفلوج ہو جاؤں گی۔"

"اوکے، اب ہم ایک ڈیل کریں گے "

میں نے سر ہلا کر تصدیق کی تھی۔

"ہفتے کو ہم ڈرائیونگ سیکھیں گے اور اتوار کو ہم کھانا بنانا سیکھیں گے اوکے ؟"

میں نے سر ہلایا تھا۔

"سمسٹر بریک میں تمھیں اپنا مالی خرچ اٹھانا ہو گا۔"

نہیں، مجھے یہ نہیں کرنا۔

"زوہیب، میرا خرچا نہیں اٹھانا مجھے۔ وہ تمھاری ہی ذمہ داری ہے۔"

وہ مسکرایا تھا۔ مسکراتا ہوا اچھا لگتا تھا۔

Clubb of Quality Content

"لیکن تمھیں پیسے کمانے آنے چاہیے۔"

میں اس کو دیکھتی رہی تھی۔

"تم ہو تو سہی۔"

وہ مجھے دیکھتا رہا تھا اور پھر بہت مدھم آواز میں بولا تھا۔

"زندگی کا کس کو پتہ ہے ملائک؟"

درد کی لہر اٹھی تھی۔ مجھے اپنے آنسو بے لگام ہوتے محسوس ہوئے تھے۔ ناشتہ مکمل کرتے ہی میں کرسی کھینچ کر اٹھی تھی۔ کمرے کا دروازہ کھول کر میں اندر گئی تھی، میں نے دروازہ لاک کیا تھا۔ دروازے سے ٹیک لگائے میں نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی۔ یہ حقیقت تکلیف دہ تھی۔ ماں کا کفن میں لپٹا وجود نظروں کے سامنے لہرایا تھا۔ وہ ٹھیک کہتا تھا مجھے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا آنا چاہیے۔ آغا جان کی وفات کے بعد خالہ جان کو کمانا نہیں آتا تھا۔ وہ مجھے کمانا سیکھا رہا تھا۔ آنسو صاف کرتے میں اٹھی تھی۔ واش روم جا کر واش بیسن کے اوپر لگے شیشے میں میں نے اپنے روئے ہوئے چہرے کو دیکھا تھا۔

"رونے کے بعد انسان پیارا ہو جاتا ہے۔"

اس سوچ کے ساتھ ہی مجھے اپنا قہقہہ سنائی دیا تھا۔ غم تا عمر نہیں رہتا اور زخم وہ مندمل ہو جاتے ہیں۔

~•••••••••••••••••

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

باب نہم

"زندگی کا کس کو پتہ ہے ملائک؟"

آغا جان کی وفات کے بعد ہمیں اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کے لیے ایک عرصہ لگا تھا۔ماں کے ہاتھ رنگ بھرنا بھول گئے تھے۔میں زندگی کے کسی موڑ پر نہیں چاہتا تھا کہ ملائک کینیڈا کی سردیوں میں کھانے کی تلاش کرے مگر میں یہ ضرور چاہتا تھا کہ وہ خود مختار ہو۔مجھے اس کا آنسوؤں کو ضبط کر کے اٹھنا نظر آیا تھا۔وہ اپنے آنسو خود صاف کرنا سیکھ رہی تھی اور مجھے اس کو جذباتی طور پر مضبوط ہوتا دیکھنا تھا۔

پانچ ماہ بعد میں نے اس کو پھر یونیورسٹی آف اوٹاوا سے گھر جانے کا راستہ سمجھایا تھا۔اس نے بہت دھیان سے مجھے سنا تھا۔

"زوہیب، اگر میں گم ہو گئی ؟"

اس کا سوال جائز تھا۔

"تم بس میں بیٹھتے ہی مجھے اپنی لائیو لوکیشن بھیجو گی۔"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا تھا۔

"اس دن لونا مجھ سے پوچھ رہی تھی کہ کیا میں نے ڈیوڈ کو پٹوایا ہے۔"

مجھے ایک دم ہنسی آئی تھی اور میں نے کھانس کر ہنسی کو ضبط کرنے کی کوشش کی تھی۔

"پھر تم نے کیا کہا؟"

اس نے مجھے ایسے دیکھا تھا جیسے پوچھ رہی ہو کہ بتا دوں۔

"میں نے اس کو کہا جب بدلہ لوں گی تو سب کے سامنے لوں گی۔"

میں کچھ دیر اس کو دیکھتا رہا تھا۔

"تو کیسے بدلہ لو گی؟"

"میں نے تو ہوا میں بات کی تھی مگر میں اس کو چار پانچ تھپڑ اس کے اپارٹمنٹ جا کر مار کے آؤں گی۔"

اس کی آنکھوں میں یہ کر جانے کا عزم تھا۔

"مجرموں کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔مجھے اگر پتہ چلے کہ ڈیوڈ کو کس نے مارا ہے تو میں اس کو سلام کہہ کر آؤں۔"

یہ کام وہ تب ضرور کرتی جب یہ کرنے والا اس کے شوہر کے علاوہ کوئی ہوتا۔میرے اعتراف پر وہ مجھے آنکھیں پھیلا کر دیکھے گی پھر منہ پر ہاتھ رکھ کر کہے گی۔

"تم نے مجھے دھوکا دیا ہے۔تم تشدد پسند انسان ہو۔"

آنکھوں کے سامنے ڈیوڈ کو مارنے کا منظر لہرایا تھا۔

کافی تحقیق کے بعد معلوم ہوا تھا کہ ڈیوڈ کون ہے اور اس کا فلیٹ نمبر کیا ہے۔کینیڈا سیریل کلرز کی پسندیدہ جگہ ہے اور لوگ ان سیریل کلرز سے خوفزدہ بھی ہوتے ہیں۔ارحم نے

تحقیقات کروائیں تھیں۔ڈیوڈ کو رات کے اندھیرے میں پکڑنے والا عیسی تھا اور پھر اس کو فیکڑی کے ایک کونے میں باندھنے والا میں تھا۔ڈیوڈ ہمارے سامنے بندھا ہوا تھا۔عیسی ارحم سے مخاطب ہوا تھا۔

"چل ارحم، بسم اللہ کر۔"

ارحم نے ہاتھ کھڑے کیے تھے۔

"میں مرئضہ کے ڈاکٹر ہونے کے تحت ہاتھ کھینچتا ہوں۔میرے مطابق ان جیسوں کو تھراپی کی ضرورت ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عیسی نے ارحم کو گردن سے پکڑا تھا۔

"بیٹا، تیرے تو اچھے بھی ماریں گے۔اب تو ہی آغاز کرے گا۔"

ارحم نے پہلا مکہ ڈیوڈ کے منہ پر مارا تھا۔عیسی نے مجھے دیکھا تھا جیسے پوچھنا چاہتا ہو کہ میں ماروں یا وہ مارے گا۔میں نے اس کو مارنے کا اشارہ کیا تھا۔منہ کی دوسری جانب عیسیٰ کا مکہ لگا تھا۔

"اب تم دونوں نکل جاؤ۔"

عیسی اور ارحم نے پہلے حیرت سے مجھے دیکھا تھا۔

"زوہیب بھائی۔۔۔"

"میں نے کہانا نکل جاؤ۔"

وہ دونوں نکل گئے تھے۔

میری نظروں کے سامنے ملائک کا چہرہ لہرایا تھا۔اس کے چہرے پر زخم بن گئے تھے۔اس کی گردن پر بھی ناخنوں کے نشان تھے،اس کے چہرے کی دائیں جانب انگلیوں کے نشان تھے جو تھپڑ پڑنے کی علامت تھی۔اس پر اس کی ذہنی اذیت الگ تھی۔میں پنجوں کے بل اس کے سامنے بیٹھا تھا۔وہ ہوش میں آرہا تھا۔

"تمھیں معلوم ہے جب عورتوں کی عزت نہیں کی جاتی تو کیا ہوتا ہے؟"

ڈیوڈ نے حیرت سے مجھے دیکھا تھا۔

"تمھیں نہیں علم۔میں تمھیں بتاتا ہوں کیا ہوتا ہے ان کو عورتوں کی عزت کرنا سیکھائی جاتی ہے۔"

اس کے بعد میں نے اپنا سر اس کی ناک پر مارا تھا۔مجھے ہاتھوں کا استعمال نہیں کرنا تھا کیونکہ لونا ملائک سے سوال کرے گی اور میں اس کی سوالوں کی زد میں آ سکتا تھا۔اس کے بعد اس کو اس بات سے ڈرایا گیا تھا کہ اگر وہ کچھ بولا تو اس کی بوٹیاں ہمارے کتوں کو بہت پسند آئیں گی ۔ڈیوڈ کو فلیٹس کے پاس پھینکنے کے بعد عیسی نے کہا تھا۔

"زوہیب، کتے ہیں تیرے پاس؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"تو قتل کر سکتا ہے؟"

عیسی مجھے دیکھتا رہا تھا اور پھر گاڑی میں قہقہے گونجے تھے۔

"میں ڈیوڈ کو مارنے پر شرمندہ ہوں۔"

ارحم کی مدہم سی آواز آئی تھی۔

"میں بھی۔"

خالہ اور ماں کے بتائے کتنے سبق میں قدموں کے نیچے روند گیا تھا۔

"میں تو بالکل شرمندہ نہیں ہوں۔ غلطی اس کی تھی۔ کسی کو تنگ نہیں کرے گا اب۔"

ارحم اور میں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔ ہمارے چہرے پر مجرمانہ مسکراہٹ تھی۔

گاڑی چلاتے میرے چہرے پر پھر مسکراہٹ آئی تھی۔

"تم ہنس کیوں رہے ہو؟"

میں نے ملائک کو دیکھا تھا، وہ مجھے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔

"تم نے ڈیوڈ کو مارا ہے نا؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

میں نے حیرت سے اس کو دیکھا تھا۔ اس کو کیسے علم ہوا تھا۔

"ساتھ کون کون تھا؟"

"میں نے کب کہا کہ میں نے مارا ہے؟"

کمزور سا دفاع کیا تھا۔

"تم نے انکار بھی نہیں کیا۔ انکار کرو تو میں مانوں۔"

"میں جھوٹ نہیں بول سکتا۔میں نے اس کو تھوڑا سا مارا تھا۔"

تھوڑے پر زور دیا گیا تھا۔

"ساتھ کون تھا؟عیسی بھائی یا ارحم؟"

"دونوں"

"کتنا مارا؟"

"ایک مکہ شروع میں اور آخر میں ارحم نے مارا تھا۔دو مکے عیسی نے مارے تھا اور میں نے ہاتھ نہیں لگایا تھا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"سر مارا تھا؟"

اس کو میرے اگلے قدم کا کیسے علم تھا۔میں نے سر ہلایا تھا۔کچھ دیر گاڑی میں خاموشی رہی تھی۔فراہم کی گئی خبر کو ہضم کرنے کی کوشش جاری تھی۔

"تم اور عیسی بھائی تشدد پسند کیوں ہو؟"

"ارحم بھی تھا۔"

"وہ شریف ہیں۔"

ملائکہ نے ارحم کا دفاع کیا تھا۔

"نواز شریف؟"

اس نے مجھے حیرت سے دیکھا تھا اور پھر وہ ہنسی تھی اور ہنستی ہی چلی گئی تھی۔

"پھر کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں اس کو فلیٹ کے باہر ڈراپ کر دیا۔"

وہ کھلکھلا کر ہنستی رہی تھی۔ خفت کا احساس بڑھتا گیا تھا۔ ایسی بھی ہنسنے والی بات نہیں تھی۔

یونیورسٹی کے باہر اترتے ہوئے ملائکہ نے مجھ سے کہا تھا۔

"تم سرخ ہوتے ہو تو اتنے معصوم لگتے ہو، زوہیب۔ دوسری چیز مجھے ڈاکٹر ارحم کے پاس لے جانا۔"

یہ کہتے ہی وہ گاڑی سے نکل گئی تھی۔ میں نے سائیڈ مرر میں اپنا چہرہ دیکھا تھا۔ میرے کان، گال، ناک اور گردن سرخ ہو رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"یہ سردی کی وجہ سے ہے۔"

خود کو تسلی دی گئی تھی۔

~................

ملائک نے لائیو لوکیشن بھیج دی تھی۔جب تک اس کے گھر پہنچنے کا میسج نہیں آنا تھا میرا دھیان کلاس میں نہیں لگ سکتا تھا۔ٹاپک سمجھاتے ہوئے میں کتنی دفعہ اٹکا تھا،یہ فیصلہ میرے لیے ناممکن تھا۔

"سر میجر ڈپریسوڈس آرڈر انسان کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو متاثر کرتا ہے؟"

پچھلی نشستوں میں بیٹھے ایک لڑکے نے سوال کیا تھا۔

"کیا ڈپریشن کے دوران یہ ہوتا ہے باسط؟"

باسط نے سر ہلایا تھا۔

"اور ایم ڈی ڈی کیا ہے؟"

"ڈپریشن کا طویل سائیکل جو عام ڈپریشن سے شدید ہوتا ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اب آپ اپنے سوال کا خود جواب دیں گے؟"

کلاس میں موجود طالبات کے چہروں پر مسکراہٹ آئی تھی۔ میں ایسے ہی پڑھانے کے لیے مشہور تھا۔

"جی، سوچنے سمجھنے کی صلاحیت متاثر ہوتی ہے۔"

کلاس کا وقت مکمل ہونے میں ابھی چند منٹ باقی تھے۔

"سر، آپ کی شادی کی خبر ہاسپٹل میں کسی آگ کی طرح پھیلی ہے۔"

ایسا سوال کوئی ہاتھ کھڑا کر کے نہیں کر سکتا تھا۔ کسی طلبہ نے بیٹھے بیٹھے ہی لقمہ دیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ پھیلنے دیں۔"

کلاس کا وقت مکمل ہوا تھا۔ تین مختلف کلاسز سے ارحم، میں اور عیسی نکلے تھے۔

"آج آپ بھاگ نہیں رہے؟"

ارحم نے حیرت سے مجھ سے سوال کیا تھا۔

"وہ خود گھر جائے گی۔"

عیسی کے چہرے پر پہلے حیرت کے نقشے کھینچے تھے۔

"زوہیب"

اس کی آواز میں تنبیہ تھی۔اس کو معلوم تھا کہ آخری دفعہ خود جانے پر ملائکہ غلط جگہ اتر گئی تھی۔مزید یہ کہ دوسری دفعہ اس کو ڈیوڈ نے راستے میں تنگ بھی کیا تھا۔

"وہ پہنچ جائے گی۔"

عیسی نے ایک نظر مجھے دیکھا تھا اور پھر آنٹی کو کال گئی تھی۔

"ممی، بس سٹاپ پر جائیں۔ادھر بھابھی آئیں گی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کال بند کرنے کے بعد اس نے ایک تھپڑ میری گدی پر مارا تھا۔

"میں نے تجھے اتنی دفعہ منع کیا ہے کہ یہ گینڈے جیسا ہاتھ میری گردن پر مت مارا کر۔"

عیسی کی پیٹھ پر جوابی کاروائی کی گئی تھی۔

"زوہیب بھائی، عیسی کیا کر رہے ہو؟"

ارحم نے عیسی کے دونوں ہاتھ پکڑے تھے۔

"اس کو تم اپنی زبان میں سمجھادو کہ بھابھی کو خوار نہ کرے۔جب تک انہیں راستے یاد نہیں ہوتے تب تلک یہ خود یہ کام کرے۔"

ارحم مسکرایا تھا۔

"زوہیب بھائی سوچ سمجھ کر کام کرتے ہیں، عیسی۔"

ابھی بھی عیسی کے ہاتھ ارحم نے پکڑے ہوئے تھے۔

"میں نہیں چاہتا کہ وہ ماں کی طرح میرے مرنے پر خالی ہاتھ ہو۔اس کو خود چلنا آنا چاہیے۔"

میں نے زمین پر اپنا سیاہ بوٹ رگڑتے ہوئے جملہ ادا کیا تھا۔عیسی کے ہاتھوں پر ارحم کی گرفت مضبوط ہوئی تھی۔

"تم میرے ہاتھ چھوڑ رہے ہو یا میں تمھاری ناک پر سر ماروں؟"

عیسی نے ارحم کو دھمکی دی تھی۔ارحم نے ایک نظر عیسی کو دیکھا تھا۔

"عیسی، تم زوہیب بھائی سے بات کیے بغیر فیکٹری جا رہے ہو۔میں اور بھائی بعد میں آتے ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ارحم نے عیسی کے ہاتھ چھوڑ دیے تھے۔ عیسی جاتے جاتے بھی مجھے گھورنا نہیں بھولا تھا۔

"کافی پینے چلیں؟"

ارحم عیسی کے مقابلے میں سنجیدہ تھا۔

"چلو۔"

~.................

ہم آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ کافی کے مگ سے دھوئیں اٹھ رہے تھے۔

"زوہیب بھائی، آپ اتنے ان سکیور کیوں ہو رہے ہیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میں نے سانس خارج کی تھی۔

"میں اس کی عادتیں بگاڑ رہا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ میری محتاج ہو۔"

ارحم نے مجھے دیکھا تھا۔

"آپ کے مطابق محتاجی کیا ہے؟"

"کسی پر انحصار کرنا۔"

"نہیں، زوہیب بھائی۔ ہر انسان دوسرے انسان پر منحصر ہے۔ انسان خود مختار نہیں ہوتا۔ آپ گاڑی چلاتے ہوئے بھی اپنی ساتھ والی گاڑیوں پر انحصار کر رہے ہوتے ہیں۔ آپ اس پر یقین کرتے ہیں کہ وہ آپ کو مارے گی نہیں۔ آپ کی تنخواہ آپ کے مریضوں پر منحصر ہے۔ فیکٹری کا کام خریدار پر منحصر ہے۔ محتاجی ہوتی ہے کہ کسی کے ساتھ کے بغیر جی نہ سکنا۔ اس پر اتنا انحصار کر لینا کہ اس کے نہ ہونے سے انسان اپاہج ہو جائے۔ آغا جان کے مرنے کے بعد اگر ڈیڈ نہ بھی ہوتے تب بھی آپ کبھی محتاج نہ ہوتے زوہیب بھائی۔ جو لوگ آپ کی زندگی کا حصہ ہیں زوہیب بھائی وہ کبھی محتاج نہیں ہو سکتے۔ آپ لوگوں کی مدد کرتے ہیں، اللہ آپ کے ماتحت آنے والے لوگوں کی حفاظت کریں گے۔ ملائکہ بھابھی اکیلی نہیں ہیں۔ ان کے والد، بھائی، بہن ہیں۔ کینیڈا میں ہم سب ہیں۔"

میں نے سانس خارج کی تھی۔

"زوہیب بھائی، آپ حساس ہو گئے ہیں۔"

"کیونکہ میرے پاس گنے چنے قریبی لوگ ہیں۔"

"آپ کو عیسی کی دہشت گردی ہی ٹھیک کر سکتی ہے۔"

Clubb of Quality Content

"ملائک کو بتادیا میں نے ڈیوڈ والے واقعے کا۔"

کافی کا گھونٹ حلق سے نیچے اتارتے ہوئے ارحم بولا تھا۔

"آپ نے نہیں بتایا، انھیں خود پتہ چل گیا ہے۔ وہ بہت شارپ ہیں۔"

میں نے اس کو دیکھا تھا۔ یہ اچھا ہے ملائک شارپ ہے، ارحم معصوم ہے۔

"ایک ہی بات ہے۔"

"میں جب بھی آپ کے اور عیسی کے پلین کا حصہ بنتا ہوں، میری ساکھ متاثر ہوتی ہے۔"

"ساکھ ہے بھی تمھاری؟"

ارحم کے چہرے پر سارے جہاں کی معصومیت سمٹ آئی تھی۔ میں نے اس کے بال بکھیرے تھے۔ گہرے صدمے کے اثر میں وہ منمنایا تھا۔

"میں آج ہیئر سپرے لگا کر آیا تھا، زوہیب بھائی۔"

اس کے واویلے کو نظر انداز کر کے میں فیکٹری نکلنے کے لیے اٹھا تھا۔ گردن میں درد کی لہر اٹھی تھی، اس تھپڑ کا حساب عیسی سے الگ سے لینا تھا۔ ادھار رکھنا اچھی بات نہیں تھی۔

~•••••••••••••••••

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

راہ حیات

باب اول

کلاس کے دوران میرے برابر میں بیٹھی لڑکی نے مجھے کافی بار دیکھا تھا۔میں اس کی نظریں خود پر محسوس کر سکتی تھی۔کلاس کے اختتام پر اس نے مجھ سے سوال کیا تھا۔

"آپ کا کیا نام ہے؟"

میں نے حیرت سے اس کو دیکھا تھا۔اس کے چہرے پر معصومیت تھی۔اس کی آنکھیں سیاہ رنگ کی تھیں۔اس کا سر حجاب سے ڈھکہ ہوا تھا۔

"ملائکہ"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میرا نام زارا ہے۔"

اس نے مسکراتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔وہ ہاتھ ملانے کا اشارہ تھا۔ایک نظر اس کو دیکھنے کے بعد میں نے اس سے ہاتھ ملالیا تھا۔میں ویسے بھی گھر جارہی تھی۔گفتگو کا سلسلہ تو شروع ہو نہیں سکتا تھا۔

"آپ سے مل کر اچھا لگا زارا اب میں چلتی ہوں۔"

میں اس کے برابر سے نکل گئی تھی۔بس کے انتظار میں میں بس اسٹاپ پر کھڑی تھی۔ذہن میں وہ اسٹاپ دھرایا تھا جس پر مجھے اترنا تھا۔بس آچکی تھی۔بس پر چڑھتے میں نے اپنے پیچھے زارا کو دیکھا تھا۔میرے دل پر خوف پنجے مضبوط کر رہا تھا۔

"آپ بھی اسی بس پر جاتی ہیں؟"

میں نے عجیب سی نظروں سے زارا کو دیکھا تھا۔اس کا سوال نظرانداز کرنا بہتر تھا۔میری نظروں کا اثر تھا یا میرے جواب نہ دینے کا کہ اس نے اس کے بعد کوئی سوال نہیں کیا۔بس اسٹاپ سے اترنے پر میں نے عیسی بھائی کی والدہ کو دیکھا تھا۔

"السلام علیکم،آنٹی آپ کیوں آئی ہیں؟اتنی سردی ہے میں خود آجاتی۔"

ان کا چہرہ سردی کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔

"وعلیکم السلام، ملائکہ بچے کوئی بات نہیں۔"

"ارے، زارا کیسی ہو؟ کب آئی ہو کینیڈا"

مجھ سے بات کرتے ہوئے اچانک انھوں نے زارا کو مخاطب کیا تھا۔ مجھے حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔

میں نے چہرہ پھیر کر زارا کو دیکھا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں ممی۔ چند دن پہلے آئی ہوں، آپ کیسی ہیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

انھوں نے میرے حیران چہرے کو دیکھا تھا۔

"ملائکہ، یہ زارا ہے۔ میرے ساتھ والے گھر میں رہتی ہیں اور عیسی کی منکوحہ ہے اور زارا یہ

ملائکہ ہیں، زوہیب کی وائف۔"

زارا نے حیرت سے مجھے دیکھا تھا۔

"آپ سے مل کر بہت اچھا لگا، ملائکہ۔مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ ڈاکٹر زوہیب کی وائف ہیں۔"

میں نے مسکرا کر جواب دیا تھا۔اف، شرمندگی ہونے لگی تھی۔لونا کی طرف سے ملنے والا تحفہ دوست بنانے سے خوفزدہ ہونا تھا۔وہ اب آنٹی کو بتا رہی تھی کہ ہم کلاس فیلوز ہیں۔آنٹی مشورہ دے رہیں تھیں کہ ہم اکٹھے صبح زوہیب کے ساتھ چلے جایا کریں اور واپسی پر بس کا استعمال کر لیا کریں۔مشورہ برا نہیں تھا۔میں نے اور زارا نے نمبرز کا تبادلہ کیا تھا اور پھر الوداعی کلمات کہہ کر میں گھر آگئی تھی۔

~•••••••••••••••••

میں سفید دیواروں والے کمرے میں موجود تھی۔ڈاکٹر ارحم میرے سامنے بیٹھے ہوئے تھے

۔

"میں ماں کو نہیں بھول سک رہی۔"

ڈاکٹر ارحم نے مسکرا کر مجھے دیکھا تھا۔

"آپ اپنی والدہ کو بھول بھی نہیں سکتیں۔کوئی بھی بچہ اپنے والدین کو نہیں بھولتا۔"

میں نے چند لمحے ان کو دیکھا تھا۔مجھے امید تھی کہ وہ یہ کہیں گے۔

"پھر میں آپ کے پاس کیوں آتی ہوں؟"

"کٹ لگ جانے کے بعد زخم کا نشان نہیں جاتا پھر بھی آپ ڈاکٹر کے پاس کیوں جاتی ہیں؟"

"تاکہ تکلیف ختم ہو جائے۔"

"آپ اسی لیے میرے پاس آتی ہیں تاکہ آپ کی تکلیف ختم ہو جائے۔"

"مجھے ڈیوڈ والا واقعہ بھی نہیں بھولنا؟"

ڈاکٹر نے سر نہ میں ہلایا تھا۔

"مجھے کبھی کبھی خود سے نفرت ہوتی ہے۔"

"ملائکہ، کیا آپ کی اس میں کوئی غلطی تھی؟"

میں ان کو دیکھتی رہی تھی۔

"میں اپنے قدموں سے چل کر گئی تھی۔"

میری آنکھوں سے آنسو گرے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا آپ اپنی دوست کے گھر نہیں جاتے؟"

میں نے سر ہاں میں ہلایا تھا۔

"ملائکہ، نفرت وکٹم سے نہیں ہوتی۔"

"یہ مشکل ہے۔"

"مجھے اندازہ ہے ملائکہ۔"

"آپ کو نہیں اندازہ۔ آپ نہیں سمجھ سکتے۔ میں سائیکل آف ہیٹرڈ میں داخل ہو رہی ہوں
۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مجھے اپنی آواز میں بے چارگی محسوس ہوئی تھی۔

"میرے جسم پر وہ ہاتھ رینگتے محسوس ہوتے ہیں، ڈاکٹر۔ میں خواب میں ڈیوڈ کو دیکھتی ہوں۔ میں حال میں اس کو دیکھتی ہوں۔ مجھے ڈر لگتا ہے۔ مجھے خوف آتا ہے۔ میں زوہیب کے علاوہ کسی کے ساتھ گاڑی میں نہیں جا سکتی۔ میں کوئی نئی دوست نہیں بنا سکتی۔"

مجھے اپنا سانس پھولتا محسوس ہوا تھا۔

"ملائکہ، گہرے سانس لیں۔"

میں نے گہرے سانس لینا شروع کیے تھے۔

"میرے پیچھے آپ چند الفاظ دہرائیں گی"

میں نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"میں قابل محبت ہوں۔ میں مضبوط ہوں۔ مجھے خود پر فخر ہے۔"

میں نے بہت آہستگی سے چند جملے دہرائے تھے۔

"ملائکہ، آپ جس سب سے گزری ہیں، وہ مشکل ترین تھا مگر آپ نے سروائیو کیا ہے۔ آپ کا سروائیو کرنا آپ کی مضبوطی ہے۔ ادھر بیٹھ کر اس بات کو بتانا آپ کی بہادری کی علامت ہے۔ اتنی مضبوطی دکھانے پر آپ قابل محبت ہیں۔"

"آپ نے یہ چند جملے شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر دہرانے ہیں۔"

میں نے سر ہلایا تھا۔

"پچھلی دفعہ کے سیشن میں ایک کام کرنے کو کہا تھا۔ آپ نے کیا؟"

میں نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"میری کہانی کا مثبت رخ زوہیب ہے۔میں روزرات کو جب چٹ پر اپنی زندگی کا مثبت پہلو لکھتی ہوں تو وہ زوہیب سے شروع ہوتا ہے۔ماں گئیں زوہیب میرے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ میں ذہنی دباؤ کا شکار ہوئی، زوہیب مجھے ادھر ماہر نفسیات کے پاس لے آیا۔"

وہ مسکرایا تھا۔

"آپ کے وہم کم ہوئے؟آوازیں آنا ختم ہوئیں؟"

میں نے سرہاں میں ہلایا تھا۔

"میرے اٹیکس کا سلسلہ بھی تھمنے لگا ہے۔"

"یہ تو بہت اچھی خبر ہے۔آپ نے اب اکیلے سفر کرنا ہے۔اس خوف پر اب ہم کام کریں گے ۔"

میں نے سمجھ کر سر ہلایا تھا۔

~................

زوہیب سیشن لے رہا تھا۔ میں نے عیسی بھائی سے کہہ کر کیب کروائی تھی جبکہ وہ مجھے خود چھوڑنے پر اصرار کرتے رہے تھے بہر حال میں نے انکار کر دیا تھا۔ کسی اور کے ساتھ سفر کرنا مشکل تھا اور میں سفر کے دوران خوفزدہ بھی تھی مگر گھر پہنچتے ہی مجھے عجیب سی خوشی ہوئی تھی۔ مجھے فخر محسوس ہوا تھا۔

کوٹ ہولڈر پر کوٹ لٹکاتے میری نظر اوپر والے فلور پر گئی تھی۔ تجسس کے مارے میں جوتے اتارتے ہی اوپر کی جانب بڑھی تھی۔ پہلا کمرہ میں دیکھ چکی تھی۔ زوہیب نے کہا تھا کہ کمرے لاک ہیں۔ میں نے دوسرے کمرے کا ناب گھمایا تھا۔ وہ کمرہ نہیں کھلا تھا۔ تیسرے کمرے کے ناب کو گھمانے پر وہ کھلتا چلا گیا تھا۔ میں نے اپنی حیرت سے نکلتی چیخ کو دبایا تھا۔ وہ کمرہ پینٹنگز سے بھرا ہوا تھا۔ دروازے کے سامنے لگی دیوار پر اسلام آباد کی پینٹنگز لگی ہوئی تھیں۔

فیصل مسجد، سپر مارکیٹ، میلوڈی، آبپارہ، راجہ بازار کی گلیاں، پاکستان مونومنٹ، دامن کوہ، ٹریل 5 کے جنگل۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ پینٹنگز فریم کروا کر لگوائی گئیں تھیں۔ ہر فریم کے نیچے چھوٹا سا نوٹ لگا ہوا تھا۔ میں نے قریب جا کر نوٹ پڑھنے کی کوشش کی تھی۔

"زوہیب کے نام

اس کی انیسویں سالگرہ کا تحفہ "

"زوہیب کے نام

بیسویں سالگرہ کا تحفہ "

ہر پینٹنگ کے نیچے ایسا نوٹ درج تھا اور جو آخری نوٹ تھا وہ اٹھائیسویں سالگرہ کے تحفے پر تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

دیوار کی دوسری طرف کینیڈا کی پینٹنگز تھیں۔ ان کے نیچے کوئی نوٹ نہیں تھا۔ وہ چھوٹا سا آرٹ سٹوڈیو لگتا تھا۔ کمرے کے درمیان میں سٹینڈ پڑا تھا جس پر کینوس لگا تھا۔ فریمز پر گرد نہیں تھی مگر کینوس پر مٹی کی تہہ تھی۔ سٹینڈ کے ساتھ ٹیبل پڑا تھا جس پر پینٹنگ کا بہت سا سامان تھا۔ پینٹس، برشز پینسلز۔۔۔

حیرت چھوٹا لفظ تھا۔ میرے الفاظ ہی ختم ہو گئے تھے۔ کمرے سے نکلتے ہوئے میں نے زوہیب کو کال کی تھی۔

"السلام علیکم!"

دوسری جانب سے ہشاش بشاش آواز کانوں کو سنائی دی تھی۔

"وعلیکم السلام، زہے نصیب۔"

"تم گھر کب آرہے ہو، زوہیب؟"

فون کی دوسری جانب خاموشی چھائی تھی۔

"ملائک، خیریت ہے؟"

وہ فکر مند ہوا تھا۔

"تم آج اوپر کا کمرہ بند کرنا بھول گئے تھے۔"

فون کی دوسری جانب کچھ دیر خاموشی رہی تھی۔

"میں آرہا ہوں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ کہہ کر کال کاٹ دی تھی۔

~.................

دروازے کے کھلنے کی آواز آئی تھی۔وہ تیز قدموں سے چلتا ہوا سیٹینگ ایریا میں آیا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟"

میں نے حیرت سے اس کو دیکھا تھا۔

"مجھے کیا ہونا ہے؟"

اس نے خاموشی سے مجھے دیکھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"دوسرے کمرے کا لاک کھولو گے؟"

زوہیب نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"پہلے کمرے کی وضاحت دو گے؟"

وہ اپنا بوٹ لکڑی کے فرش پر رگڑ رہا تھا۔

"وہ دراصل پینٹنگز ہیں۔"

"وہ 'میری' بنائی ہوئی پینٹنگز ہیں۔"

میری پر زور دیا گیا تھا۔اس نے چہرہ نہیں اٹھایا تھا۔اس کے سرخ ہوتے کان نظر آرہے تھے ۔سر اس کا جھکا ہوا تھا پھر اس نے سر اٹھایا تھا۔

"زوہیب"

میں نے حیرت سے اس کے ٹماٹر ہوتے چہرے کو دیکھا۔وہ مجھے باتیں نہیں بتاتا تھا اور جب بھی وہ باتیں کھلتی تھیں تو وہ ایسے ہی سرخ ہوتا تھا۔میں اس کے چہرے کو دیکھ کر مسکرائی تھی اور پھر مسکراہٹ قہقہے میں تبدیل ہوگئی تھی۔

"تم کیا چیز ہو،زوہیب؟"

وہ میرے ہنسنے پر مزید سرخ ہوا تھا۔

"اب مجھے اس کے پیچھے کی کہانی بتادو۔"

"خالہ نے مجھے بتایا کہ ملائک بہت چھوٹی سی عمر میں کافی اچھی پینٹنگ کرتی ہے مگر ان کو سمجھ نہیں آتی وہ اس کو کدھر رکھیں۔سٹور میں ہر پینٹنگ نہیں رکھنا چاہتی تھیں۔میں نے کہا کہ

مجھے بھیج دیں۔میں فریم کروا کر لگا لوں گا۔اس کے بعد ہر سال تمھاری پینٹنگز کو کینوس سے توڑ کر نکالا گیا کپڑا میرے پاس آتا اور میں اس کو فریم کروا کر لگوا لیتا تھا۔"

میں اس کو دیکھتی رہی تھی۔

"لاک کیوں لگایا تھا؟"

"کیونکہ وضاحت دینا مشکل لگتی ہے۔"

"اور دوسرا کمرہ؟"

"میں وہ نہیں کھولنے والا"

"اس دن دونوں کمرے کھلے ہوئے تھے نا؟"

اس نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا تھا۔

"زوہیب، میرا ابھی تو گھر ہے نا؟"

میں جذباتی حملے پر اتر آئی تھی۔

"کمرہ کھولوں گا مگر کچھ کہنے کی اجازت نہیں ہو گی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میں نے فوراً تصدیق کی تھی۔

زوہیب نے اوپر کا کمرہ کھولا تھا۔

اس کمرے میں بھی فریمز لگے ہوئے تھے مگر اس کمرے میں درمیان میں بیڈ تھا اور بیڈ کے اوپر لگی دیوار پر چند فریمز لگے تھے۔ کچھ تصویریں زوہیب کے بچپن کی تھیں۔ کچھ تصویریں زوہیب کے اسکول، کالج کی تھیں۔

اس کمرے میں ایسا کیا تھا جس پر مجھے اختلاف ہوتا یا میں کچھ کہتی۔ آگے بڑھ کر میں نے کمرے کی دوسری دیوار دیکھی تھی۔ اس دیوار پر میرے بنائے اسکیچز تھے۔ ہر اسکیچ پر فریم تھا اور اس کے درمیان میں میرے بچپن کی تصویر تھی۔ میں نے حیرت سے اس کو دیکھا تھا۔

میں ابھی کچھ کہتی کہ وہ بولا تھا۔

"کچھ نہیں کہو گی۔"

کمرے سے نکلتے ہوئے اس نے کمرے کو لاک نہیں لگایا تھا۔

"کہہ تو نہیں رہی پوچھ رہی ہوں۔ یہ خالہ کی محبت میں لگائے تھے؟"

اس نے سر مسکراتے ہوئے ہلایا تھا۔

"اور یہ میرے بچپن کی تصویر؟"

اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

"یہ خالہ کی بیٹی کی محبت میں لایا ہوں۔"

اس دفعہ میرا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

"یہ اس دفعہ پاکستان سے لے کر آیا تھا۔"

"اوپر والا پورا فلور تمھارا تھا نا؟"

اس نے سر ہلایا تھا۔ وہ فلور اس کا تھا اور اس نے اپنی مرضی کے مطابق سیٹ کیا تھا۔

~.................

وہ کمرے میں خاموشی سے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ڈسٹرب لگ رہا تھا۔

"زوہیب، تم آج ہاسپٹل نہیں گئے؟"

اس نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"زوہیب

Rideau canal

چلیں؟"

اس نے خاموشی سے مجھے دیکھا تھا۔

"پھر کبھی چلیں گے۔"

وہ بیڈ پر ٹانگیں دراز کر کے بیٹھا ہوا تھا۔میں اس کے پاؤں کی جانب آ کر کھڑی ہوئی تھی۔ مجھے دیکھتے ہوئے اس نے ٹانگیں کھینچ لی تھیں۔اس نے میرے بیٹھنے کے لیے جگہ چھوڑی تھی۔

"تم ٹھیک نہیں ہو؟"

اس نے مجھے دیکھا تھا۔

"میں اداس ہوں۔"

اس نے اعتراف کیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کس بات پر اداس ہو؟"

"ملائک، تمھیں میں بہت پہلے سے جانتا ہوں۔"

اس نے آگے کو جھک کر یہ جملہ کہا تھا۔

وہ کیا کہنا چاہتا تھا۔

"میں لائٹ بند کردوں ملائک؟ میں سونا چاہتا ہوں۔"

میں نے اٹھ کر لائٹ بند کر دی تھی۔ کچھ لوگوں کو اداس دیکھنے کے ہم عادی نہیں ہوتے۔ میں نے ایک نظر خاموش گھر پر ڈالی تھی اور پھر میں نے زارا کو فون کیا تھا۔ دوسری جانب سے فون اٹھالیا گیا تھا۔

"میرے ساتھ ریڈیول کینال چلو گی؟"

کچھ دیر خاموشی رہی تھی جیسے وہ اس کے لیے تیار نہیں تھی۔

"او کے پھر ہم مال چلیں گے، مجھے کچھ چاہیے۔"

"ٹھیک ہے۔"

نولز کلب
Clubb of Quality Content

~..................

ہمیں عیسی بھائی چھوڑنے آئے تھے اور واپسی پر بھی زارا کو تلقین کر گئے تھے کہ وہ ان کو کال کر لے۔ کرائے پر جوتے لینے کے بعد ہم اکٹھے اسکیٹنگ کر رہے تھے۔ غیر آرام دہ خاموشی ہمارے درمیان حائل تھی۔ میری آواز نے خاموشی کو توڑا تھا۔

"میرا نام ملائکہ بنت مریم ہے۔ میرا تعلق اسلام آباد، پاکستان سے ہے۔"

وہ مجھے دیکھے گئی تھی پھر مدھم آواز میں بولی تھی۔

"میرا نام زارا خان ہے۔ میری پیدائش کینیڈا کی ہے مگر میرے والد پاکستانی ہیں۔"

اس کے بعد ہمارے درمیان پھر خاموشی حائل ہو گئی تھی۔

"زارا، میں اس خاموشی سے تنگ ہو رہی ہوں۔"

"میں بھی۔"

اس نے مدھم ہوتی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔

"آپ نے مجھے کیوں بلایا تھا، ملائکہ؟"

میں اس کو دیکھتی رہی تھی۔ میں انسانوں پر یقین کرنا چاہتی تھی، میں دوست بنانا چاہتی تھی، اسی لیے میں نے زارا کو بلایا تھا۔

"تاکہ میں دوستی کر سکوں۔"

"آؤ، ہاٹ چاکلیٹ لیتے ہیں۔"

میں راستے میں اے ٹی ایم کا استعمال کرتے ہوئے آئی تھی۔ وہ چند ڈالرز جو میں چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لیے ادا کر رہی تھی، مجھے مطمئن کر رہے تھے۔ مجھے پہلی دفعہ احساس ہوا تھا کہ وہ پیسے جو آپ کے ہوتے ہیں، ان پر اختیار مختلف ہوتا ہے۔ ان کو استعمال کرنے کی وضاحت نہیں دینی پڑتی۔ ان کے زیادہ استعمال ہونے پر ڈانٹ کا خوف نہیں ہوتا۔ ان سے آپ جو چاہیں، جیسے چاہیں لے سکتے ہیں۔ وہ زوہیب کے دیے پیسے تھے مگر وہ میرا مہر تھا تو وہ میرے ذاتی پیسے تھے۔ ہاٹ چاکلیٹ کا ایک کپ میں نے زارا کو پکڑایا تھا۔

"آپ کینیڈا کب آئی تھیں؟"

"پچھلے سال اگست میں۔"

"آپ نے کوئی دوست نہیں بنائی کالج میں؟"

میں نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"میں کالج نہیں رکتی، جیسے ہی کلاس ختم ہوتی ہے مجھے زوہیب لینے آجاتے ہیں۔"

وہ مجھے دیکھے گئی تھی۔

"آپ دوسرے سمسٹر میں کینیڈا آئی ہیں نا؟"

زارا کچھ دیر خاموش رہی تھی جیسے جمع تفریق کر رہی ہو کہ یہ بات بتانی ہے کہ نہیں۔

"مجھے عیسی نے کینیڈا بلایا تھا مگر میں نہیں آئی۔ چار ماہ وہ مجھ سے ناراض رہا اور پھر پتہ نہیں کیسے اس نے میری مائیگریشن کروادی۔"

میں خاموشی سے اس کو دیکھے گئی تھی۔ صد شکر زوہیب ناراض نہیں ہوتا تھا۔ اس نے موضوع تبدیل کیا تھا۔

"آپ کو شادی مبارک ہو۔"

میں نے مسکرا کر مبارکباد قبول کی تھی۔

"مال چلیں، ملائکہ؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میرا اتنے رش میں دل گھبرا رہا ہے۔"

"میں عیسی بھائی کو کال کرتی ہوں، وہ لے جائیں گے۔"

اس نے یکدم ہی انکار کیا تھا۔

"نہیں اسے کال نہیں کرو۔ میں کیب کرواتی ہوں۔"

اس کی سانس پھول رہی تھی۔ جوتے واپس کرنے کے بعد ہم گاڑی میں بیٹھے تھے۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی میں نے اپنی لوکیشن زوہیب کو بھیجی تھی، کم از کم مجھے ڈھونڈ تو لے گا۔

~................

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مال سے اندر جاتے ہوئے اس کی سانس بحال ہو گئی تھی۔ مجھے یاد آیا تھا کہ مجھے گھڑی بھی لینی تھی۔ مجھے زوہیب جیسی گھڑی لینی تھی۔ مختلف دکانوں پر جاتے، ہم بالآخر گھڑیوں کی دکان پر آئے تھے۔ میں نے ایک نظر زارا کو دیکھا تھا پھر میں نے فون سے زوہیب کی تصویر نکالی تھی۔ یہ ماہم کی شادی کی تصویر تھی۔ میں زوہیب کے برابر میں کھڑی تھی۔ اس کا بازو میرے کندھے پر تھا۔ وہ کیمرے میں دیکھ رہا تھا اور میں ہمیشہ کی طرح زوہیب کو تاڑ رہی تھی۔ میں نے زوم کر کے اس کی گھڑی دکاندار کو دیکھائی تھی۔

"اس طرح کی عورتوں کی گھڑی دکھادیں۔"

زارا نے مجھے حیرت سے دیکھا تھا۔

"آپ ڈاکٹر زوہیب جیسی گھڑی لیں گی؟"

"نہیں،اس نے میری گھڑی جیسی گھڑی لی ہے۔"

دکاندار مجھ سے مخاطب ہوا تھا۔

"میم،گھڑی"

اس نے گھڑی میری طرف بڑھائی تھی۔میں نے کلائی پر گھڑی پہنی تھی۔زوہیب کی گھڑی ایسی ہی تھی۔چمکتا شیشہ،چاندی کی پٹی۔

میں نے کلائی زارا کو دکھائی تھی۔

"لے لوں؟"

میں نے اس سے مشورہ مانگا تھا۔اس نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا تھا۔میں نے قیمت دیکھے بغیر گھڑی لی تھی۔کارڈ سلائیڈ کرنے کے بعد مجھے بل دیا تھا۔بل پر نظر ڈالتے ہی مجھے لگا تھا کہ

نا ولز کلب
Clubb of Quality Content

میری جان ہوا ہوئی ہو۔وہ گھڑی ہزاروں ڈالرز کی تھی۔میں نے گہری سانس لی تھی۔دکان سے نکلتے ہی میرا دل کیا تھا، میں کسی بچے کی طرح روؤں۔زارا ساتھ تھی۔مجھے اس کا خیال کرنا تھا۔مختلف دکانوں کو دیکھتے ہوئے، اس نے چند کپڑے لیے تھے اور میں نے خاموشی سے کارڈ واپس ڈال دیا تھا۔میں نے زوہیب کا رد عمل شمار کرنے کی کوشش کی تھی اور میں بری طرح ناکام ہوئی تھی۔

زارا نے عیسی بھائی کو کال کی تھی۔واپسی کے راستے میں عیسی بھائی اور زارا مسلسل بولتے رہے تھے، میں خاموشی سے باہر دیکھتی رہی تھی۔مجھے زوہیب سے ڈر لگ رہا تھا۔پہلی دفعہ میں نے فیصلہ کیا تھا کہ مجھے پیسے کمانے ہیں۔میں اس خوف کے ساتھ پیسے خرچ نہیں کرنا چاہتی تھی۔

عیسی بھائی نے مجھے میرے گھر کے باہر اتارا تھا۔آج میں اندر نہیں جانا چاہتی تھی۔

~..................

زوہیب ابھی بھی سو رہا تھا۔ماں کی ڈائری ہاتھ میں پکڑے میں باہر آ گئی تھی۔

"تین سال میں نے اور تمھاری خالہ نے اوٹاوا کے ہر کونے میں کھانے کی تلاش کی اور چوتھے سال کے آغاز میں مجھے کسی نے ہنر سیکھادیا۔ وہ ماہر فنکار تھے۔ وہ بت تراش کے ساتھ ساتھ پینٹر بھی تھے۔ میں بت تراش بن گئی، تمھاری خالہ پینٹر بن گئیں۔

میرا پیٹ بھوکا تھا اور سر پر چھت نہیں تھی۔ مجھے کچھ ایسا کرنا تھا جو مجھے زندہ رکھتا۔ بڑھتی سردیوں نے اس گھر کو ناکارہ کر دیا تھا۔ بھوک میری ضرورت تھی اور گھر میری پناہ گاہ۔ بت تراشنے شروع کیے تھے تو چند ڈالرز ملے۔ وہ چند ڈالرز صرف اتنا کھانا دیتے تھے جو بمشکل ہم دونوں کھا سکتے تھے۔ میں نے برہنہ بت تراشنے شروع کیے تو میرا آرٹ مشہور ہو گیا اور اگلے چند سالوں میں 'میں کینیڈا کی سب سے مہنگی بت تراش تھی۔"

میں نے گہرا سانس خارج کیا تھا۔

"جب خالی پیٹ تھی تب بھی سکون نہیں تھا۔ پیٹ بھر گیا تھا، پیسوں کی زیادتی تھی تب بھی سکون نہیں تھا۔ تمھاری خالہ نے بت تراشنے سے انکار کر دیا تھا، وہ پینٹنگ کرتی تھی۔ اب سوچتی ہوں تو جی چاہتا ہے کہ میں بھی بت تراشنے سے انکار کر دیتی۔ گناہوں کا بوجھ دل میں تاعمر رہتا ہے۔ بت تراشنے سے سکون نہیں ملتا تھا، ملائک۔ برہنہ بت تراشتے ہوئے ہاتھوں

کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ گناہ کر رہے ہیں۔ میرے گناہوں کا اتنا بوجھ تھا کہ میں نے چرچ جانا شروع کر دیا۔ میں ہر چرچ میں گئی۔ مجھے معافی کے بعد کا سکون میسر نہیں آیا۔ میں نے ہر طرح کی کوشش کی سکون پانے کی۔ میں نے سکون پانے کے لیے شراب پی ملائک۔"

مجھے حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔ماں شراب کیسے پی سکتی تھیں۔

"شراب ہوش و خرد سے بیگانہ تو کرتی ہے، سکون نہیں دیتی۔ میں جن کلبز میں ہراساں ہوئی تھی ادھر بھی گئی۔ میں نے کینیڈا کا ہر کونا دیکھا ہے ملائک۔ تمھاری ماں شیشہ نہیں تھی۔ وہ شیشہ ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ مجھے کیتھولک چرچ پسند تھا۔ادھر خاموشی ہوتی تھی۔اس خاموشی میں مدہم سی دعاؤں کی آواز آتی تھی۔ادھر کی دنیا الگ تھی مگر اس الگ دنیا میں بہت سوالات تھے،

ٹرینیٹی کا عقیدہ سوچ قبول نہیں کرتی۔اگر مسیح گناہوں کی معافی کے لیے صلیب چڑھائے گئے تھے تو میرے گناہوں کا بوجھ کیوں تھا۔ایک خدا کے تین پہلو کیسے ہو سکتے ہیں؟ خدا کا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے؟ ملائک، وہ الگ دنیا بھی ناقص تھی۔"

یہاں پر قلم کی سیاہی پھیلی ہوئی تھی۔

"ایک دن چرچ سے نکلتے ہوئے میرا سامنا مسلمانوں کے حلقے سے ہوا تھا۔وہ قرآن کے ترجمے مفت میں لوگوں کو دے رہے تھے،وہی ایک نسخہ انھوں نے مجھے پکڑادیا۔میں ذہنی کشمکش کی اس انتہا پر تھی کہ میں نے کوئی سوال نہیں کیا۔راستے میں ہی میں نے کتاب کھول لی تھی۔ تمھارے اندر سوالات ہیں ملائک،میرے اندر بھی سوالات تھے۔

میرے ماں، باپ کیوں لیے گئے؟

مجھے سردی کی سختیاں کیوں دی گئیں؟

مجھے گرمیوں کی بے روزگاری کیوں دی گئی؟

مجھے سکون کیوں نہیں دیا گیا؟"

صفحہ پلٹتے میں نے سوچا تھا کہ کیا ماں کو ان کے جواب ملیں ہوں گے۔

"مجھے صرف ایک جواب ملا ملائک۔مجھے وہ حالات نہ دیے جاتے تو میں اللہ کی تلاش میں نہ نکلتی۔کتاب کے پہلے پندرہ صفحوں نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ہر آیت مجھ سے سوال کرتی تھی۔اللہ کون ہیں؟کتاب کیا ہے؟اور ہر جواب کے لیے میں گونگی ہو جاتی تھی۔خدا ایک ہے۔اس کے تین ہونے پر میری عقل یقین بھی نہیں کرتی تھی۔وہ تین کا ایک تھا بھی

نہیں۔ان پندرہ صفحوں کے بعد میں نے وہ کتاب بند کر دی تھی۔پورے ایک ماہ میں خوفزدہ رہی تھی اور پھر میں نے خود فیصلہ کیا تھا کہ یہ جادو ہے۔یہ سحر زدہ کر دیتا ہے۔یہ مجنون کر دیتی ہے۔ایک ماہ بعد میں نے کتاب پھر کھولی تھی۔اس دفعہ کتاب میں نے درمیان سے کھولی تھی اور تمھیں پتہ ہے کیا ہوا تھا؟ کہا گیا تھا کہ

'اور نہیں ہے یہ کسی کاہن کا کلام، کتنا کم تم غور کرتے ہو'

میں اس دفعہ خوفزدہ نہیں ہوئی تھی، میں رعب سے بھر گئی تھی۔میں نے کتاب رکھ دی تھی اور پھر کبھی نہ کھولنے کا عہد بھی کر لیا تھا۔"

گہری سانس خارج کرتے ہوئے میں نے کمر صوفے سے ٹکائی تھی۔میں زوہیب کی وجہ سے فوکس نہیں کر سک رہی تھی۔ذہن بار بار بھٹک رہا تھا۔

~.................

بہت آہستگی سے میں نے کمرے کا دروازہ کھولا تھا۔اندر مکمل اندھیرا تھا۔بیڈ کی دوسری طرف لیٹتے میں نے کسی خیال کے تحت اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا تھا۔اس کو بخار تھا۔آہ، میں اس کے لیے تیار نہیں تھی۔میں نے ادویات کے ڈبے میں دوائیاں تلاش کرنا شروع کی

تھیں۔ سائیڈ ٹیبل پر رکھے دونوں جگ خالی تھے۔ آج اس نے پانی نہیں بھرا تھا تو جگ خالی تھے۔ کچن سے پانی لا کر میں زوہیب کے سامنے پنجوں کے بل بیٹھی تھی۔

"زوہیب؟"

اس نے اپنی آنکھیں کھول کر بند کی تھیں۔

"تمھیں بخار ہو رہا ہے۔"

میں نے مدہم سی سرگوشی کی تھی۔

"صبح تک ٹھیک ہو جائے گا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ بمشکل بڑبڑایا تھا۔

"یہ دوا لے لو۔"

اس نے دوائیاں لیتے ہی آنکھیں بند کر لیں تھیں۔ بیڈ کی دوسری طرف دراز ہوتے میرے ذہن میں صرف ایک بات گھوم رہی تھی۔ ذہنی دباؤ کی زیادتی سے بخار ہو جاتا ہے، ملائکہ۔ یہ جملہ ارحم کا تھا۔ چھت کو گھورتے میں کافی دیر زوہیب کے کہے جملوں پر غور کرتی رہی تھی

۔وہ ماں کو یاد کر رہا تھا اور وہ بے بس بھی ہو رہا تھا۔وہ مجھے پہلے سے جانتا تھا اور شاید وہ خود سے لڑ رہا تھا۔

~..................

اس کا الارم بجا تھا مگر آج وہ نہیں اٹھا تھا۔اس کے فون کا الارم بند کرتے، میں نے اس کا بخار چیک کیا تھا۔وہ ٹھیک کہہ رہا تھا،اس کو ابھی بخار نہیں تھا۔ صبح چھ بجے میں اس کا فون لے کر باہر آگئی تھی،ابھی اس کا فون تین دفعہ اور بجا تھا۔نماز پڑھنے کے بعد میں نے صبح کا ناشتہ ایک گھنٹے میں بنایا تھا۔سات بجے کے قریب بجنے والے الارم پر میں تیار ہونے گئی تھی۔ ساڑھے سات میں تیار آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔میں نے آئینے میں اپنے ہاتھ میں پہنی گھڑی کو دیکھا تھا۔میں اس کی کیا وضاحت دوں گی۔میں نے گہری سانس خارج کی تھی۔ماں کہتی تھیں غلطی مان لینی چاہیے۔میں زوہیب کے سامنے غلطی مان لوں گی۔یہی سوچ کر میں زوہیب کو جگانے کے لیے آئی تھی۔بیڈ کے پاس اس کے سامنے میں پنجوں کے بل بیٹھی تھی

۔

"زوہیب؟"

اس نے آنکھیں کھولی تھیں۔

"ٹائم؟"

"ساڑھے سات"

وقت کا سنتے ہی اس کی آنکھیں فوراً سے کھلی تھیں۔

"میں لیٹ ہو گیا۔ ملائکہ، اوپر بیڈ پر بیٹھو۔"

"زوہیب"

واش روم میں جاتے ہوئے وہ مڑا تھا۔ اس نے مجھے اوپر سے نیچے تک دیکھا تھا پھر وہ دروازے میں ہی ٹھہر گیا تھا۔ اس نے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی تھی۔

"تم نے مجھے کیوں نہیں جگایا؟"

"تمھیں بخار تھا۔"

وہ مجھے دیکھتا رہا تھا۔

"تم آج کہیں مت جاؤ۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میں نے اس سے نظریں نہیں ملائیں تھیں، میں ابھی نظریں ملا بھی نہیں سکتی تھیں۔نہ میں رونا چاہتی تھی،نہ میں غلطی کے اعتراف کی طاقت رکھتی تھی مگر میں جانتی تھی، میں اس کی نظروں کے حصار میں ہوں اور وہ مسکرا رہا ہے۔خفت کا احساس ہونے لگا تھا۔

"میں بس سے چلی جاتی ہوں۔"

اس بات پر اس کی مسکراہٹ سمٹی ہو گی۔

"زارا کے ساتھ جاؤں گی۔"

میں نے وضاحت دی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"عیسٰی بھائی کے پڑوس میں رہتی ہے۔وہ تمھیں بھی جانتی ہے۔"

"ملائکہ،اوپر دیکھو۔"

اس کو پورا نام نہیں لینا چاہیے،اختلاف ہوا تھا۔وہ پورا نام لیتے زیادہ اچھا لگتا تھا۔

"میں لیٹ ہو رہی ہوں۔تم ناشتہ کر لینا۔میں جا رہی ہوں۔"

زوہیب کا قہقہ کمرے میں گونجا تھا اور پھر وہ واش روم کے دروازے کے پیچھے گم ہو چکا تھا۔

کوٹ پہنتے میں نے زوہیب کو آواز دی تھی۔

"زوہیب، میں جا رہی ہوں۔ تم ناشتہ کر لینا اور پلیز آج چھٹی کر لینا۔"

راستے میں 'میں نے زارا کو کال کی تھی۔

"زارا، میں بس سٹاپ پر پہنچ رہی ہوں۔ آپ بھی آجائیں۔"

ابھی اس سے کل کے لیے معافی بھی مانگی تھی۔ تیز قدموں سے چلتے میں نے آسمان کی طرف دیکھا تھا۔

"اللہ مجھے آپ کا تعارف بھی حاصل کرنا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

~•••••••••••••••••

باب دوم

"تم آج اوپر کا کمرہ بند کرنا بھول گئے تھے۔"

یہ جملہ فون کے دوسری جانب سے ادا ہوا تھا۔میں نے آنکھیں بند کر کے اس جملے کو ہضم کیا تھا۔

گھر پہنچنے پر وہ مجھ سے ان پینٹنگز کے متعلق پوچھ رہی تھی۔ان پینٹنگز کی کوئی بھی رومانوی داستان نہیں تھی۔میں ان لوگوں میں سے ہر گز نہیں تھا،جن کو بچپن میں محبت جیسا کیڑا کاٹ جاتا ہے اور پھر وہ اپنے محبوب کا پہلے پیچھا کرتے ہیں،ان کو ہراساں کرتے ہیں،ان کی تصاویر لیتے ہیں اور پھر ان کو اپنے کمرے میں لگاتے ہیں اور پھر اپنی محبت کو اٹھوا لیتے ہیں۔

کینیڈا میں ایسی بہت سی کہانیاں موجود تھیں۔خالہ کی بھیجی تصاویر 'خالہ کی محبت میں لگائی گئیں تھیں۔

دوسرے کمرے کا دروازہ کھولتے میں دروازے میں کھڑا ہو گیا تھا۔اس کمرے میں موجود ملائکہ کے بچپن کی تصویر اس دفعہ میں پاکستان سے ارادتاً لایا تھا،اس سے پہلے کوئی بھی چیز ملائکہ کی محبت میں نہیں لگائی تھی۔

~................

بیڈ پر ٹانگیں دراز کیے میں کل کے دن کی جمع تفریق کر رہا تھا۔کل کلاسز نہیں تھیں،فیکٹری کا کام ارحم اور عیسی نے دیکھنا تھا۔کل صرف ہسپتال سیشنز کے لیے جانا تھا۔

ارحم سے کی گئی گفتگو ذہن کے پردے پر لہرانے لگی تھی۔وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔میں ملائکہ کو لے کر ان سکیور ہو رہا تھا۔خالو کے دوسرے نکاح پر مجھے بے انتہا اختلاف تھا۔خالہ نے مجھے کئی دفعہ سمجھایا تھا کہ انھوں نے خود خالو کو مجبور کیا تھا،بھلا مرد بھی مجبور ہو سکتا تھا؟

یہ وہ سوال تھا جو ہر دفعہ میں خالہ سے کرتا تھا۔ مرد حقیقتاً مجبور ہو جاتا ہے۔ میں نے بالآخر اعتراف کر لیا تھا۔ یہ اعتراف کسی کوڑے کی طرح ذہن پر برسنے لگا تھا۔ ذہن کے پردے پر جملہ لہرایا تھا۔

Overthinking Kills

زیادہ سوچنا مار دیتا ہے۔

ملائک لائٹ بند کر کے کمرے سے نکل گئی تھی۔ میں شمار نہیں کر سکتا کہ میں کتنی دیر چھت کو گھورتا رہا تھا مگر پھر نیند مجھ پر مہربان ہو گئی تھی۔

Clubb of Quality Content!

~.................

"زوہیب"

میں نے ملائک کی آواز پر آنکھیں کھولی تھیں۔ وہ میرے سامنے پنجوں کے بل کیوں بیٹھی ہوئی تھی۔ میرا الارم کیوں نہیں بجا تھا۔ پچھلے چند سالوں سے میں الارم کے مطابق صبح کا آغاز کرتا تھا۔ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ میں الارم پر نہ اٹھوں۔ ملائک کو بچاتے ہوئے میں تیزی سے بیڈ سے نکلا تھا۔

"ملائک، اوپر بیڈ پر بیٹھ جاؤ۔"

واش روم کی جانب بڑھتے ہوئے مجھے خیال آیا تھا کہ ملائک تیار کھڑی ہوئی ہے۔

"زوہیب"

اس کے بلانے پر میں نے مڑ کر اس کا جائزہ لیا تھا۔ وہ میرے سامنے تیار کھڑی تھی، میں نے ایک نظر سائیڈ ٹیبل پر ڈالی تھی، میرا فون سائیڈ ٹیبل پر نہیں تھا۔ اس نے مجھے ارادتاً نہیں اٹھایا تھا۔

"تم نے مجھے کیوں نہیں جگایا؟"

"تمھیں بخار تھا۔"

رات کا منظر دھندلا سا میرے سامنے لہرایا تھا۔ وہ مجھے دوائی دے رہی تھی۔

"تم آج کہیں مت جاؤ۔"

میں مسکرایا تھا۔ وہ فکر مند لگ رہی تھی۔

"میں بس سے چلی جاتی ہوں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

صبح کے وقت بس میں کافی رش ہوتا تھا۔ابھی میں کچھ بولتا کہ وہ فوراا پنے دفاع میں بولی تھی۔

"زارا کے ساتھ جاؤں گی۔

عیسٰی بھائی کے پڑوس میں رہتی ہے۔وہ تمھیں بھی جانتی ہے۔"

اس نے ایک دفعہ بھی نظر نہیں اٹھائی تھی۔اس کا ماتھا سرخ ہو رہا تھا۔وہ میری نظروں کے حصار میں ہونے پر خفت کا شکار ہو رہی تھی۔

"ملائکہ،اوپر دیکھو۔"

"میں لیٹ ہو رہی ہوں۔تم ناشتہ کر لینا۔میں جا رہی ہوں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کمرے کی خاموشی میں میرا قہقہ گونجا تھا۔

~.................

ناشتے کی میز پر رکھے لوازمات دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی تھی۔اس کو کھانا بنانا نہیں آتا تھا،اس کے باوجود اس نے کافی محنت کی تھی۔اس نے آملیٹ اور کباب دونوں بنائے تھے مگر وہ دونوں جلے ہوئے تھے۔کباب اور آملیٹ کے ساتھ اس نے پراٹھے بنائے تھے۔پراٹھے

گول نہیں تھے مگر وہ جلے ہوئے بھی نہیں تھے۔ایک دن جم کے اصول توڑنے میں مسئلہ نہیں تھا۔پراٹھے کے ساتھ کپ میں چائے نکال کر رکھی ہوئی تھی۔اسی کے ساتھ چھوٹی سی پرچی چسپاں تھی۔

"ناشتہ کرلیا تو مجھے بتادینا۔"

میرے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔آج میں مہمان خصوصی تھا۔میرا فون کچن کاؤنٹر کے اوپر پڑا تھا۔میں نے عیسی کو کال کی تھی۔

"اللہ خیر کرے صبح صبح نظرِ کرم۔"

"میں ویسے کل ہی بتا چکا تھا مگر میں آج نہیں آؤں گا۔شاید شام کو ہسپتال بھی نہ آؤں۔"

"یہ شام کی دوسری چھٹی کس لیے؟"

اس کا اشارہ کل کی چھٹی کی طرف تھا۔

"بخار ہے۔"

دوسری طرف خاموشی رہی تھی۔

"میں آرہاہوں،دروازہ کھول۔"

~................

عیسی میرے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟"

"کیا مطلب؟"

میں انجان بنا تھا۔

"زوہیب، تمھیں صرف ذہنی دباؤ کی وجہ سے بخار ہوتا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

میں نے گہری سانس خارج کی تھی۔

"عیسی، ہم جدائی کی تکلیف کے لیے کبھی تیار نہیں ہوتے۔خالہ کی بھیجی پینٹنگز دیکھ رہا تھا۔ میں خالو کی جگہ پر ہوں۔ملائکہ خالہ کی جگہ پر ہے۔میں بے بس ہوں۔میں اس کو ڈپریشن سے نکالنے کے لیے ہر کام کرنا چاہتا ہوں۔خالو بھی وہی کر رہے تھے۔نہ خالو ٹھیک کر سکے تھے،نہ میں۔میں اس کو اپنا محتاج نہیں کرنا چاہتا مگر میں خود غرض ہو رہا ہوں۔"

"کیسے خود غرض ہو رہے ہو؟"

"میں اس کو ہر طریقے سے مدد دینا چاہتا ہوں۔ جسمانی، بدنی، ذہنی، مالی۔ میں ہر طریقے سے اس کا مددگار بن رہا ہوں۔ وہ خود کیسے کھڑی ہو گی؟"

کہیں اندر تکلیف اٹھی تھی۔

"زوہیب، قوام مددگار ہی ہوتا ہے۔ قوام حاکم نہیں ہوتا۔"

چیزیں تھم گئی تھیں۔ کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے میں نے تصدیق کی تھی۔ حد سے زیادہ سوچنا انسان کو مار دیتا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"شکریہ، عیسیٰ"

"کل بھابھی پریشان لگ رہیں تھیں۔"

میں نے ناسمجھی سے اس کو دیکھا تھا، ابھی میں اس سے وضاحت مانگتا کہ وہ میرے ناشتے پر حملہ کر چکا تھا۔

"گدھا"

"مجھے پتہ ہے تو ہے۔"

عیسی سے بحث فضول تھی۔

~•••••••••••••••••

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

باب سوم

بس سے باہر دیکھتے میرے ذہن میں اپنا جملہ گھوم رہا تھا۔

"اللہ مجھے آپ کا تعارف حاصل کرنا ہے۔"

میں نے زارا کو دیکھا تھا۔ وہ میرے برابر میں بیٹھی ہوئی تھی۔

"زارا، اللہ کون ہیں؟"

اس نے مجھے پہلے حیرت سے دیکھا تھا پھر وہ مسکرائی تھی۔

"اللہ تعالٰی میرے رب ہیں میرے خالق۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

جو مجھے سنتے ہیں سمجھتے ہیں میرے گناہوں کے باوجود میرا خیال رکھتے ہیں میری حفاظت کرتے ہیں، جو مجھے کبھی نہیں چھوڑتے چاہے ساری دنیا چھوڑ دے، میری دعا سنتے ہیں مجھ سے محبت کرتے ہیں، مجھے مشکلات میں تھامتے ہیں، دوسروں کے دلوں میں میری اہمیت ڈالتے ہیں میں کیا بتاؤں ملائکہ میں حقیقتاً یہ سوال سن کر حیرت کا شکار ہو گئی ہوں۔ مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ میں کیا بولوں

مجھے وہ تعارف بہت پسند ہے اللہ تعالیٰ کا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کروایا تھا۔

سب میرے دشمن ہیں سوائے رب العالمین کے۔ جس نے مجھے پیدا کیا مجھے ہدایت دی مجھے رزق دیتا، بیماری کے بعد شفا دیتا. یہ مجھے بہت خوبصورت لگتا ہے۔"

ایک نظر اس کو دیکھ کر میں خاموش ہو گئی تھی۔ اللہ سے شکوہ جاگا تھا۔ میری دعا تو انہوں نے نہیں سنی تھی۔

ذہن سے خیال جھٹکتے میں اور زارا بس سے باہر نکلے تھے۔ زارا سے معافی مانگنے کا ارادہ میں نے ترک کر دیا تھا۔ میں نے ایسا تو کچھ نہیں کہا تھا، جس پر میں شرمندہ ہوتی۔ کلاس میں جاتے ہوئے میں نے انڈور پلانٹ کو دیکھا تھا۔ استاد ذہن کے پردے پر لہرائے تھے۔

وہ کینوس کے سامنے کھڑے تھے۔وہ اپنی تیسری پینٹنگ مکمل کر رہے تھے۔پہلی پینٹنگ پر سیاہ بادل اور چھوٹے چھوٹے ستارے بنے ہوئے تھے۔اس پر آیت لکھی ہوئی تھی۔دوسری پر چاند بنا ہوا تھا اور اس کے نیچے بھی آیت لکھی ہوئی تھی۔تیسری پینٹنگ پر غروب ہوتا سورج بنا ہوا تھا۔وہ اس پر بھی آیت لکھ چکے تھے۔

"ملائکہ،ستارے خدا کیوں نہیں ہو سکتے؟"

انھوں نے مجھ سے سوال کیا تھا۔میں کچھ دیر خاموش رہی تھی۔

"کیونکہ ان میں خامی ہے۔"

"کیا خامی ہے؟"

انھوں نے سوال کیا تھا۔

"وہ ٹوٹ جاتے ہیں۔"

انھوں نے مڑ کر مجھے دیکھا تھا اور پھر وہ مسکرائے تھے۔

"چلو،اب بتاؤ چاند خدا کیوں نہیں ہو سکتا؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میں اس سوال کے لیے پہلے ہی تیار تھی۔

"کیونکہ اس پر دھبے ہوتے ہیں۔اس کی روشنی بھی ذاتی نہیں ہوتی۔اس کی روشنی سورج کی محتاج ہوتی ہے۔رب محتاج نہیں ہوتا۔"

وہ پھر مسکرائے تھے۔

"سورج کیوں خدا نہیں ہے؟"

"کیونکہ وہ غروب ہو جاتا ہے۔رب کو ہر وقت موجود ہونا چاہیے نا؟"

وہ مسکراتے رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پھر انھوں نے پہلے کینوس کو دیکھ کر کہا تھا۔

"پھر جب رات نے ان پر پردہ ڈال دیا تو انہوں نے (یعنی ابراھیم نے) ایک ستارہ دیکھا، کہا: یہ میرا رب ہے۔ پھر جب وہ ڈوب گیا تو کہا: میں ڈوب جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

ان کا رخ اب دوسرے کینوس پر تھا۔

"پھر جب انہوں نے چاند کو چمکتے دیکھا تو کہا: یہ میرا رب ہے۔ پھر جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا: اگر میرے رب نے مجھے ہدایت نہ دی تو میں ضرور گمراہ لوگوں میں سے ہو جاؤں گا۔"

تیسرے کینوس کو دیکھتے ہوئے بولے تھے۔

'پھر جب انہوں نے سورج کو چمکتے دیکھا تو کہا: یہ میرا رب ہے، یہ تو سب سے بڑا ہے۔ پھر جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا: اے میری قوم! میں ان سب سے بیزار ہوں جنہیں تم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو۔'

ملائکہ، اس کے بعد سب سے آخر میں انھوں نے فرمایا تھا۔

'بے شک میں نے یکسو ہو کر اپنا رخ اس ذات کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔'"

وہ کچھ دیر خاموش رہے تھے۔

"پتہ ہے اللہ قدرت پر غور و فکر کا کیوں کہتے ہیں؟ کیونکہ ہمارے حالات مختلف ہوتے ہیں۔ تمھارے لیے ایک ہی رب کا تعارف مختلف ہو سکتا ہے اور میرے لیے اللہ کا تعارف میرے

حالات کے مطابق ہو گا۔رب وسیع ہے اور انسان کی سوچ ناقص ہے۔وہ رب کا احاطہ کر ہی نہیں سکتی۔"

استاد غائب ہو گئے تھے۔

"او کے ،اللہ کا تعارف میرے لیے زارا جیسا نہیں ہو گا۔بہت زبردست"

سر جھٹکتے میں کلاس میں داخل ہوئی تھی۔

~•••••••••••••••••

واپسی پر زارا نے مجھ سے وہی سوال کیا تھا جو میں نے اس سے کیا تھا۔

"تمھاری نظر میں اللہ کون ہیں، ملائکہ ؟"

میں نے اس کو دیکھا تھا۔

"وہ ستاروں کی طرح ٹوٹتے نہیں ہیں۔ مضبوط ہیں۔چاند کی طرح کسی سورج کے محتاج نہیں ہیں۔ان کا اپنا نور ہے۔اس نور میں کوئی دھبہ نہیں ہے۔وہ نور سورج کی طرح غروب نہیں

ہوتا۔اللہ کامل ہیں، بے داغ ہیں، ابدی ہیں۔وہ وسیع ہیں، انسان کے پیمانوں سے بلند ہیں۔ انسان کی سوچ اللہ کا مکمل تعارف شاید جان ہی نہیں سکتی۔"

اس نے مجھے دیکھا تھا۔وہ خاموش ہو گئی تھی۔میں ویسے بھی پریشان تھی۔زوہیب کو اب تک معلوم ہو گیا ہو گا ان پیسوں کا۔وہ چند ڈالرز گلے کا پھندا لگ رہے تھے۔بس سے اترتے ہوئے میں نے زارا کو دیکھا تھا۔اس کے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔

"زارا، تم ٹھیک ہو؟"

اس کا سر نفی میں ہلا تھا۔مجھے اس کی کیفیت دیکھتے ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ ہو کیا رہا ہے۔زوہیب میری نظروں کے سامنے لہرایا تھا۔

زارا کو سٹاپ پر موجود بینچ پر بیٹھانے کے بعد میں اس کے سامنے بیٹھی تھی۔

میرے کانوں میں زوہیب کی آواز گونج رہی تھی۔

"گہرے سانس لو، ملائک۔"

"زارا گہرے سانس لو۔"

"ناک سے سانس لو اور منہ سے باہر نکالو۔"

میں زوہیب کے جملے دہرا رہی تھی۔ سردی کی وجہ سے اس کی نکالی ہوئی سانس بھاپ کی صورت میں دکھائی دے رہی تھی۔ مجھے سمجھ آگئی تھی کہ زارا کیسے زوہیب کو جانتی تھی۔

اگلے چند منٹوں میں وہ بہتر ہو گئی تھی اور پھر اس نے رونا شروع کر دیا تھا۔

"زارا، اپنے جسم پر دباؤ نہیں ڈالو۔"

میں نے اس کا ہاتھ دبایا تھا۔

"سب ٹھیک کیوں نہیں ہو جاتا ملائکہ؟ میں تھک گئی ہوں۔ اللہ کو میرا تھکا ہوا وجود نظر نہیں آتا؟ اللہ سے کہو نا بس کر دیں۔"

وہ میرے سامنے کسی بچے کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی اور مجھے اندازہ ہوا تھا کہ لوگوں کی جگہیں بدل جاتی ہیں۔ میں زوہیب کی جگہ پر تھی اور زارا وہ میری جگہ پر تھی۔ میں نے اس کے برف ہوتے ہاتھ پکڑے تھے۔

"میرے گھر چلو گی یا اپنے گھر؟"

Clubb of Quality Content

اس نے مجھے نم آنکھوں سے دیکھا تھا۔

"اپنے گھر"

میں نے سر ہلایا تھا۔اس کو گھر لے کر جاتے ہوئے میرے ذہن میں اس کا سوال گھوم رہا تھا۔

دروازہ کھول کر وہ اندر کی جانب بڑھی تھی۔

"ملائکہ،اندر آجاؤ۔"

اس نے مجھے آنے کی دعوت دی تھی۔نہ بھی دیتی تب بھی مجھے زارا سے بات کرنی تھی۔

صوفے پر بیٹھتے میں نے زارا کو دیکھا تھا۔وہ نظریں چرا رہی تھی۔

"زارا،تم بیٹھ جاؤ۔مجھے بات کرنی ہے۔"

وہ خاموشی سے آکر صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔

"مجھے نہیں معلوم، تمھیں کس بات نے اتنا توڑ دیا ہے مگر میں تمھیں صرف ایک بات کہنا چاہتی ہوں کہ وہ چیزیں جو سالوں سے خراب رہی ہیں ٹھیک ہونے میں وقت لیتی ہیں۔ دوسرا میرے گھر کے دروازے تمھارے لیے کھلے ہیں۔تم کسی بھی وقت، کسی بھی بات کو

کہنے کے لیے میرے گھر آسکتی ہو۔ میں تمھیں مکمل نہیں سمجھ سکتی مگر میں کبھی تمھیں رونے سے نہیں روکوں گی۔ میں کبھی تمھاری کہی باتوں کا تذکرہ نہیں کروں گی۔ میں گھنٹوں تمھیں سن سکتی ہوں۔ تم گھنٹوں میرے سامنے رو بھی سکتی ہو۔"

آگے بڑھ کر میں نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔

"ایک بات یاد رکھنا، چیزیں بہت آہستگی سے اپنی جگہ پر آجاتی ہیں۔"

"ملائکہ، میں تھک گئی ہوں۔"

"زارا، انسان ہی تھکتے ہیں۔ تم انسان ہو۔ تھک بھی سکتی ہو۔ امید بھی کھو سکتی ہو۔"

وہ بہت مدہم سا مسکرائی تھی۔ میں اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے برابر میں آکر بیٹھی تھی۔ میں نے اپنا بازو اس کے کندھے پر پھیلا کر، اس کو اپنے ساتھ لگایا تھا۔ اس سارے عرصے میں مجھے اب آکر اندازہ ہوا تھا کہ زوہیب جب بھی مجھے اپنے ساتھ لگاتا تھا، وہ مجھے صرف یہ احساس دینا چاہتا تھا کہ میں تنہا نہیں ہوں۔

"میں چلتی ہوں۔ آج زوہیب گھر پر ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ مجھے دیکھتے ہوئے ہنسی تھی۔

"اسی لیے تم آج بار بار فون چیک کر رہی تھی؟"

میں نے اس کو حیرت سے دیکھا تھا۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔"

میرے جملے کو سن کر اس نے میرا چہرہ دیکھا تھا اور پھر ہنستی ہی چلی گئی تھی۔

"ملائکہ، یہ گالوں پر سرخیاں کیسے ہیں؟"

مجھے حقیقتاً اپنا چہرہ تپتا محسوس ہوا تھا۔

"میں گھر جا رہی ہوں۔اللہ حافظ۔"

وہ میرے پیچھے آئی تھی۔

"گلے مل کر جاؤ۔"

اس کو گلے لگانے کے بعد میں گھر کے لیے نکلی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گھر کے راستے پر میں سوچتی رہی تھی کہ زوہیب نے مجھے کتنی دفعہ سنا تھا۔ کتنی دفعہ میرے رونے پر وہ میرے برابر میں بیٹھا رہا تھا۔ کینیڈا میں گزارے پہلے چار ماہ میں 'میں صرف روئی تھی اور ہر دفعہ وہ میرے ساتھ بغیر غرض کے کھڑا رہا تھا اور پھر میں خود سے پوچھتی ہوں کہ مجھ اس سے محبت کیسے ہو گئی ہے۔

"ملائک، میں تمھاری تکلیف سے گزرا ہوں۔ میں کیسے تمھیں نہ سمجھتا۔"

اس کا کہا جملہ میرے کان سے ٹکرایا تھا۔ تکلیف جھیلنے کے بعد وہی لوگ نئے انداز سے پیدا ہوتے ہیں۔ پہلے قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جو اس تکلیف سے دوسروں کو بچانا چاہتے ہیں اور دوسری قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جو لوگوں کو ویسی ہی تکلیف دینا چاہتے ہیں۔

زوہیب کے ساتھ کے لیے میں پھر شکر گزار ہوئی تھی۔

~................

گھر پہنچنے پر مکمل خاموشی نے مجھ پر سلامتی بھیجی تھی۔ کیا وہ باہر چلا گیا تھا؟ میں نے کمرے میں جھانکا تھا۔ وہ سو رہا تھا۔ اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر میں نے اس کے بخار کا شمار کیا تھا۔ اس کا بخار اتر چکا تھا۔ کیا اس کو پیسوں کا پتہ چل چکا ہو گا۔ اس سوچ کو جھٹکتے میں ماں کی ڈائری

کو مکمل کرنے کی نیت سے ڈائری لے کر سیٹینگ ایریا میں آگئ تھی۔ میں نے ڈائری وہاں سے ہی کھولی تھی جہاں پر آخری دفعہ میں رکی تھی۔

' " اور نہیں ہے یہ کسی کاہن کا کلام، کتنا کم تم غور کرتے ہو'

میں اس دفعہ خوفزدہ نہیں ہوئی تھی، میں رعب سے بھر گئ تھی۔ میں نے کتاب رکھ دی تھی اور پھر کبھی نہ کھولنے کا عہد بھی کر لیا تھا۔

'کتنا کم تم غور کرتے ہو۔'

میں گھر سے باہر نکلتی تھی تو ہر چیز مجھ سے سوال کرنے لگتی تھی کہ کتنا کم میں غور کرتی ہوں ۔ملائک، میں نے آسمان کی نفاست دیکھی۔ میں نے زمین کی نفاست دیکھی۔ میں بت بناتی تھی۔ کوئی بھی چیز خود کیسے بن سکتی تھی، ملائک؟ آخر کون ہے اللہ؟

اور انہی سوالوں کو لے کر پھر میں اس کتاب کے سامنے بیٹھی تھی۔ میں نے کتاب درمیان سے کھولی تھی، ملائک۔

'فرعون نے کہا: "اور ربّ العالمین کیا ہے؟"'

مجھے اپنا آپ فرعون لگا تھا۔ میں نے یہی سوال کیا تھا۔

(موسیٰؑ نے) کہا: آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب، اگر تم یقین کرنے والے ہو۔"

ملائک میں جم گئی تھی۔ ساکت ہو گئی تھی۔"

ماں کی ڈائری پڑھتے ہوئے مجھے لگا تھا میں بھی جم گئی ہوں۔ ساکن ہو گئی ہوں۔ مجھے بھی اپنا آپ فرعون لگا تھا۔ میری آنکھوں سے قطرے لڑیوں کی صورت بہنے لگے تھے۔

ماں کی ڈائری میں نے آگے پڑھی تھی۔

"فرعون نے اپنے آس پاس والوں سے کہا: ''کیا تم سنتے نہیں؟''

(موسیٰؑ نے) کہا: ''وہی تمہارا رب ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا رب بھی۔''"

ملائک مجھے لگا تھا کہ میرا اندر ہل رہا ہے۔ میرے دل کی زمین زلزلوں کی زد میں تھی۔

فرعون نے کہا: ''بے شک تمہارا یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے، ضرور دیوانہ ہے۔''

(موسیٰؑ نے) کہا: ''وہ مشرق اور مغرب کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے، اگر تم عقل سے کام لو۔''!

میں ان آخری جملوں پر بکھر گئی، ملائک۔ میں وہ سورہ پڑھتی گئی اور پھر حضرت ابراہیم نے رب کا تعارف کروایا۔

وہی ہے جس نے مجھے پیدا کیا، پھر وہی مجھے راستہ دکھاتا ہے۔ اور وہی ہے جو مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے اور وہی ہے جو مجھے موت دے گا، پھر وہی مجھے زندہ کرے گا۔ اور میں اسی سے امید رکھتا ہوں کہ وہ روزِ جزا میری خطاؤں کو معاف فرما دے گا۔

Clubb of Quality Content

میں نے مان لیا وہ رب ہے۔ میں نے تسلیم کر لیا کہ وہ خدا ہے۔ کامل ہے۔ میں نے مان لیا کہ اس نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ خدا پرست ہوئی تو لوگوں کے خدا بنانے سے بھی ہاتھ کھینچ لیا۔ میں نے ہر بت توڑ دیا، محبتوں کے بت بھی توڑ دیے۔ میری سے مریم نام کر لیا۔

تمھارے والد نمائش پر ملے تھے۔ پاکستانی تھے۔ سنا تھا پاکستان اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے تو تمھارے والد سے شادی کر لی۔ دو سال کینیڈا میں گزارے اور پھر ان کے ساتھ پاکستان آ گئی

۔وہ اسلامی جمہوریت نہیں تھی۔سب مجھ سے کتراتے تھے۔مجھے اُردو نہیں آتی تھی۔میں نے اردو سیکھی۔ تمھاری دادی نے مجھے باتیں نہیں سنائیں مگر انھوں نے مجھ سے بات بھی نہیں کی۔ چھ ماہ بات نہ کرنے کے بعد انھوں نے مجھ سے بات شروع کر دی۔ تمھاری دادی چٹان تھیں۔جب تک تمھاری دادی زندہ تھیں تو لوگ ان کے خوف سے خاموش رہے۔ان کی وفات پر لوگ صرف ان کے جنازے پر نہیں آئے تھے بلکہ مجھے کوسنے بھی آئے تھے۔ مجھے کافر کہا گیا ملائکہ۔مجھے غیر ملکی ایجنٹ کہا گیا۔میرے اسلام لانے پر سوال کیا۔چہ مگوئیاں وفات پر کون کرتا ہے؟انھوں نے تمھاری دادی کی وفات کو ایک ہنگامے میں تبدیل کر دیا۔ تمھارے والد نے سب کو گھر سے نکال دیا۔ماہم کی پیدائش ہو گئی۔میں پہلے ہی ڈپریسڈ تھی، ماہم کی پیدائش کے بعد پوسٹ پارٹم ڈپریشن کا شکار ہو گئی۔نو ماہ میں نے بغیر سوئے روتے ہوئے گزارے۔میں سب بھول سکتی تھی ملائک۔اپنے آپ کو کافر کہا جانا نہیں بھول سکتی تھی۔مجھے اسلامی جمہوریت نے قبول نہیں کیا۔اسلامی جمہوریت نے ایک مسلمان عورت کو خود ہی کافر قرار دے دیا۔مجھ سے آکر کہا گیا کہ میں تمھارے والد سے طلاق لے لوں، مجھ سے کہا گیا کہ میں تمھارے باپ کی محبت میں اسلام لائی ہوں۔میں نے تو اسلام لانے کے بعد سارے بت توڑ دیے تھے۔کسی کی محبت کا بت کیسے رکھ سکتی تھی؟ طلاق نہیں لے سکی تو

میں نے تمھارے والد کو شادی کی اجازت دے دی۔ میں ہر روز نئے تیر لگنے سے زخمی ہو کر تھک گئی تھی۔ میں ٹوٹ گئی تھی۔ مجھے اسلامی جمہوریت نے توڑ دیا۔ تمھارے والد کا قصور نہیں تھا، ملائک۔ قصور تو میرا بھی نہیں تھا۔ بس، میں تھک گئی تھی۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ملائک۔ میں نے تمھیں پردے میں رکھنا چاہا، میں بھول گئی تھی کہ کانچ کا برتن توڑ دیے جائیں تو جڑ نہیں سکتے۔ میں نے تمھیں کانچ کی گڑیا بنا دیا۔ میں نے تمھیں کینسر کا نہیں بتایا۔ میں نے تم سے شادی کا چھپایا۔ میں تکلیف میں ہوں۔ میں آج بھی اتنی ہمت نہیں رکھتی کہ تم پر سب آشکار کروں۔ ملائک، مر گئی تو اپنی ماں کو معاف کر دینا۔ اپنی امو کو معاف کر دینا۔ میں نے ماں کا کوئی روپ نہیں دیکھا تھا، ملائک۔ جب روپ دیکھا ہی نہیں تھا تو کیسے سمجھتی کہ کس بات کو بتاتے ہیں۔ کس بات کو چھپاتے ہیں۔ تمھاری ممی شرمندہ ہیں۔ تمھاری ممی پچھتاوے کی آگ میں جل رہی ہیں۔ مجھے اپنے مختلف نام پسند تھے۔ مجھے میری بیٹی سے محبت تھی۔ میں نیک نہیں تھی۔ میں ناقص عبد تھی۔ اپنی ناقص ماں کو معاف کر دینا۔ تمھاری ماں نے اس دین کے لیے بہت تکلیف جھیلی ہے۔ تم اس دین سے بیزار مت ہونا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ڈائری مکمل ہو چکی تھی اور پھر میں نے خود کو رونے کی اجازت دی تھی۔میں پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔میرے ذہن کے پردے پر وہ دعا لہرائی تھی جو میں نے ماں کی وفات سے پہلے مانگی تھی۔

اللہ میں آپ کے سامنے ہوں۔آپ میری مشکل بھی جانتے ہیں اور اس کا حل بھی۔میں بے بس ہوں۔آپ طاقت رکھتے ہیں۔میں بشر ہوں اور آپ مالک۔میں بندی ہوں اور آپ موت دینے اور لینے والے۔میری ماما کی مشکل آسان کر دیں۔ان کے لیے آسانی والا معاملہ کر دیں۔میرے لیے آسانی والا معاملہ کر دیں۔

میں سمجھتی آئی تھی کہ اس نے میری دعا نہیں سنی جبکہ زندگی میں نے مانگی ہی نہیں تھی۔ماں کینسر کی تکلیف میں نہیں تھیں۔ماں حقیقت پر پردے رکھنے کی تکلیف میں جل رہی تھیں۔ میں ماں کے مرنے پر غم زدہ نہیں تھی،میں رب کے منہ موڑے جانے پر تکلیف میں تھیں ۔وہ سنتا تھا۔میں پانچ ماہ اس آگ میں جلتی رہی جو میرے ہاتھوں کی لگائی ہوئی تھی۔اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے میرے کان میں عمارہ کی آواز سرگوشی کی صورت آئی تھی۔

"ملائکہ، تمھیں پتہ ہے شیطان نے کیا کہا تھا،

پھر میں ضرور ان کے آگے سے بھی آؤں گا،اور ان کے پیچھے سے بھی،اور ان کے دائیں سے بھی آؤں گااور ان کے بائیں سے بھی،اور آپ ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائیں گے۔"

میں اکثریت میں سے تھی جو شکر گزار نہیں تھے۔میں اٹھی تھی مجھے زوہیب کے پاس جانا تھا ۔مجھے اکیلے نہیں رونا تھا۔مجھے زوہیب کے سامنے رونا تھا۔مجھے اس کو بتانا تھا میں ناشکری ہو گئی ہوں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

باب چہارم

میں اپنے کندھے کے ہلائے جانے پر اٹھا تھا۔وہ ایک دفعہ پھر میرے سامنے پنجوں کے بل بیٹھی ہوئی تھی۔میری نیند میں ڈوبی آواز نکلی تھی۔

"ملائک،نیچے سے اٹھو۔"

ملائکہ نے پھر میرا کندھا ہلایا تھا۔

"زوہیب،تم سن رہے ہو؟"

میں نے نیند میں سر ہلایا تھا۔

"اٹھو،مجھے پانی چاہیے۔"

ملائکہ کی اس بات پر مجھے جھٹکا لگا تھا۔میں نے حیرت سے اس کو دیکھا تھا،اب وہ میرے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔

"آر یو سیریس؟"

اس نے مجھے دیکھ کر سر ہلایا تھا۔اٹھ کر بیڈ سے ٹیک لگاتے،میں نے ایک دفعہ پھر اس کو دیکھا تھا۔میں نے اپنی ٹانگیں کھینچی تھیں۔ملائکہ،دھڑام سے بیڈ پر بیٹھی تھی جیسے وہ منتظر تھی کہ میں اپنی ٹانگیں سمیٹوں۔

"پانی"

اس نے جیسے مجھے یاد کروایا تھا کہ وہ کس لیے آئی تھی۔

"تمھیں سچ میں پانی چاہیے؟"

اس نے سر زور وشور سے ہاں میں ہلایا تھا۔گلاس میں پانی ڈالتے ہوئے میں نے اس کا جائزہ لیا تھا۔اس کے پپوٹے سوجھے ہوئے تھے۔آنکھوں میں نمی تھی۔میں نے گلاس اس کو پکڑایا تھا۔وہ سر جھکائے کانچ کے گلاس کے کناروں پر انگلی پھیر رہی تھی اور پھر میں نے پانی میں ایک آنسو گرتے دیکھا تھا۔یہ سلسلہ رکا نہیں تھا۔پہ درپہ قطرے گرتے گئے تھے۔

"ملائک، اٹھ کر ادھر آؤ۔"

میں نے اس کو بیڈ کی دوسری جانب بیٹھنے کو کہا تھا۔

اس نے مجھے چہرہ اٹھا کر دیکھا تھا پھر اس جگہ کو دیکھا تھا جدھر میرا ہاتھ رکھا ہوا تھا۔اس کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔اس کے بعد اس نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

میں نے اس کو بیچارگی سے دیکھا تھا۔

"ملائک"

میں نے اس کے ہاتھ سے گلاس لے کر سائیڈ ٹیبل پر واپس رکھا تھا۔

"جوتے اتارو۔"

اس نے جوتے اتار دیے تھے۔

"ادھر آؤ اب۔"

پہلے وہ مجھے دیکھتی رہی تھی پھر دو ٹانگوں پر چلنے والا انسان گھٹنوں کے بل چلتا ہوا میرے برابر میں آکر بیٹھا تھا۔اس کے انداز پر مجھے ہنسی آئی تھی مگر مسکرانے پر اکتفا کرنا بہتر تھا۔

میری دائیں جانب سائیڈ ٹیبل تھا اور بائیں جانب ملائک بیڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھی ہوئی تھی۔

"کیا ہوا ہے؟"

"مجھے تمھارے سامنے رونا ہے۔"

وہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے بولی تھی اور اس کے بعد اس نے رونا شروع کر دیا تھا۔

وہ صبح والے لباس میں موجود تھی۔اس نے اسکارف بھی نہیں اتارا تھا۔

"یونیورسٹی سے کب واپس آئی تھی؟"

"ساڑھے چار بجے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے رونے کے دوران مجھے بتایا تھا،اب ساڑھے سات ہو رہے تھے۔وہ چار گھنٹے سے اسکارف پہن کر بیٹھی ہوئی تھی۔

"تم تب سے رو رہی ہو؟"

اس نے سر نفی میں ہلایا تھا۔اس نے مجھے نظریں اٹھا کر دیکھا تھا۔

"مجھے گلے نہیں لگاؤ گے؟"

وہ صرف نخرے اٹھوانا چاہتی تھی۔

میں نے بازو پھیلایا تھا، وہ خاموشی سے میرے سینے کے ساتھ لگ گئی تھی۔اس کے بعد اس نے رونے کا سلسلہ پھر سے جوڑا تھا۔

اس کو علم تھا کہ وہ میرے ساتھ بیٹھ کر گھنٹوں رو سکتی ہے اور وہ اس بات کو استعمال کرنا بھی جانتی تھی۔میں نے اس کے اسکارف سے پنز نکالی تھیں۔اس کے بھورے بال ڈوپٹے کے کھلتے ہی کندھوں پر بکھر گئے تھے۔کچھ دیر بعد اس نے سر اٹھا کر مجھے دیکھا تھا۔

~................

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

باب پنجم

اس نے ادھ کھلی آنکھوں سے مجھے دیکھ کر اوپر بیٹھنے کا کہا تھا اور پھر وہ واپس نیند کے آغوش میں جا رہا تھا۔ میں نے پہلے یقین دہانی کی تھی کہ وہ سن رہا ہے۔

"اٹھو، مجھے پانی چاہیے۔"

یہ تیر نشانے پر لگا تھا۔ وہ اٹھ گیا تھا۔ اس نے بیڈ سے ٹیک لگائی تھی۔ میں منتظر تھی کہ وہ ٹانگیں کھینچے گا، کل بھی میرے آنے پر اس نے میرے بیٹھنے کے لیے جگہ خالی کی تھی۔ اس کو کیا پتہ نہیں چلا تھا کہ میں ٹھیک نہیں ہوں۔ اس کو نظر نہیں آرہا تھا کہ میں رو کر آئی ہوں۔ اس نے پانی کا گلاس مجھے پکڑایا تھا۔ کیا بدتمیزی تھی، وہ مجھے دیکھ کیوں نہیں رہا تھا۔ اب تو

مجھے لازمی رونا تھا۔ وہ مجھے نظر انداز کیسے کر سکتا تھا۔ کیا وہ ان پیسوں پر ناراض تھا۔ اسی سوچ کے ساتھ میری آنکھوں سے دو قیمتی موتی ٹوٹ کر گرے تھے اور پھر بہت سے آنسو گرتے گئے تھے۔

"ملائک، اٹھ کر ادھر آؤ؟"

مجھے نہیں بیٹھنا تھا ادھر۔ وہ بے بس ہوا تھا۔ کہیں اندر سکون کا جذبہ چھایا تھا۔ جوتے اتارنے کے بعد میں اس کے پاس جا کر بیٹھی تھی۔ میں نے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائی تھی۔ وہ مجھ سے وجہ پوچھ رہا تھا۔ مجھے ماں کی ڈائری پڑھ کر رونا آیا تھا پھر مجھے اپنا آپ ناشکرا لگا تھا اور پھر میں زوہیب کے سامنے آکر بیٹھ گئی مگر یہ وجہ بذات خود وجہ نہیں تھی۔ مجھے پتہ ہی نہیں تھا کہ میں رو کس بات پر رہی ہوں۔ اس بات پر بھی مجھے رونا آنے لگا تھا۔ میں اتنی تو کمزور نہیں تھی کہ بات بات پر روتی۔ مجھے پانچ ماہ میں کیا ہو گیا تھا۔ میں اسے خود کہہ رہی تھی کہ مجھے گلے لگائے۔ اس نے نرمی سے میرے ڈوپٹے سے پنز اتاری تھیں۔ وہ اب میرے بال اپنی انگلیوں کی مدد سے ٹھیک کر رہا تھا۔

"زوہیب، میں ایسی کیوں ہو گئی ہوں؟"

وہ مجھے دیکھتا رہا تھا۔

"کیسی ہو گئی ہو؟"

میں نے پھر رونا شروع کر دیا تھا۔وہ مسلسل میرا سر سہلا رہا تھا۔

"ملائکہ،اوپر دیکھو۔"

میں نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

"کیسی ہو گئی ہو؟"

"میں ہر وقت روتی رہتی ہوں۔میں اداس تو نہیں رہتی تھی زوہیب۔مجھے تو توجہ نہیں چاہیے ہوتی تھی۔مجھے تو بات بات پر رونا نہیں آتا تھا۔میں ناشکری نہیں تھی نازوہیب؟ میرے ساتھ یہ سب کیوں ہو رہا ہے؟"

وہ مجھے دیکھتا رہا تھا۔

"ہمارے دماغ میں کچھ کیمیکلز ہیں،او کے؟"

میں نے سر ہلایا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"جب یہ کیمیکلز اپنا توازن برقرار نہیں رکھ سکتے تو انسان ڈپریس ہو جاتا ہے۔"

اس نے بولتے ہوئے میری ٹانگوں پر رضائی ڈالی تھی۔ وہ اتنی خاموشی سے خیال رکھتا تھا۔

"ڈوپامین یعنی خوش رہنے والا کیمیکل کم ہونے لگتا ہے تو انسان اداسی کی طرف چلا جاتا ہے۔ ادویات سے یہ توازن برقرار رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگر خاندان میں نفسیات کی بیماری پہلے سے ہو تب بھی انسان کے ڈپریس ہونے کے چانسز پہلے سے بڑھ جاتے ہیں۔"

"زوہیب، میں بری تو نہیں تھی۔ میں اتنی ناامید کیوں ہو جاتی ہوں؟"

"دیکھو جب ڈوپامین کم ہو جاتا ہے تو ایسی ادویات دی جاتی ہیں، جس سے یہ توازن واپس درست ہو سکے، تم ادویات میں کوتاہی کرتی رہی ہو۔ یہ اس کوتاہی کا نتیجہ ہے۔"

"میں روتی اس کی وجہ سے ہوں؟"

اس نے نرمی سے سر ہلایا تھا۔

"زوہیب میں ناشکری ہوں؟"

اس نے حیرت سے مجھے دیکھا تھا۔ میری آنکھوں میں آنسو ٹھہرے ہوئے تھے۔

"زوہیب، میں رب کی ناشکری ہوں۔ میں نے دعا مانگی تھی۔ وہ ویسے ہی قبول ہوئی مگر میں نے ناشکری کی۔ میں ناشکری ہوں زوہیب۔"

میرا دل کیا تھا کہ میں خود کو مارو۔ مجھے اپنا آپ دنیا کے بیوقوف ترین انسان جیسا لگا تھا۔

میں اپنے ہاتھوں میں منہ چھپا کر روئی تھی۔ مجھے ناشکرا ہونا تکلیف دے رہا تھا۔

"زوہیب، میں ناشکری تو نہیں تھی۔ میں ایسی تو کبھی نہیں تھی۔ مجھے پر شیطان نے حملہ کیا اور میں پھسل گئی۔ زوہیب، میں کیا کروں؟ مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔ میں کسی کھائی میں کھڑی ہوں۔"

میں نے اپنا چہرہ پیٹنا شروع کر دیا تھا۔ زوہیب نے میرے دونوں ہاتھ پکڑے تھے۔

"ملائک، گہرے سانس لو۔"

وہ بہت نرمی سے مجھے تلقین کر رہا تھا۔

"ناک سے سانس لو، منہ سے نکالو۔"

میں نے دو تین دفعہ یہ عمل دھرایا تھا۔اس نے میرے ہاتھ چھوڑ دیے تھے۔میں نے خاموشی سے واپس اپنا سر اس کے سینے پر رکھ دیا تھا۔ابھی مجھے اس کو پیسوں کا بھی بتانا تھا۔

"ناشکرا کون ہوتا ہے، ملائک؟"

"جو قدر نہیں کرتا۔حق نہیں ادا کرتا۔"

"کیا اللہ کا حق ہم ادا کر سکتے ہیں؟"

میں نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"ملائک، انسان ناشکرا ہی رہتا ہے کیونکہ انسان کے اندر زیادہ کی طلب ہوتی ہے۔بہترین ابن آدم کون ہیں ملائک؟"

"جو معافی مانگ لیتے ہیں۔"

"اللہ اتنے مشکل نہیں ہیں کہ تم شرمندہ ہو معافی مانگ رہی ہو اور وہ معاف نہ کریں۔وہ حیا والے ہیں۔"

وہ خاموش ہوا تھا۔

"آئندہ خود کو مت مارنا، ملائکہ۔ یہ مجھے نہیں پسند آیا۔"

میں نے اس کو چہرہ اٹھا کر دیکھا تھا۔ وہ ناپسندیدگی کا اظہار پہلی دفعہ کر رہا تھا۔ میں نے اپنا سر واپس اس کے سینے پر رکھ دیا تھا۔

"تم نے کچھ پوچھنا ہے، زوہیب؟"

"کیا مجھے کچھ پوچھنا چاہیے؟"

میں نے سر ہاں میں ہلایا تھا۔

"کیا پوچھنا چاہیے؟"

میں نے رضائی سے اپنا ہاتھ نکال کر زوہیب کے سامنے پھیلایا۔ میری کلائی پر گھڑی چمک رہی تھی۔

"میں نے یہ گھڑی لی ہے۔"

زوہیب نے مجھے ایسے دیکھا تھا جیسے میں پاگل ہو گئی ہوں۔

"بہت خوبصورت ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے تمھارے پیسوں سے یہ گھڑی لی ہے۔"

"تم میری بیوی ہو، میرے ہی پیسوں سے چیزیں لو گی۔"

میں اس کو دیکھے گئی تھی۔ کیا اس کو حقیقتاً کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔

"زوہیب، یہ گھڑی دس ہزار ڈولر کی ہے۔ پاکستانی بیس لاکھ ترپن ہزار روپے۔"

"کوئی بات نہیں۔"

کیا وہ پاگل ہو گیا تھا۔

"تمھیں غصہ نہیں آیا؟"

"مجھے غصہ کیوں آتا؟"

"یہ بہت مہنگی ہے۔"

"تمھارے پہننے سے واقعی مہنگی ہو گئی ہے۔"

مجھے اپنے گال تپتے محسوس ہوئے تھے۔

"میں بہت پریشان تھی، زوہیب۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کے انداز میں غصے کی رمق بھی نہیں تھی۔

"مجھے لگا تھا کہ تمھیں بہت غصہ آئے گا۔میں کل سے اب تک بہت پریشان تھی۔تم مجھے ڈانٹتے تو میری جان ہی نکل جاتی۔"

"مجھے اپنے اکاؤنٹ میں گھٹتے پیسے دیکھ کر اچھا لگا۔میں ان چھ ماہ میں ہر مہینے تمھارے اکاؤنٹ میں پیسے ڈالتے ہوئے انتظار ہی کرتا رہتا تھا کہ میری بیوی خریداری کرے گی۔"

وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔وہ ہر بار سب سے مختلف بات کرتا تھا۔

"کل میں اور زارا پہلے اسکیٹنگ کے لیے گئے تھے پھر ہم مال گئے تھے۔میں نے گھڑی لی اور اس کی قیمت دیکھتے ہی میری بتی گل ہو گئی۔میں اس کے بعد کچھ لے ہی نہیں سکی۔"

اصل دکھ اس بات کا بھی تھا کہ میں نے صرف ایک اچھے برینڈ کی گھڑی لی تھی اور وہ بیس لاکھ کی نکل آئی تھی۔میں نے گہری سانس خارج کی تھی۔

مجھے اس کی توجہ بھی چاہیے تھی مگر میں یہ اس سے خود نہیں کہہ سکتی تھی۔

"توجہ کا کیا مسئلہ ہے؟"

وہ سن چکا تھا۔

"کچھ نہیں"

میں نے نفی کی تھی۔توجہ کا مسئلہ نہیں تھا۔

مسئلہ 'صرف'اس کی توجہ حاصل کرنا تھا۔

"ملائکہ"

وہ تنبیہ کر رہا تھا۔

میں نے اپنی گود میں پڑے ہاتھوں کو دیکھا تھا۔زوہیب کا بازو میرے کندھے کے گرد تھا۔

"مجھے تمھاری توجہ چاہیے ہوتی ہے زوہیب۔مجھے تو کبھی ایسا مسئلہ نہیں ہوا تھا۔"

وہ خاموش ہو گیا تھا۔میں نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔وہ مسکرا رہا تھا۔

"تم مسکرا کیوں رہے ہو؟"

"مجھے حیرت ہو رہی ہے۔"

"کیوں؟"

"میں پورا دن تمھارے ساتھ ہوتا ہوں، ملائک۔"

اس نے جیسے وضاحت دی تھی۔

"نہیں، تم صبح سات بجے جاتے ہو اور رات کو سات بجے آتے ہو۔ دس سے چھ بجے تک تم سوتے ہو۔ تقریباً آٹھ گھنٹے تم سوتے ہو اور پیچھے صرف چار گھنٹے بچتے ہیں، وہ بھی کھانا بنانے اور کھانے میں نکل جاتے ہیں۔ تم پورا دن میرے ساتھ نہیں ہوتے۔ پہلے تم مجھے لینے آتے تھے تو ہماری بات ہو جاتی تھی مگر اب تم مجھے لینے بھی نہیں آتے۔ کل سے اب تک ہماری ابھی صحیح سے بات ہوئی ہے۔"

وہ مجھے دیکھتا رہا تھا۔

"تمھارا شوہر بیمار تھا۔"

وہ اپنا دفاع کر رہا تھا۔

"مگر ابھی تو تمھیں بخار نہیں ہے۔"

اس نے ہتھیار ڈالے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تلافی کیسے ہو گی؟"

مجھے دیکھتے ہوئے، وہ نرمی سے بولا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟ اگر ٹھیک ہو تو باہر چلیں؟"

میں اسکیٹنگ کرنا چاہتی تھی۔اس نے مسکرا کر سر ہلایا تھا۔

~..................

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

باب ششم

تقریباً ایک گھنٹہ مسلسل رونے کے بعد اب وہ اسکارف کر رہی تھی۔اس کی بھوری آنکھوں میں سرخی کی باریک سی لکیر تھی۔زیادہ رونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں بھی سوجھ گئی تھیں ۔شادی صبر آزما کام تھا۔اسکارف درست کرنے کے بعد وہ میرے سامنے کھڑی تھی۔

"چلیں"

میں نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

~................

ہم اکٹھے اسکیٹ کر رہے تھے۔میں رکا تھا۔

"میرے پاس تمھارے لیے کچھ ہے۔"

اس نے حیرت سے مجھے دیکھا تھا۔

"میں نے اب تک تمھیں کوئی تحفہ نہیں دیا اسی لیے میں یہ انگوٹھی لایا ہوں۔"

میں نے اپنے کوٹ کی جیب سے چھوٹی سی ڈبی نکالی تھی۔اس ڈبی کو کھولنے پر سیاہ نگینے والی انگوٹھی نظر آئی تھی۔

~................

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

باب ہفتم

سیاہ نگینے والی انگوٹھی میرے سامنے تھی۔اس کے ارد گرد چھوٹے چھوٹے سفید نگ تھے۔ وہ سلور رنگ کی انگوٹھی تھی۔اس نے مسکراتے ہوئے ہاتھ پھیلایا تھا۔میرے ہاتھوں سے میں نے دستانے اتار کر اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تھا۔

میرے بائیں ہاتھ کی انگلی میں انگوٹھی پہناتے ہوئے وہ مسکرایا تھا۔مجھے محسوس ہوا تھا کہ میرے گال سرخ ہوئے تھے۔خفت کا احساس مٹانے کے لیے میں نے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں سے آزاد کرواتے ہوئے کہا تھا۔

"زوہیب،میرے سے آگے نکل کر دکھاؤ۔"

میں نے اپنی رفتار بڑھائی تھی۔ٹھنڈی ہوا میرے منہ سے ٹکرا رہی تھی۔برف باری ہونے لگی تھی۔اف،سردی کل سے زیادہ تھی۔میں نے اپنے برابر سے زوہیب کو گزرتے دیکھا تھا
۔

"تم نے کہا تھا تم مجھے ہارنے نہیں دو گے۔"

وہ آگے جا کر رک گیا تھا۔اس کے اچانک رکنے پر میں نے رکنے کی کوشش کی تھی مگر میں توازن برقرار نہیں رکھ سکی تھی۔مجھے بچانے کی کوشش میں ہم دونوں اکٹھے گرے تھے۔ میں اس کے اوپر گری تھی۔

"اسی لیے میں نے کہا تھا کہ ہم اکٹھے گریں گے۔"

مجھے اپنے اوپر سے ہٹاتے وہ کھڑا ہوا تھا۔میری طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے وہ بولا تھا۔

ہم دونوں اب ایک دوسرے کے مقابل کھڑے تھے۔

"زوہیب"

وہ میری طرف متوجہ ہوا تھا۔میں نے اپنا گلہ صاف کیا تھا۔

"ایک بات بتاؤں؟"

اس نے بولنے کا اشارہ کیا تھا۔

"میں اِک دنیا میں ہوں

اور دوسری دنیا کے خواب

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آتے ہیں آنکھوں میں

ادھوری چاہتیں میری

ادھوری داستاں میری

مرے جذبے ادھورے ہیں

مری خواہش کے پیمانے ادھورے ہیں

محبّت کے مرے ہونٹوں پہ افسانے ادھورے ہیں

ادھورے پن کی اِک دنیا

مرے چاروں طرف ہے،

پھر بھی اپنے دل کی

سب گہرائیوں کے ساتھ

سب سچّائیوں کے ساتھ

یہ اقرار کرتا ہوں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

'میں تم سے پیار کرتا ہوں!'''

وہ مجھے حیرت سے دیکھے گیا تھا۔اس کا چہرہ سرخ ہونے لگا تھا۔وہ لاجواب ہوا تھا۔

میں جوابی اظہار چاہتی تھی۔یہ وہ کیوں نہیں کرتا تھا جو مجھے چاہیے ہوتا تھا۔

"کینیڈا کی فضاؤں کو تم سے محبت ہے۔"

"کینیڈا والے کو بھی مجھ سے محبت ہے۔"

میں نے والے پر زور دیا تھا۔وہ ہنسا تھا۔

"اس بات میں کوئی شک نہیں ہے۔آپ کے کینیڈا والے شوہر کو اپنی اکلوتی بیوی بہت عزیز ہے۔"

اس نے میرے دونوں ہاتھ پکڑ کر مجھے گھمایا تھا۔

~................

چھ ماہ بعد

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

میرا سمسٹر مکمل ہو چکا تھا۔ پچھلے سمسٹر کی نسبت یہ سمسٹر میرا خوشگوار گزرا تھا۔ میں اور زارا دوست بن گئے تھے۔ میں اکیلے سفر کرنے لگی تھی۔ مجھے گھر کا راستہ اب معلوم تھا۔ میرا جی پی اے بھی بہتر ہو گیا تھا اور اس سب میں سب سے خاص بات یہ تھی کہ میں ذہنی طور پر بہتر ہو گئی تھی۔ دوائیوں کی نو گولیاں ایک گولی میں بدل گئی تھی۔

میں گرمیوں کی چھٹیوں میں نوکری کے لیے جا رہی تھی۔ یہ ان وعدوں میں سے ایک تھا جو زوہیب نے مجھ سے لیے تھے۔ مجھے ان چھٹیوں میں اپنا خرچ اٹھانا تھا، اگر میں نہ بھی اٹھاتی تو زوہیب مجھ پر جبر نہیں کر سکتا تھا مگر مجھے یہ کام خود کے لیے سیکھنا تھا۔ میں اس وقت ٹیکسی سے باہر دیکھتے ہوئے گزرے ایام کے متعلق سوچ رہی تھی۔ چیزیں بکھرتی لمحوں میں ہیں اور اپنی جگہ پر واپس آنے کے لیے مہینے لیتی ہیں۔ بہتر ہونے میں اور ٹھیک ہونے میں فرق ہوتا ہے، بدتر سے بہتر کے درجے پر آ گئی تھی۔ کسی دن ٹھیک بھی ہو جاؤں گی۔ ٹیکسی سے اتر کر میں نے سامنے موجود آرٹ اسٹوڈیو کو دیکھا تھا۔ یہ بہت چھوٹی سی عمارت تھی۔ میری پہلی نوکری بغیر تجربے کے کسی ایسے ہی ادارے میں ہو سکتی تھی۔ گہری سانس لے کر میں نے خود کو مطمئن کیا تھا۔ ایک آخری نظر خود پر ڈالی تھی۔ میں کورڈ پہن کر آئی تھی۔ کپڑے

Clubb of Quality Content

کم از کم سکون تو دے رہے تھے۔ میں عمارت کے اندر داخل ہوئی تھی۔ دائیں جانب سڑھیاں تھیں۔ یہ عمارت کا نچلا حصہ تھا جو گاڑیاں کھڑی کرنے کے لیے استعمال ہو رہا تھا۔ حیرت انگیز طور پر ادھر صرف ایک گاڑی کھڑی تھی۔ میں نے یقین دہانی کے لیے وقت دیکھا تھا۔ گیارہ بجے تک سارے ادارے اپنی آب وتاب سے چمک رہے ہوتے ہیں یہاں کوئی کیوں نہیں تھا؟

سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آنے پر دروازہ تھا جس کو کھول کر میں اندر داخل ہوئی تھی۔ اوپر کا حصہ بھی مکمل خالی تھا۔

"ملائک، کسی بھی ایسی جگہ پر محتاط ہو جانا جہاں تمھاری چھٹی حس تمھیں کچھ غلط ہونے کا اشارہ دے۔"

زوہیب کے الفاظ بہت آہستگی سے میرے دماغ میں گونجے تھے۔ میں محتاط ہو گئی تھی اور پھر میں نے دروازے کے لاک ہونے کی آواز سنی تھی۔

"ملائک، اپنے دماغ کو پر سکون رکھنا۔"

ناولز کلب
Club of Quality Content

میں نے خود کو پرسکون رکھنے کی سعی کی تھی۔ میں مڑی تھی۔ یہ میری زندگی کا بدترین منظر تھا، شاید یہ وہ آخری چیز تھی جس کا سامنا کرنے کا میں نے کبھی نہیں سوچا تھا۔

"ملائک، ماضی کو حال میں مت آنے دینا۔"

میں نے ماضی کو جھٹکنے کی کوشش کی تھی۔

"اگر ماضی یاد آئے تو اس کو اپنی طاقت بننے دینا۔"

میرے سامنے ڈیوڈ کھڑا تھا، اس سے کچھ فاصلے پر لونا تھی۔ منظر ماضی جیسا نہیں تھا۔ آج وہ برہنہ حالت میں نہیں تھا۔ وہ مکمل تیار تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زوہیب کی مدہم سی آواز سنائی دی تھی۔

"جذبات کو خود پر حاوی مت ہونے دینا۔"

میں نے خود کو سمجھا تھا۔ میرے اندر غصہ تھا۔

"ملائک، غصہ پہلوان کو بھی اپنی زد میں لے تو اس کو منہ کی کھانی پڑتی ہے۔"

میں نے غصے کو طاقت بنانا تھا۔میں نے گہرا سانس لیا تھا اس کے بعد میں نے اپنے بازو سینے پر لپیٹے تھے۔کچھ چیزیں اس پر ویسے بھی ادھار تھیں۔

“Asian beauty”

وہ میری طرف قدم بڑھا رہا تھا۔

"وقت سے پہلے حملہ نہ کرنا۔مقابل کو قریب آنے دینا۔اس کے قدموں سے اس کے رخ کا اندازہ لگانا۔"

وہ سیدھا میری طرف آرہا تھا۔اس کے قدم بھی میرے سامنے کی طرف تھے۔

وہ اپنی غلیظ زبان سے کہہ رہا تھا۔

"میں نے اس لمحے کا برسوں انتظار کیا ہے۔"

میں نے مدہم آواز میں کہا تھا۔

"میں نے بھی"

"مقابل جب تمھاری قریب آئے تو اپنا پسندیدہ حملہ کرنا۔"

میں نے مقابل کو ایک لمحے کے لیے کمزور تصور کیا تھا۔

"ملائک، مقابل کو کمزور سمجھنے کی کوشش مت کرنا۔"

وہ میرے سامنے آکر رکا تھا۔اس نے میرے چہرے کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔

"ملائک، تم مقابل کے ہاتھ کو ایسے پکڑ کر گھماؤ گی۔"

زوہیب نے ڈمی کا ہاتھ پکڑ کر گھمایا تھا اور ڈمی کی کمر زوہیب کے سینے سے لگی تھی۔

"اب تم کر کے دکھاؤ۔"

میں نے ڈیوڈ کا ہاتھ پکڑ کر گھمایا تھا۔وہ اس حملے کے لیے تیار نہیں تھا۔اس کی کمر اب میرے سینے کے پاس تھی۔

"پھر تم اس کے گھٹنوں پر حملہ کرو گی۔"

زوہیب نے ڈمی کے گھٹنوں پر ٹانگ ماری تھی۔

میں نے ڈیوڈ کے گھٹنوں پر پاؤں مارا تھا۔وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا تھا۔

ایک اور منظر تھا۔زوہیب مجھے بتا رہا تھا کہ کس نبض سے انسان بے ہوش ہوتا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ابھی ڈیوڈ نے مجھے پہلی گالی دی تھی کہ میں نے اس کی وہ نبض دبا دی تھی۔ یہ عمل کرتے میری رفتار اتنی تیز تھی کہ ڈیوڈ جوابی حملہ نہیں کر سکا تھا۔ وہ اب میرے قدموں کے پاس بے ہوش پڑا تھا۔

میں نے لونا کو دیکھا تھا۔ وہ مجھے دیکھ کر پیچھے ہوئی تھی۔ میں نے اس کو صرف دیکھا تھا۔

"ملائکہ، میں مجبور تھی۔"

"لونا، گناہ کرنے اور نہ کرنے کی چوائس انسان کے پاس ہوتی ہے۔ تم نے برائی چنی، تمھیں برائی مبارک ہو۔"

میں نے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"وہ مجھے مارتا ہے، ملائکہ۔ مجھے مجبور کرتا ہے کہ میں اس کو لڑکیاں لا کر دوں۔"

اس کی آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔

"اور اس کے بدلے میں تم اس کے فلیٹ میں رہتی ہو۔ مہنگے کپڑے، برینڈڈ بیگز لیتی ہو؟"

وہ مجھے دیکھے گئی تھی۔ وہ اس جواب کی توقع نہیں کر رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دروازہ کھولو۔"

اس نے خاموشی سے دروازہ کھولا تھا۔دروازے کے پاس پڑے واز کو اٹھا کر اس نے مجھے مرنے کی کوشش کی تھی۔میں اس کو مارنا چاہتی تھی مگر وہ ظلم ہوتا،اب جوابی کاروائی دفاع میں مارنا تھا۔واز اس کے ہاتھ سے خوف کی وجہ سے گر گیا تھا۔

"میں صرف ایک تھپڑ ماروں گی اور اس کی وجہ تم خود ہو۔ڈیوڈ قابل نفرت ہے مگر تم قابل ترس لگتی ہو۔"

یہ کہتے میں نے اس کو ایک تھپڑ مارا تھا اور پھر میں وہاں سے بھاگی تھی۔سیڑھیاں چڑھتے ہوئے میں خوش تھی۔اترتے ہوئے میں بے حد خوفزدہ تھی۔میرے سارے خواب ٹوٹ گئے تھے۔ٹیکسی پر واپس گھر جاتے میرے کانوں میں ماں کا جملہ گھوم رہا تھا۔

ملائکہ،اوپر کدھر دیکھ رہی ہو۔نیچے دیکھ کر دھیان سے چلو۔

مجھے محسوس ہوا تھا کہ کچھ میرے اندر بہت برے طریقے سے ٹوٹ رہا تھا۔وہ سب ایک جال تھا۔مجھے استعمال کرنے کا ایک طریقہ۔میں ٹیکسی سے گھر روتے ہوئے آئی تھی۔پورا گھر مجھے چیختا محسوس ہوا تھا۔

"ملائکہ، تم اپنی قابلیت پر غور کرو۔ تم نے بدترین خوف کا سامنا کیا ہے۔"

میں نے خود کو احساس دلایا تھا کہ میری کہانی کا ایک مثبت رخ بھی تھا۔

سیٹنگ ایریا میں بیٹھتے ہوئے میں نے خود کو تسلی دینے کی کوشش کی تھی۔ میں نے اس شخص کو زیر کیا تھا جو میرا بدترین خوف تھا۔ میں اس سے بدلہ لے کر آرہی تھی، جس کا خوف میرے اندر تھا۔ مجھے خود پر فخر ہوا تھا۔ میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تھا۔

"اللہ آپ کا شکریہ!"

مجھے اللہ سے شکوے ختم ہو گئے تھے۔ کچھ دن آپ کی زندگی میں ایسے ضرور آتے ہیں جہاں یقین کھو کھلا ہو جاتا ہے ہر چیز آپ کو اپنے خلاف لگتی ہے لیکن وقت گزر جاتا ہے۔ کوئی بھی چیز تا عمر نہیں رہتی۔ نہ خوشی، نہ غم۔

میری نظروں کے سامنے زوہیب لہرایا تھا۔

"ملائکہ، میں چاہتا ہوں کہ تم سیلف ڈیفنس سیکھو۔"

میں نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

"زوہیب، میں سیکھ کر کیا کروں گی۔"

وہ مجھے دیکھتا رہا تھا۔

"ملائک، میں نہیں چاہتا کہ واپس کوئی بھی انسان تمھارے لیے ڈیوڈ بنے اور تم بے بس ہو۔"

میں خاموش ہو گئی تھی۔ وہ جانتا تھا میں اس موضوع سے بھاگتی ہوں۔

وہ نہ ہوتا تو آج کیا ہو سکتا تھا۔ یہ سوچ کر ہی مجھے جھرجھری آئی تھی لیکن میں اداس ہو رہی تھی۔ میں نے بہت خواب دیکھے تھے، اس نوکری کو لے کر۔ میں صبح نکلتے ہوئے ایک مٹی کی عمارت قائم کر کے نکلی تھی اور اب اس پر کسی نے پانی پھینک دیا تھا۔

مجھے کچھ میٹھا کھانا چاہیے تھا۔ میٹھا اداسی دور کر دیتا ہے۔ میں نے ان چھ ماہ میں بہت کچھ سیکھا تھا۔

میں نے صوفے پر بیٹھے بیٹھے کچن میں جھانکا تھا۔ زوہیب نے مجھے کھانا بنانا سکھایا تھا۔ ہر ہفتے وہ مجھے تینوں وقت کچھ مختلف بنانا سکھاتا تھا۔ میرے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔ مجھے وہ

ناولز کلب Club of Quality Content

پہلا دن یاد آیا تھا جب اس نے مجھے انڈے میں نمک ڈالنے کو کہا تھا اور میں نے اکٹھے دو چمچ اس میں ڈال دیے تھے۔

"ملائک، نمک کتنا ڈالا تھا؟"

اس نے جب انڈے کا پہلا لقمہ لیا تھا تو اس کا پہلا سوال ہی یہ تھا۔

"صرف دو چمچ ڈالے تھے۔"

اور وہ ہنسنے لگا تھا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ اسی دن دوپہر کے کھانے پر میں نے پیاز کاٹے تھے اور تب میری آنکھوں سے اتنا پانی نکلا تھا کہ میرے پپوٹے سوجھ گئے تھے۔ زوہیب تب بھی ہنستا رہا تھا اور اس کے بعد اس نے مجھے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا تھا کہ

"تمھیں چاپر لا کر دوں گا۔ میری بیوی کو پیاز بھی کیسے رلا سکتا ہے۔"

میں نے تب بھی قہقہ لگایا تھا۔ مجھے اب بھی ہنسی آئی تھی۔

رات کے کھانے پر میں نے مرچوں والے ہاتھ سے اپنی آنکھیں مسل دی تھیں اور اس کی جلن اتنی تھی کہ میری آنکھوں سے پھر پانی نکلنے لگا تھا۔ میری آنکھ میں پانی ڈالتے وہ مسکرایا تھا۔

"ملائک، میں مرچے نہیں چھوڑ سکتا۔"

وہ میرے آنسوؤں کو روکنے کے لیے ہر کام کر جاتا تھا۔ خاموش گھر میں میرا قہقہ گونجا تھا۔

اتوار کو ہم گاڑی چلانا سیکھتے تھے۔ مجھے گاڑی چلانا نہیں سیکھنی تھی مگر زوہیب مجھے ہر کام کا ماہر بنانا چاہتا تھا۔ پہلے دن اس نے مجھے گاڑی کے حصوں کے بارے میں بتایا تھا اور اگلے ہفتے اس نے جب مجھے گاڑی دی تھی تو میں پہلے گئیر سے سیدھا چوتھے گئیر پر گئی تھی اور گاڑی اسی جگہ پر بند ہو گئی تھی۔ زوہیب کی آنکھیں از حد پھیلی تھیں۔ اس کے انجن کھولنے پر معلوم ہوا تھا کہ اس کے کلچ میں مسئلہ آگیا تھا۔ میں شرمندہ تھی۔ زوہیب کو اپنی گاڑی بے انتہا پسند تھی، جس کی وجہ سے اس کے کچھ نہ کہنے کے باوجود میں خود کو ملامت کرنے لگی تھی۔ انجن بند کرتے اس نے مجھے دیکھا تھا اور پھر وہ مسکرایا تھا۔ اس نے میرا کندھا تھپکا تھا۔

"فکر نہیں کرو، گاڑی ٹھیک ہو جائے گی۔"

میں اس کو دیکھتی رہی تھی، میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ میں اب گاڑی چلانا نہیں سیکھوں گی مگر اگلے اتوار زوہیب پھر تیار تھا مجھے گاڑی سیکھانے کے لیے۔ میں کہتی رہی کہ مجھ سے لگ جائے گی اور اس کی بھی ایک ہی تکرار تھی۔

"میں ٹھیک کروالوں گا۔"

گاڑی سیکھتے ہوئے میں نے بہت سا نقصان کیا تھا۔ وہ ہر دفعہ ٹھیک کرواتا تھا اور میں ہر دفعہ کسی نئے حصے کو متاثر کرتی تھی۔ جس دن میں لائیسنس کا ٹیسٹ دے کر آئی تھی اور میں فیل ہو گئی تھی تب بھی وہ بہت خوش تھا اور پچھلے ہفتے وہ مجھے واپس ٹیسٹ دینے لے کر گیا تھا اور میں نے ٹیسٹ پاس کر لیا تھا، جس کی وجہ سے مجھے عارضی طور پر سلپ دے دی گئی تھی جس پر درج تھا کہ میں گاڑی چلانے کی اہل ہوں۔ میرا کارڈ چند دنوں میں آجانا تھا۔

میں نے گہری سانس خارج کی تھی۔ وہ میری زندگی کا خوبصورت باب تھا۔

میں نے زوہیب کو کال کی تھی۔

"السلام علیکم!"

ہمیشہ کی طرح ہشاش بشاش سا سلام میرے کانوں سے ٹکرایا تھا۔

"وعلیکم السلام!

تم فارغ ہو؟"

وہ ہنسا تھا۔

"آپ کے لیے ہمیشہ فارغ ہوں۔"

"میں تمھارے پاس آجاؤں؟"

وہ کچھ دیر خاموش رہا تھا۔

"ریڈیول کینال آجاؤ۔"

میں نے فون کاٹ دیا تھا۔

•••••••••••••••

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باب نہم

وہ گاڑی خود چلا کر آئی تھی۔ میرے گاڑی کے ساتھ گاڑی کھڑی کرتے، میں نے اس کا جائزہ لیا تھا۔ صبح والے کپڑے، ہاتھ میں کین پکڑے، وہ گاڑی سے باہر نکلی تھی۔ ڈیش بورڈ پر ٹوفیوں کا پیکٹ تھا۔ کھائی ہوئی ٹافیوں کا کچرا ابھی ڈیش بورڈ پر ہی تھا۔ وہ راستے میں کسی سٹور پر رکی تھی اور پھر وہ اپنی اداسی کو دور کرنے کے لیے شاپنگ کر کے آئی تھی۔ اسی لیے وہ تاخیر سے پہنچی تھی۔

"السلام علیکم!"

نالز کلب
Clubb of Quality Content

میرے سامنے کھڑے ہوتے،اس نے کین میری طرف بڑھایا تھا۔مجھے پینے کی اجازت دی گئی تھی۔

"وعلیکم السلام! تم پیو۔"

اس نے مجھے دیکھا تھا۔

"پکڑلو،جو بتانے والی ہوں،اس کو سننے کے بعد تمھیں توانائی چاہیے ہوگی۔"

آگے بڑھ کر وہ ریڈیو کینال کے بالکل پاس جا کر رک گئی تھی۔اس کی نظر پانی پر تھی۔

"کیا بتانے والی ہو؟"

میں اس کے ہم قدم آکر کھڑا ہوا تھا۔

"کسی کو مار کر آرہی ہوں۔"

میری آنکھیں پھیلی تھیں۔ملائکہ،کسی کو مار کر آئی تھی۔اچھی خبر تھی۔

"سن کر اچھا لگا۔"

اس نے ایک نظر مجھے دیکھا تھا۔وہ مار کر خوش نہیں تھی۔

"میں نے ڈیوڈ کو مارا ہے۔"

مجھے لگا تھا سب اپنی جگہ تھم گیا ہو۔ اس نے ایک پتھر کو ٹھوکر مار کر پانی میں پھینکا تھا۔

"اس نے میرے لیے جال بچھایا تھا۔ میں فاختہ نہیں بنی، صیاد بن گئی۔"

"اس نے میری طرف ہاتھ بڑھایا، میں نے اس کے بازو کو پکڑ لیا۔ میں نے لونا کو ایک تھپڑ مارا اور میں پھر فاختہ بن گئی۔ مارتے وقت خوفزدہ نہیں تھی۔ بھاگتے وقت خوفزدہ تھی۔"

اس نے گہری سانس خارج کی تھی۔

"زوہیب، ڈیوڈ کو دیکھ کر میرا ماضی، ماضی ہی رہا۔ ایک لمحے کے لیے بس ماضی حال ملے اور پھر ماضی حاوی نہیں ہوا۔ میں اس کو مارتے ہوئے نہ کپکپائی، نہ چیخی، نہ روئی لیکن میں اداس ہوں۔"

اس نے اس نوکری کے لیے بلائے جانے پر ایک چھوٹا سا محل تعمیر کیا تھا، وہ تعمیر کردہ محل گر گیا تھا۔

"مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔ماں کہتی تھیں اوپر کدھر دیکھ رہی ہو نیچے دیکھ کر دھیان سے چلو۔ میں نے اتنے خواب بُن لیے۔"

اس نے چہرہ اٹھا کر مجھے دیکھا تھا۔وہ میرے بولنے کی منتظر تھی۔

"ملائک، نوکری کا کیا ہے؟ وہ پھر مل جائے گی۔تم خود کو دیکھو۔تم نے اتنی بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔تم اپنے خوف سے لڑ کر کھڑی ہو۔"

وہ مجھے دیکھتی رہی تھی۔

"ہاتھ سامنے رکھو۔"

اس نے ہاتھ پھیلائے تھے۔

"ہنر کدھر ہے؟"

وہ ہنسنے لگی تھی۔

"ہنر میرے ہاتھوں میں ہے اور میرے ہاتھ اتنے طاقتور ہیں کہ مجھے کوئی نوکری نہ بھی دے تب بھی میری بنائی نقش و نگاری بک سکتی ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میں نے مشروب حلق سے نیچے اتارا تھا۔ وہ مجھے دیکھے گئی تھی۔

"تم نے پینا ہے؟"

ملائک نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"مجھے کیوں دیکھ رہی ہو؟"

"زوہیب، میں تمھاری شکر گزار ہوں۔"

پھر وہ آگے بڑھی تھی۔ اس نے اپنے بازو میرے گرد حائل کیے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"تم راہ چلتے مرد کو ہراساں کر رہی ہو؟"

"ہاں، کر رہی ہوں۔"

اس نے سر اٹھا کر مجھے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"کافی نامناسب حرکت ہے۔"

"تمھیں مسئلہ نہیں ہونا چاہیے، میرا ذاتی شوہر ہے۔"

ریڈیو کینال کے پاس دو قہقہے بلند ہوئے تھے۔

•••••••••••••••••

میری ڈگری مکمل ہونے سے پہلے ہی میں دو دفعہ نمائش کا حصہ بن چکی تھی اور میں آج تیسری دفعہ نمائش کر کے آئی ہوں۔ میں بے انتہا خوش ہوں۔ آج بھی میری زندگی ماں کے بغیر نامکمل ہے مگر اس نامکمل زندگی میں خوش رہنے کا ڈھنگ مجھے آگیا ہے۔ میں خوش ہوں، اس سوچ کی وجہ سے خوش ہوں کہ سالوں گزارنے کے بعد میں خوشی محسوس کرنے لگی ہوں۔ میں اب اپنی زندگی مڑ کر دیکھتی ہوں تو مجھے لگتا ہے کہ میں جلتے کوئلوں پر چلتی رہی ہوں۔ ان جلتے کوئلوں کی آگ نہیں بجھی بس میرا راستہ بدل گیا ہے۔ مجھے یہ راستہ دکھانے میں تین انسانوں کا ہاتھ ہے۔ ڈاکٹر ارحم جنھوں نے مجھے سنا، مجھے ادویات دیں۔ زوہیب جو میرے لیے حقیقتاً شریک حیات بنا اور میرا اپنا وجود۔ جس کو احساس تھا کہ اس کے اندر خرابی ہے اور اس کو اس خرابی کی اصلاح کرنی ہے۔ یہ میری راہ حیات تھی۔ میری راہ حیات میں مددگار زوہیب تھا۔ زوہیب کی راہ حیات میں مددگار ماں تھیں اور ماں کی راہ حیات میں مددگار اللہ تھا۔ آپ کو بس اپنا ہارون تلاش کرنا ہوتا ہے۔

ختم شد

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842